ستمبر 2023

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور



عید میلاد النبی ﷺ

12/ ربیع الاول شریف ایک مقدس اور بابرکت دن ہے، صبح صادق کے وقت اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں جلوہ گر ہوئے، وہ ایک بدترین دور تھا، مردوں کے قدموں میں غلامی کی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں، عورتوں کو باندیاں بنا کر رکھا جاتا تھا، ظلم وستم عام تھا، غریبوں اور مسکینوں سے ان کی زندگی کے حقوق چھین لیے گئے تھے۔ مگر جب آپ تشریف لائے ہر طرف بہاروں کا موسم شروع ہوگیا، بھٹکی ہوئی پیشانیاں خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکنے لگیں، انسانی معاشرے میں امن، پیار اور محبت کی خوشبوئیں پھیلنے لگیں۔

آقا ﷺ کی آمد بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے، اس دن جشن منانا، مسرت و شادمانی کے جلوس نکالنا مسلمانوں کی بڑی سعادت مندی ہے۔ آئیے ہم سب بھی شرعی حدود میں رہتے ہوئے گھر گھر چراغاں کریں، میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کریں، تمام لوگوں کے درمیان مٹھائیاں تقسیم کریں، مریضوں کی عیادت کریں اور غریبوں اور ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کریں۔

مبارک حسین مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: حضور حافظِ ملت علامہ شاہ الحاج عبدالعزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی و علمی ترجمان

ماہ نامہ

اشرفیہ

مبارک پور

زیر سرپرستی

عزیز ملت حضرت علامہ شاہ

عبدالحفیظ عزیزی

سربراہِ اعلیٰ

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

THE ASHRAFIA MONTHLY Mubarakpur. Azamgarh (U.P.) India. 276404

جلد نمبر 47 شمارہ 9

ستمبر 2023ء

صفر، ربیع الاول 1445ھ

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ

دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

+91 9935162520 (Manager)

زرِ تعاون

قیمت عام شمارہ: 30 روپیے

سالانہ (بذریعہ سادہ ڈاک) 300 روپیے

سالانہ (بذریعہ رجسٹری) 600 روپیے

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ

750 روپیے

دیگر بیرونی ممالک

25$ امریکی ڈالر 20£ پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

http://www.aljamiatulashrafia.org

Email : ashrafiamonthly@gmail.com

mubarakmisbahi@gmail.com

info@aljamiatulashrafia.org

BHIM

BHIM UPI Payments Accepted at

ASHRAFIA MONTHLY

ASHRAFIA MONTHLY

A/c No. 3672174629

Central Bank Of India

Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532

اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس بستوی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

نگارشات

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عقیدتوں کا خراج

مبارک حسین مصباحی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آج جمعہ کا دن تھا ہم حسبِ عادت اپنی قیام گاہ پر سنتیں ادا کر کے نماز جمعہ کے لیے عزیز المساجد جامعہ اشرفیہ کے لیے نکلے، ہمارا یہ معمول ہے کہ مسجد جاتے ہوئے درود شریف کا ورد جاری رہتا ہے۔ مسجد کے گیٹ پر پہنچنے میں بیس پچیس قدم کا فاصلہ ہو گا کہ محب گرامی حضرت مفتی محمد اعظم مبارک پوری استاذ جامعہ اشرفیہ ہماری طرف چلے آ رہے ہیں۔ سلام وکلام کے بعد ان سے دریافت کیا، حضرت آپ کہاں جا رہے ہیں؟ بس آپ کے پاس۔ ہم نے معلوم کیا؛ خیریت تو ہے؟ فرمایا: بس تقریر فرما دیجیے۔ ہم نے عرض کیا مفتی صاحب ہم بالکل خالی الذہن ہیں ہم کیا بیان کریں؟ فرمایا سفر کا مہینہ ہے بس اعلیٰ حضرت محدث بریلوی پر بیان فرما دیجیے۔ اب ہم مسجد میں داخل ہو کر مائک کے سامنے کھڑے تھے۔ خطبۂ مسنونہ اور درود شریف کے بعد ہم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ پر تقریر کی تمہید کا آغاز کر دیا۔ ہم نے کہا کہ اس بار مجدد دین وملت کا یہ ایک سو پانچواں عرس ہے، امام احمد رضا محدث بریلوی کا وصال پر ملال 1340ھ/1921ء میں ہوا، 10 شوال المکرم 1272ھ/1856ء میں محلہ جسولی، بریلی شریف میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد تھے اور کوئی معمولی مجدد نہیں تھے آپ نے اپنے قلمی کارناموں سے یہ ثابت فرمادیا کہ بلاشبہہ ایک عظیم مجدد احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا تاریخی کارنامہ انجام دیتا ہے، اپنے عہد کے باطل فتنوں کی تردید میں آپ نے یکتائے روزگار علمی اور تحقیقی خدمات انجام دی ہیں۔ آپ ذرا تاریخی سچائیوں پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ امام احمد رضا کے دور میں ناموس رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چاروں طرف سے حملے جاری تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان باطل فرقوں کی پشت پناہی انگریز سامراج کر رہا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ آپ سے چند سال پہلے دہلی کی سرزمین پر رسولِ مقدس کی گستاخیوں پر مشتمل تقویۃ الایمان جیسی بدترین کتاب لکھی جاتی ہے تو انگریزوں کی شر انگیز طاقتوں نے کولکاتا سے اس کی اشاعت کی تھی۔ جب کہ دنیا جانتی ہے کہ عظیم مجاہد آزادی امام المنطق والفلسفہ عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاہ اسماعیل دہلوی کو مناظرہ کرنے کا چیلنج دیا، آپ نے بعض عبارتوں کی روشنی میں اپنے قلم سے تحقیق الفتویٰ جیسی اہم کتاب تصنیف فرمائی، اس میں شاہ اسماعیل دہلوی کو اسلام سے خارج قرار دیا۔ اس فتویٰ پر اس عہد کے سترہ بڑے علما اور مشائخ کے تائیدی دستخط بھی ہیں۔ یہ دستاویزی فتویٰ بر صغیر میں مسلسل شائع ہو رہا ہے، المجمع الاسلامی مبارک پور سے بھی اس کی مسلسل اشاعت جاری ہے۔ تقویۃ الایمان کی تردید میں اس عہد سے آج تک سیکڑوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں، اور یہ سلسلۂ خیر آج بھی جاری ہے۔

ہم نے عرض کیا کہ فتاوی رضویہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اہم تحقیق اور فقہی کارنامہ ہے۔ برسوں پہلے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور تشریف لائے، دار العلوم اشرفیہ کے نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی اور دیگر اساتذۂ کرام نے حضرت کی بارگاہ میں حاضری دی اور انتہائی مؤدبانہ انداز سے عرض کیا کہ حضرت فتاویٰ رضویہ کی ترتیب و اشاعت کا کیا ہوا؟ اس کی کسی قدر وضاحت حضرت علامہ بلیاوی علیہ الرحمہ نے خود تحریر فرمائی ہے:

”جب ایک دفعہ شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں تشریف لائے ان سے عرض کی گئی؛ ”فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کا کوئی انتظام ہوا؟ **آپ نے فرمایا تم لوگوں کے سوا کس سے اس کی توقع کی جا سکتی ہے**“۔ اس کر امت آثار جملے نے دلوں میں ہمت اور عزائم میں استواری پیدا کی **اور دار العلوم اشرفیہ کی رہنمائی میں کام شروع ہوا** اور سنی دار الاشاعت کی بنیاد رکھی گئی۔ (مقدمہ فتاوی رضویہ، جلد سوم، عرض حال، سنی دار الاشاعت مبارک پور)

جو اہل علم ترتیب و تدوین کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ کسی قلمی نسخے کو پڑھنا، نقل کرنا، اور ترتیب کے جاں گسل مراحل سے گزارنا کتنا مشکل ہے۔ اور یہاں معاملہ عام کتاب کا نہیں بلکہ مجدد دین وملت کی انتہائی اہم اور وقیع کتاب فتاویٰ رضویہ کا تھا، امتداد زمانہ اور کثرتِ استعمال کی وجہ سے کئی مقامات پر عبارتیں مضمحل ہو گئی تھیں، بعض مقامات پر کیڑوں نے چاٹ لیا تھا آگے پیچھے سے پڑھ کر نئی عبارت وہاں رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، بعض عبارتوں کی ترتیب اور تصحیح میں رات رات پھر لگ جاتی تھی، اسی شش و پنج میں ہوتے کہ فجر کی اذان کانوں میں گونجنے لگتی اور سب کچھ اسی طرح چھوڑ کر نماز فجر باجماعت ادا فرماتے، آپ خود تحریر فرماتے ہیں:

”فتاویٰ رضویہ کے بعض اوراق کو کیڑوں نے بری طرح چاٹ لیا تھا ان میں جہاں جہاں کتاب کی عبارت اور تصحیح ممکن تھی کر دی گئی، جہاں ماسبق اور مالحق عبارت بن سکتی تھی بنا دی گئی اور جہاں مجبوری تھی بیاض چھوڑ دی گئی۔“ (مقدمہ فتاوی رضویہ، جلد سوم، ص:3، سنی دار الاشاعت مبارک پور)

اس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ بالجبر کسی عبارت میں کتر بیونت نہیں کی گئی ہے۔ اب بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور نے بعض مقامات پر بے جا حذف و اضافہ کیا۔ حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمہ خود تحریر فرماتے ہیں:

”جو عبارت بن سکتی تھی، بنا دی گئی اور جہاں مجبوری تھی بیاض چھوڑ دی گئی ہے“

یہ ایک تاریخی کارنامہ ہے جس کی جہانِ سنیت میں زبر دست قدر ہونا چاہیے مگر افسوس نہیں ہوئی، آپ خود غور کریں کہ اگر موصوف اتنی محنت سے اپنی کتابیں مرتب فرماتے تو خدا جانے فقہ و حدیث کا کتنا ضخیم سرمایہ مرتب فرما دیتے۔ خیر حقیقی جزا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر رحمت غفران کی مسلسل بارش فرمائے۔ آمین۔

یہ ایک سچائی ہے سنی دار الاشاعت دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں قائم ہوا، حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی اس کی مکمل سرپرستی فرما رہے تھے، فتاویٰ رضویہ مطبوعہ کو آپ پروگراموں میں لے جاتے اور اس کے حاصل کرنے کے لیے سامعین کو متوجہ فرماتے۔ بعد میں بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی نے بھی محاذ سنبھالا اور بڑی حد تک سنی دار الاشاعت کو زندہ رکھنے کی کوشش فرمائی، انھیں بھی جزاؤں سے سرفراز فرمائے آمین۔

خادم نے مزید عرض کیا: استاذ گرامی وقار صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ نے رضویات کے حوالے سے تاریخی اور یادگار کارنامے انجام دیے ہیں۔ آپ نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے متعدّد وقیع اور علمی رسائل کی ترتیب و اشاعت کا کارنامہ انجام دیا، آپ نے فتاویٰ رضویہ کے جدید ایڈیشن کی چند جلدوں کی ترتیب اور عربی و فارسی عبارتوں کا ترجمہ فرمایا، آپ کا خاص کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ”جد الممتار علی رد المحتار“ کی تحقیق و اشاعت فرمائی۔ بلا شبہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے افکار و معمولات کے فروغ میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ آپ جس رخ پر نظر ڈالیں مصباحیوں کے کارنامے جگمگاتے نظر آئیں گے۔

آپ خود غور کریں کہ ماہنامہ ”المیزان“ ممبئی نے ”امام احمد رضا نمبر“ شائع کیا۔ یہ ایک علمی، تحقیق اور فقہی دستاویزات پر مشتمل نمبر ہے۔ اس ضخیم نمبر کو کچھوچھہ مقدسہ کے مشائخ خاص طور پر شہزادۂ محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم القدسیہ کی سرپرستی حاصل تھی، بفضلہٖ تعالیٰ یہ بھی دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ہی کے نام ور فاضل ہیں اور یہ سچائی تو سب جانتے ہیں کہ سب سے پہلے لفظ ”مصباحی“، اپنے نام کے ساتھ آپ ہی نے لکھا، آپ کے حقیقی بھتیجے حضرت علامہ سید شاہ محمد جیلانی اشرف اشرفی جیلانی بانی جامعہ صوفیہ درگاہ کچھوچھہ مقدسہ ماہ نامہ ”المیزان“ کے مدیر اعلیٰ تھے، بفضلہٖ تعالیٰ وہ بھی نامور فرزند اشرفیہ ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امام احمد رضا کی عبقری شخصیت و فکر پر بہت سے نمبر نکلے مگر کم از کم ہمارے نزدیک ماہ نامہ ”المیزان“ کے امام احمد رضا نمبر کی طرح مقبول اور جامع کوئی نہیں۔

رئیس التحریر مولانا یٰسٓ اختر مصباحی علیہ الرحمہ کی قلمی خدمات تو رضویات پر شہرہ آفاق ہیں۔ آپ کی کتاب ”امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں“ بہت مشہور ہوئی، اس نے بر صغیر کے علما اور دانشوروں کو متاثر کیا اور مختلف فرقوں کے علما اور قلم کاروں کو کم از کم دریدہ دہنی سے باز رکھا۔ آپ کی دوسری اہم کتاب ”امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات“ ہے۔ عہد ماضی میں ہم اہل سنت و جماعت پر سب سے بڑا الزام یہ قائم کیا گیا کہ یہ بریلوی فرقہ بدعتی ہے۔ آپ نے حالات کے دباؤ پر نظر رکھتے ہوئے امام احمد رضا کی تصانیف سے بدعات و منکرات کی تردیدات کو بڑے سلیقے سے جمع کیا ہے۔ اس میں بدعات و منکرات کی طویل فہرست ہے، ہم یہاں یہ واضح کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو عہدِ رسالت یا عہدِ صحابہ میں اپنی

ہیئت کذائی کے ساتھ موجود نہ ہوا سے بدعت کہاجاتا ہے، مگر ہر بدعت بدعتِ سیئہ نہیں بلکہ بدعتِ ضلالت وہی ہوگی جو کسی سنت کو مٹاتی ہو یا شریعت کے کسی قاعدۂ کلیہ کے سخت ممنوعات کے زمرے میں آتی ہو۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے بڑے حزم واحتیاط سے کام لیا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض مسائل میں تو اپنے بعض بزرگوں سے بھی محتاط نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر ـــ سجدۂ تعظیمی کی حرمت کا مسئلہ ـــ ہمارے بعض مشائخ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، جب کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے اسے ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ اس موضوع پر باضابطہ آپ کی ایک اہم کتاب ”الزبدۃالزکیۃ لتحریم سجودالتحیۃ“ ہے۔ اس میں متعدّد آیات، چالیس احادیث اور ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

”مسلمان! اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدۂ حضرت عزت عزّجلالہ کے سوا کسی کے لیے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین۔ ایک جماعتِ فقہا اسے تکفیر منقول اور عند التحقیق کفر صوری پر محمول۔ کما سیاتي بتوفیق المولی سبحانه وتعالی.

ہاں! مثل صنم و صلیب و شمس و قمر کے لیے سجدے پر مطلقاً اکفار، کمافی شرح المواقف وغیرہ من الاسفار ان کے مثل پیر و مزار کے لیے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح۔ جیسا کہ زید کا ادعاء باطل۔ نہ شرک حقیقی نا مغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم باطل، بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشاء- فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء.

ابطال شرک کے لیے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر واقعہ حضرت یوسف علیہما الصلاۃ والسلام بھی دلیل کافی۔ محال ہے کہ اللہ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے، اگرچہ پھر اسے منسوخ بھی فرمائے۔ اور محال ہے کہ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لیے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے۔

تو قرآنِ عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

صحابۂ کرام نے حضور کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی۔ اس پر ارشاد ہوا کہ کیا تمھیں کفر کا حکم دیں۔

معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا۔ جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر؟ والله الهادي الخ. (الزبدۃ الزکیہ، بحوالہ امام احمد رضا اور ردبدعات ومنکرات، ص:243،244)

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: ”وهی رسالة جامعة تدل علیٰ غزارة علمه وسعة اطلاعه“ وہ جامع رسالہ ہے جس سے مصنف کے وفورِ علم اور وسعتِ معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔“

یہ اعتراف ایک دیوبندی مکتب فکر کے قلم کار کا ہے۔

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی مصباحی نے بھی رضویات کے حوالے سے تاریخی اور یادگار کارنامے انجام دیے ہیں۔ آپ نے جامع الاحادیث دس جلدوں پر مشتمل مرتب فرمائی، اس میں ان تمام احادیث کو یکجا مرتب کیا گیا جنھیں امام احمد رضا محدث بریلوی نے اپنی کتابوں میں رقم فرمایا تھا۔ آخری جلدوں میں تفاسیر رضویہ کو بھی جمع فرمایا ہے۔ آپ نے بریلی شریف سے جدید فتاویٰ رضویہ کی ترتیب واشاعت بھی فرمائی ہے۔

حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی قادری نے بھی متعدّد کتابیں مرتب فرمائی ہیں۔ کنزالایمان میں کتابت میں در آئی خامیوں کی اصلاح فرمائی اور ارشاداتِ اعلیٰ حضرت وغیرہ آپ کی مشہور کتابیں ہیں۔

خیر حاصل یہ کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور فکر رضا کا امین و ناشر ہے۔ حدائق بخشش نے امام احمد رضا محدث بریلوی کو دبستانِ نعت کا امام بنا دیا ہے۔ شاید آپ کو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی مبارک پوری نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا اور اس میں کتابت وغیرہ کی غلطیاں در آئی تھیں اپنی وسعت بھر ان کی تصحیح فرمائی اور ایک جان دار علمی اور فنی مقدمہ تحریر فرمایا۔ سالنامہ باغِ فردوس 2019ء میں ساڑھے چھ سو صفحات پر مشتمل ”فروغ رضویات میں فرزندان اشرفیہ کا کردار“ شائع ہو چکا ہے۔ تفصیل کے لیے آپ اس کا مطالعہ کریں۔

ملک سخن کی شاہی تم کی رضا مسلّم　　　جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

نوٹ: اس تقریر میں بعد میں حذف واضافہ کیا گیا ہے ٭٭-٭٭-

تفہیم قرآن

چوتھی قسط

علمِ الٰہی

قرآنی آیات کی روشنی میں

مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری

4-اللہ کو بندوں کے احوال کا علم ہے۔

اللہ اپنے بندوں کے احوال سے باخبر ہے، وہ اپنے بندوں کے دلوں میں چھپے ایمان وکفر، توحید وشرک، اخلاص ونفاق، اور تقویٰ وفسق کو جانتا ہے، لہٰذا کوئی بھی شخص تصنع اور ریاکاری کے ذریعے اللہ کو فریب نہیں دے سکتا، قرآن کریم نے بندگان خدا کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا، اور فرمایا کہ اللہ انھیں دیکھ رہا ہے، اور ان کے کرتوتوں سے باخبر ہے، قرآن کریم کے مطابق عقائد واعمال کے اعتبار سے انسانوں کو چھ خانوں کو تقسیم کیا جا سکتا ہے: 1-گمراہ۔ ہدایت یافتہ۔ 3-سرکش۔ 4-ظالم۔ 5-مفسد۔ 6-جہنمی۔

1/2-گمراہ اور ہدایت یافتہ طبقے کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۔ [سورۂ نحل:125]

بے شک تمھارا رب ان کو بھی جانتا ہے جو راہ راست سے بھٹک گئے، اور ان کو بھی جانتا ہے جو راہ راست پر ہیں۔

3-سرکش لوگوں کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ۔ [سورۂ انعام:119]

بے شک تمھارا رب سرکشی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

4-ظالموں کے بارے میں فرمایا:

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ۔ [سورۂ انعام:58]

اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

5-فساد مچانے والوں کے بارے میں فرمایا:

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ۔ [سورۂ یونس:40]

اور تمھارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے۔

6-جہنم کے حق دار لوگوں کے بارے میں فرمایا:

ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا۔ [سورۂ مریم:70]

پھر ہم انھیں اچھی طرح جانتے ہیں جو جہنم میں داخلے کے زیادہ حق دار ہیں۔

ان آیات مبارکہ میں بنی نوع انسان کو ان کے اعمال کے اعتبار سے مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا، اور ہر ایک طبقے کو اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ ہم تمھیں اچھی طرح جانتے ہیں، تمھارے اعمال وافعال سے باخبر ہیں، لہٰذا یہ ہرگز مت سمجھو کہ خلائق کی بھیڑ میں تمھارا کوئی بھی عقیدہ یا عمل ہم سے پوشیدہ رہ جائے گا، نہیں ہرگز نہیں، اللہ ہر خشک وتر کو جانتا ہے، لہٰذا عافیت اسی میں ہے کہ ہماری دی ہوئی مہلت کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کرو، اور ہماری کی طرف رجوع لاؤ۔

5-اللہ رب العزت خطرات قلب سے واقف ہے

دنیا ظاہر بیں اور ظاہر پرست ہے، اسی لیے وہ ظاہر پر یقین رکھتی ہے، ظاہر حال کے مطابق فیصلے کرتی ہے، اور اسی اعتبار سے مراتب کا تعین کرتی ہے، لیکن اللہ کی بارگاہ میں ظاہر سے زیادہ باطن کی اہمیت ہے، اسی لیے اس نے ایمان بالغیب کو لازم کیا، اعمال کی قبولیت کا دار ومدار حسن نیت اور اخلاص پر رکھا، اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کو ضروری قرار دیا، جس کے بہ سبب زہد وورع اور تقویٰ جیسی عظیم نعمت حاصل ہوتی ہے، اور بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں محبوبیت کے مقام پر فائز ہوتا ہے، اور اخروی کامیابی سے سرفراز ہوتا ہے، لیکن یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے جب بندہ خود کو ہمہ وقت اپنے پروردگار کے حضور حاضر جانے، اور اس بات پر یقین کامل رکھے کہ اللہ اس کے ظاہر وباطن کو دیکھ رہا ہے، اس کے دل پر گزرنے والے خطرات سے واقف ہے، شاید اسی یقین کو قوت واستحکام عطا کرنے کے لیے پروردگار عالم نے جا بجا اس بات کا ذکر کیا کہ وہ بندوں کے ذہن وفکر میں گردش کرنے والے خیالات، دلوں میں پیدا ہونے والے خطرات ووساوس اور تمام قلبی اعمال اور تغیرات کو جانتا ہے، فرمایا:

وَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ۔ [سورۂ نمل:74]

اور تمھارے رب کو اچھی طرح معلوم ہے جسے ان کے دل چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں۔

اسی کے مثل ایک دوسرے مقام پر ہے، فرمایا:

اَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَ مَآ اَعْلَنْتُمْ ۔[سورۂ ممتحنہ:1]

مجھے معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور ظاہر کیا۔

تخلیق آدم کے معاملے میں اسی کے مثل فرشتوں سے فرمایا:

وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔[سورۂ بقرہ:33]

اور میں جانتا ہوں جسے تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔

بندوں کے دلوں میں پوشیدہ ارادوں اور نیتوں کے بارے میں فرمایا:

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

[آل عمران:29]

آپ کہہ دو کہ تم اپنے دلوں کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ اسے جانتا ہے، اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کو جانتا ہے، اور اللہ ہر شی پر قادر ہے۔

اس آیت میں صرف اس بات کا ذکر ہے کہ اللہ دلوں کے احوال کو جانتا ہے، لیکن ایک دوسری آیت میں یہ بھی فرمایا کہ وہ ان احوال پر محاسبہ کرنے پر قادر ہے، واقعی کیا شان ہے علم الٰہی کی! خیالات بندوں کے دلوں پر گزرتے ہیں، قریب میں بیٹھے افراد کو معلوم نہیں ہوتا کہ ہم نشیں کے دل میں کیا ہے، اور تھوڑا وقت گزر جائے تو خود بندے کو یاد نہیں رہتا کہ ابھی کیا خیال گزرا، کون سی بات ذہن میں آئی اور چلی گئی، لیکن اللہ بندے کے ہر خیال کو جانتا ہے، اور بندوں کے خیالات علم الٰہی میں اس طرح محفوظ رہتے ہیں کہ چاہے تو قیامت کے دن ہر شی نگاہوں کے سامنے حاضر کردے، اور ان پر محاسبہ فرمادے، فرمایا:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [سورۂ بقرہ:284]

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ سب پر تم سے محاسبہ فرمائے گا، پھر جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب دے، اور اللہ ہر شی پر قادر ہے۔

اللہ ہر خیال خام کو جانتا ہے، اور ہر نیک ارادے سے واقف ہے، لیکن یہ اس کی مہربانی ہے کہ وہ نیک ارادے پر ایک نیکی عطا فرماتا ہے، اور نیک کام پر دس گونا ثواب عطا فرماتا ہے، برے ارادے پر درگزر فرماتا ہے، اور برائی سرزد ہوجائے تو ایک گناہ لکھا جاتا ہے، اور وہ بھی سچی توبہ واستغفار کے بعد معاف ہوجاتا ہے، جیسا کہ صحیح احادیث میں ہے۔

واضح رہے کہ علم باری کی وسعتوں کو سمجھانے کے لیے ہم نے یہ آیت درج کی ہے، اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ خطرات قلب اور غیر ارادی خیالات پر بھی محاسبہ فرمائے گا، ورنہ یہ آیت اگلی آیت سے منسوخ ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتا۔

اگر ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے دلوں پر گزرنے والے خیالات کو جانتا ہے تو ہمیں اس بات پر یقین رکھنا ہوگا کہ ہر بندے کے دل کیفیت مختلف ہوتی ہے، اور زمان ومکان کے اختلاف کے ساتھ دل کی کیفیات بھی بدلتی رہتی ہیں، اور اللہ رب العزت ہر بندے کی جداگانہ کی کیفیت کو جانتا ہے، اور اسی اعتبار سے اس کے ثواب وعقاب کا فیصلہ فرماتا ہے، قرآن کریم میں احوال قلب سے آگاہی کی بے شمار نظیریں پیش کی گئی ہیں، جن میں سے ہم یہاں بعض کا ذکر کریں گے۔

1 - رسول اقدس ﷺ اور ان کے جاں نثار صحابہ کرام کی ہجرت تاریخ اسلام کا روشن باب ہے، انصار مدینہ نے جس شان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا اور صحابہ کرام کا تعاون کیا تاریخ انسانیت میں اس کی نظیر نہیں ملتی، قرآن کریم نے انصار صحابہ کے جذبہ ایثار اور مہاجرین کی تئیں ان کی نیک خواہشات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔[سورۂ حشر:9]

یہ مال ان لوگوں کے لیے ہے جو مہاجرین سے پہلے دار ہجرت اور ایمان میں اپنی جگہ بنا چکے ہیں، جو اپنی طرف ہجرت کرکے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں، اور اپنے دلوں میں اس چیز کی کوئی طلب نہیں پاتے جو مہاجرین کو دی گئی ہے، اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں، اور جو اپنے نفس کی بخالت سے بچا لیا گیا وہی فلاح یاب ہے۔

---------------------(باقی ص:58 پر)

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ دین/سوال آپ بھی کر سکتے ہیں

آپ کے مسائل

مفتیِ اشرفیہ
محمد نظام الدین رضوی
کے قلم سے

میرج ہال غیر مسلم کو کرایے پر دینا کیسا ہے؟

زید کا ایک نیا میرج ہال کھلا ہے ابھی وہ صرف مسلمانوں کو شادی کے لیے کرایے پر دیا جاتا ہے حال ہی کے دنوں میں ایک کافر نے شادی کے لیے میرج ہال بک کرنے کو کہا اب یہ میرج ہال کسی کافر کو شادی کے لیے کرایے پر دینا کیسا ہے کیوں کہ بکر کہہ رہا ہے یہ درست نہیں ہے اس لیے کہ کافر اس میں پوجا پاٹ بھی کریں گے، تو کیا اس صورت میں زید کرائے پر کسی کافر کو میرج ہال دے سکتا ہے یا نہیں اور بکر کا یہ کہنا کیسا ہے شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمادیں۔ جزاک اللہ خیرا۔

الجواب: غیر مسلم کو میرج ہال کرایے پر دینا جائز و درست ہے، ناجائز نہیں۔

میرج ہال سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ شادی کے لیے کسی کو کرایے پر دیا جائے، پوجا پاٹ کے لیے کسی کو کرایے پر نہیں دیا جاتا، نہ ہی میرج ہال سے یہ مقصود، نہ میرج ہال کے لیے یہ لازم۔ اگر کوئی میرج ہال شادی کے لیے کرایے پر لے اور وہاں جاکر غیر اللہ کی پوجا پاٹ بھی کرے تو یہ اس کا اپنا فعل ہے، اس کا ذمے دار وہ خود ہے۔ جو کوئی کام کرتا ہے اس کا ذمے دار خود وہی ہوتا ہے۔ فقہا فرماتے ہیں:

اضیف الحکم الی المباشر.

اس لیے غیر مسلم کے پوجا پاٹ کا کوئی اثر مسلم پر نہیں ہوگا۔ وہ صرف یہ غرض رکھے کہ اس نے میرج ہال کرایہ پر دینے کے لیے بنایا ہے اور وہ بس اسی کے لیے کرایے پر دے رہا ہے، اس کے سوا کوئی اور سروکار نہ رکھے۔ تو مسلم غیر مسلم سب کو اپنا میرج ہال کرایے پر دینا جائز ہے۔

بکر کا کہنا غلط ہے وہ شریعت کے احکام اور سماجی زندگی کے ضروری و بنیادی اصول سے آگاہ نہیں، وہ آئندہ بے علم فتویٰ نہ دے اور جو فتویٰ دیا اس سے توبہ و رجوع کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مال زکاۃ چوری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

مال زکاۃ چوری ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: مال زکاۃ چوری ہو جائے تو زکاۃ نہ ادا ہوگی وہ صاحب مال کا مال چوری ہوا لہٰذا وہ محفوظ طریقے سے حق داروں تک مال زکاۃ پہنچا کر انھیں مالک بنا دے تاکہ اس کی زکاۃ ادا ہو۔

ہاں اگر سلطان کے محصل نے جس کو ساعی کہتے ہیں زکاۃ کی رقم وصول کی اور اس کے پاس سے کسی نے چوری کر لی تو زکاۃ ادا ہو جائے گی، مگر آج ایسے محصل نہیں پائے جاتے اس لیے حکم وہی ہے کہ زکاۃ نہیں ادا ہوگی۔

البحر الرائق میں ہے:

واشار المصنف الى انه لا يخرج بعزل ما وجب عن العهدة بل لا بد من الاداء الى الفقير لما في الخانية. لو أفرز من النصاب خمسة ثم ضاعت لا تسقط عنه الزكاة ولو مات بعد افرازها كانت الخمسة ميراثا عنه اه.

بخلاف ما اذا ضاعت في يد الساعي لان يده كيد الفقراء كذا في المحيط وفى التجنيس لو عزل الرجل زكاة ماله ووضعه في ناحية من بيته فسرقها منه سارق لم تقطع يده للشبهة وقد ذكر في كتاب السرقة من هذا الكتاب انه يقطع السارق غنيا كان أو فقيرا اه بلفظه (كتاب الزكاة) والله تعالى اعلم-

زکاۃ کی رقم سے سائنس ٹیچر کی تنخواہ ادا کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید مدرسے کا سائنس ٹیچر ہے اور وہ ہندی انگریزی کی تعلیم دیتا ہے اس کو سرکار پیسے دیتی ہے لیکن برابر نہیں دیتی کبھی سال بھر کے بعد کبھی دو سال کے بعد

توزید مدرسے سے تنخواہ مانگتا ہے اور مدرسے کے پیسے کو واپس بھی نہیں کرتا ہے تو کیا زید کو زکاۃ کی رقم سے عصری تعلیم کے لیے پیسے دینا جائز ہے؟

الجواب: عصری تعلیم جائز تو ہے اور اس کی اجرت لینا دینا بھی جائز ہے مگر زکاۃ کی رقم سے سائنس ٹیچر کی تنخواہ دینے کی اجازت ہمارے علما نے نہیں دی اس لیے اس سے بچیں۔ یہ ہو سکتا ہے مدرسے والے چندے کے پیسے سے اس کی تنخواہ دیں بلکہ مدرسے والوں کو یہ کرنا چاہیے تاکہ ہماری قوم میں بھی سائنس داں پیدا ہوں تحقیق کے لیے مجلس شرعی کے فیصلے دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرتد کو توبہ کیسے کرنی چاہیے؟

مفتی صاحب اگر مجھ سے اعلانیہ کفر ہو جائے اور میں دل سے تمام ضروریات دین کی تصدیق کر دوں زبان سے کچھ نہ کہوں تو میں عند اللہ مؤمن ہو جاؤں گا یا نہیں۔

مولانا صاحب ضروریات دین کا انکار کرنے والا یوں توبہ کرے کہ یا اللہ ضروریات دین کا انکار کرنے سے بیزار ہوں اور ضروریات دین کا انکار کرنے سے توبہ کرتا ہوں پھر کلمہ پڑھ لے اس کی توبہ صحیح ہو جائے گی؟

الجواب: مرتد اگر دل میں تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے وہ عند اللہ مومن ہو گا یا نہیں، اس کا تعلق اللہ عزوجل سے ہے۔ وہ علیم و خبیر ہے، دلوں کا حال جانتا ہے اور جزا و سزا اسے ہی دینا ہے وہ جانے کہ وہ اس کے نزدیک کیا ہے، ہم صرف مفروضے پر کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ہم تو یہ جانتے ہیں کہ زبان دل کی ترجمان ہے تو اس کی زبان ترجمانی کیا کرتی ہے، جیسی ترجمانی کرے گی ویسا ہی حکم جاری ہو گا، صحیح یہ ہے کہ اقرار باللسان ایمان کی تعریف کا جز ہے لہٰذا تصدیق بالقلب کے ساتھ اقرار باللسان بھی ہو گا تو ہم اس کے بارے میں فتویٰ جاری کریں گے، اور مرتد ہے تو اس پر اپنے ارتداد و کفر سے بیزاری کا اظہار توبہ و تجدید ایمان سب ضروری ہے۔ ہم کچھ عبارتیں نقل کرتے ہیں انہیں بغور پڑھ کر مطمئن ہونے کی کوشش کرو۔

المعتقد المنتقد میں ہے:

و الاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا، و اتفقوا علی انه یلزم للصدق ان یعتقد انه متی طولب به اتی بالاقرار، فاذا طولب به و لم یقر فهو کفر عناد و قالوا ترك العناد شرط. (المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند، الخاتمة فی بحث الایمان، ص: 194، رضا اکیڈمی)

ترک العناد کے تحت المعتمد المستند میں ہے:

اقول فعدم الانکار بالاولی و هذا مجمع علیه، فمن کذب بشی من ضروریات الدین طوعاً، کان کافرا عند اللہ تعالی ایضاً وان ادعی ان قلبه مطمئن بالاطمینان. فاحفظ هذا، فانها مزلة و قد سبقت ایضاً الاشارة فیه.(المعتمد المستند، الخاتمة في بحث الایمان، ص: 194 رضا اکیڈمی) -

فتاوی عالمگیری میں ہے:

و اسلامه ان یاتی بکلمة الشهادة و یتبرا عن الادیان کلها سوی الاسلام وان تبرا عما انتقل الیه کفی کذا في المحیط . (فتاوی عالمگیری ج : 2، ص : 253، کتاب السیر / الباب التاسع في احکام المرتدین.)

و اللہ تعالی اعلم.

مسجد کی چھت کے نیچے قبر ہے تو کیا نماز ہو جائے گی

بعد سلام عرض یہ ہے کہ حضرت ایک مسجد ہے جس کی چھت کے نیچے قبر ہے اور لوگ اس پر نماز پڑھتے ہیں یعنی چھت حائل ہے قبر اور نمازی کے درمیان تو کیا نماز پڑھنا درست ہو گا اور نماز ہو جائے گی اور اب اس قبر کو ختم کرنا چاہتے ہیں کیا قبر ختم کرنا درست ہے؟

قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کرم نوازی ہوگی۔ فقط والسلام۔

الجواب: ہاں چھت پر نماز جائزہ صحیح ہے قبر کو اس کی جگہ باقی رہنے دیں، چھت پر نماز نہ قبر پر نماز ہے نہ قبر کی طرف نماز اس لیے قبر سے فاصلے پر بنی ہوئی چھت پر نماز جائز و درست ہے۔ علما نے لکھا ہے کہ کعبہ شریف کے پاس مطاف کے نیچے 70 انبیاے کرام علیہم الصلوات والسلام کی قبریں ہیں اس کی صورت یہی ہے کہ قبروں سے بلندی پر چھت بنی ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

-❋-❋-❋-❋-

فکر امروز

دعائیں مقبول نہ ہونے کے اسباب

میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں۔(ارشاد باری تعالیٰ)

محمد مدثر حسین اشرفی

انسان کی دنیوی زندگی میں حالات دائمی یکساں نہیں رہتے، کبھی عروج و خوشحالی کی زندگی میسر ہوتی ہے، کہ جس میں آسائش نام کی تمام سہولیات میسر ہوتی ہیں، تو کبھی زوال چاروں طرف سے ایسے گھیر لیتا ہے کہ حالات ناگفتہ بہ ہوجاتے ہیں۔ مگر انسانوں کو گھبرانا نہیں چاہیے۔"مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ" کے تحت بہرحال ہر لمحہ ہر آن پروردگار عالم کا شکر بجالانا اور دامنِ صبر مضبوطی سے تھامے رہنا، یہی مومن کامل کی علامت ہے۔ یہاں یہ خیال رہے کہ ضروری نہیں کہ کسی کا عروج دائمی رہے، ممکن ہے کہ زوال اس کا مقدر ہو، اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ کسی کا زوال دائمی نہیں، ممکن ہے کہ عروج اس کے نصیب میں ہو۔ جب انسان مصائب و آلام سے گھرا ہوا ہوتا ہے اور اسے اس سے نجات کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی تو وہ اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے رب تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ بسا اوقات دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اور کبھی کسی مصلحت کی بنا پر قبولیت میں تاخیر ہوتی ہے مگر آپ گھبرائیں نہیں یقین رکھیں، پروردگار عالم عزوجل آپ کی دعاؤں کو ضرور قبول فرمائے گا۔

رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ○(پ2 سورہ البقرہ آیت نمبر186)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔(کنزالایمان)

مذکورہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"اس میں طالبان حق کی طلب مولیٰ کا بیان ہے، جنہوں نے عشق الٰہی پر اپنے حوائج کو قربان کر دیا وہ اسی کے طلبگار ہیں انہیں قرب و وصال کے مژدہ سے شادکام فرمایا۔ شان نزول: ایک جماعت صحابہ نے جذبہ عشق الٰہی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا رب کہاں ہے؟ اس پر نوید قرب سے سرفراز کر کے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ مکان سے پاک ہے جو چیز کسی سے مکانی قرب رکھتی ہو وہ اس کے دور والے سے ضرور بُعد رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ سب بندوں سے قریب ہے مکانی کی یہ شان نہیں۔ منازل قرب میں رسائی بندہ کو اپنی غفلت دور کرنے سے میسر آتی ہے۔ دوست نزدیک تر از من بمن است۔ ویں عجب ترکہ من ازوے دورم (دوست تو مجھ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے۔ اور یہ عجب تر ہے کہ میں اس سے دور ہوں)۔

"دعا" عرض حاجت ہے، اور اجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر "لَبَّیْكَ عَبدِی" فرماتا ہے۔ مُراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے وہ بھی اس کے کرم سے فی الفور ہوتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے، کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے کبھی آخرت میں، کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس کی حاجت روائی میں اس لیے دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے، کبھی دعا کرنے والے میں صدق و اخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔

مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں۔ دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ ترمذی شریف کی حدیث شریف میں ہے کہ نماز کے بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھے

پھر دعا کرے"۔(خزائن العرفان)

آیت وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ الخ کے تحت حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"دعا مانگنا بھی عبادت بلکہ عبادات کا مغز ہے اس کے عقلی اور نقلی بے شمار فائدے ہیں۔

(1) دعا سے اظہار بندگی ہوتا ہے اور دعا نہ مانگنا بے پرواہی کی نشانی ہے بندے کی شان یہ ہے کہ اپنے مولا سے ہر وقت دعا مانگتا رہے۔(2) دعا سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے کیونکہ انسان اپنے حاجت روا کو محبوب جانتا ہے۔(3) دعا سے اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس سے اپنی محتاجی اور رب تعالیٰ کی بے نیازی کا پتہ لگتا ہے۔رعایا اپنی مجبوری اور حاکم کے اختیارات جان کر ہی اس کی اطاعت کرتی ہے۔(4) دعا سنت انبیاء ہے، ہر پیغمبر نے ہر موقع پر دعائیں مانگیں۔(5) دعا رب کو پیاری ہے اسی لیے اس نے جگہ جگہ اس کا حکم دیا ہے۔(6) ہر مذہب نے دعا کی رغبت دی کفار بھی دعائیں مانگتے ہیں۔(7) دعا سے آنے والی مصیبت ٹل جاتی ہے اور بد نصیبوں کے نصیب کھل جاتے ہیں۔(8) دعا سے رب کی رحمتیں قائم رہتی ہیں۔(9) ہر عبادت بغیر دعا معلق رہتی ہے، دعا اس کا پر ہے جس سے وہ بارگاہ الٰہی میں پہنچتی ہے۔(10) رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ ایک کام تمھارا ہے اور ایک کام ہمارا تمھارا کام دعا مانگنا ہے ہمارا کام قبول کرنا۔(11) حق تعالیٰ اس سے حیا فرماتا ہے کہ بندے کے پھیلے ہوئے خالی ہاتھ واپس کرے۔"(تفسیر نعیمی)

دعا کی مقبولیت کے چند مخصوص اوقات و مقامات ہیں مثلاً:

(1) جمعہ کے دن دو خطبوں کے درمیان (2) خطبہ اور نماز کے درمیان (3) جمعہ کے دن سورج غروب ہوتے وقت۔(4) بارش کے وقت۔(5) مرغ کے اذان دیتے وقت۔(6) ہر رات کے اخیری چھٹے حصہ میں۔(7) رمضان میں افطار اور سحری کے وقت۔(8) قرآن پاک ختم ہوتے وقت۔(9) اذان کے بعد۔(10) فرض نمازوں کے بعد۔(11) شب قدر میں۔

وہ مقامات جہاں دعائیں مقبول ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

(1) بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑنے کے وقت۔(2) طواف میں ملتزم کے پاس۔(3) بیت اللہ میں چاہ زمزم کے پاس۔(4) زمزم پیتے وقت۔(5) صفا اور مروہ پر۔(6) سعی میں۔(7) مقام ابراہیم کے پیچھے عرفات مزدلفہ اور منیٰ میں۔(8) تینوں جمروں کے پاس۔(9) انبیائے کرام کے مزارات کے پاس۔(10) بزرگان دین کی قبروں کے پاس، بلکہ بزرگوں کے پاس دعا مانگنا سنت انبیاء ہے زکریا علیہ السلام نے بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر اولاد کی دعا کی قرآن شریف فرماتا ہے:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ (سورہ آل عمران)

جن کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں جلد مقبول ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

○ روزہ دار کی افطار کے وقت ○ عادل بادشاہ کی ○ مظلوم کی ○ ماں باپ کی ○ مسافر کی ○ بیمار کی ○ گھر پہنچنے سے پہلے حاجی کی ○ مسلمان کے لیے اس کے پیچھے دعا ○ مجاہد کی۔

مسئلہ: ناجائز کاموں کے لئے دعا کرنا منع ہے، مسئلہ: محال چیز کی دعا کرنا منع ہے۔ مسئلہ اگر قبول دعا میں دیر لگے تو شکایت نہ کرے ورنہ دعا قبول نہ ہوگی۔(تفسیر نعیمی)

دعا مانگنے کے آداب میں ہے کہ بندہ نہایت ہی تضرع، عاجزی و انکساری کے پیکر میں، گریہ وزاری سے اس یقین کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دست دراز کرے کہ، ہمارا رب ہماری فریاد سن رہا ہے، اور ہماری مراد کی تکمیل بھی فرمائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

(پ 8 سورہ الاعراف آیت نمبر 55)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔(کنزالایمان)

تفسیر: دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے، اسی لیے حدیث شریف میں وارد ہوا "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے، اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو۔ حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے آہستہ دعا کرنا علانیہ

دعا کرنے سے ستّر درجہ زیادہ افضل ہے۔

مسئلہ: اس میں علما کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اخفا۔ بعض کہتے ہیں کہ اخفا افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دور ہے، بعض کہتے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لیے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لیے اخفا افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکات کا اظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفا افضل ہے۔ دعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے"۔(خزائن العرفان)

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ○

(پ24 سورہ المؤمن آیت نمبر 60)

ترجمہ: اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔(کنزالایمان)

صدرالافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے، اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں ایک اخلاص دعا میں، دوسرے یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو، تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو، پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی، جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے"۔(خزائن العرفان)

دعا کی عدم قبولیت میں انسان کا گناہوں کی کثرت میں ملوث رہنا بھی شامل ہے، اس لیے کہ کثرت گناہ سے انسان کی زبان میں تاثیر باقی نہیں رہتی۔ ہاں اگر صدق دل سے تائب ہو کر اس کی بارگاہ کرم میں دست دراز کیا جائے تو فوراً دعا مقبول ہوتی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوئے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر بارش کے لیے دعا مانگنے کی خاطر نکلے تو انہیں بارش عطا نہ ہوئی، یہاں تک کہ تین قرنیہ نکلے لیکن بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میں تمھاری اور تمھارے ساتھیوں کی دعا قبول نہیں کروں گا، کیوں کہ آپ کے ساتھ چغل خور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! وہ کون ہے؟ تاکہ ہم اسے اپنے درمیان سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجی اے موسیٰ! (علیہ السلام) میں تم لوگوں کو چغلی سے منع کرتا ہوں تو کیا خود چغل خور بن جاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تم سب چغل خوری سے توبہ کرو جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل فرمائی۔

محبوبان خدا عزوجل اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے توسل سے دعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے۔

"روایت میں ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش کی دعا مانگی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا سے فارغ ہوئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی۔ اے اللہ! آسمان سے مصائب گناہ کی وجہ سے نازل ہوئے ہیں اور توبہ سے دور ہوجاتے ہیں، یہ قوم میرے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوئی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے میرا ایک مقام ہے، ہمارے گناہ بھرے ہاتھ تیری بارگاہ میں اٹھے ہیں اور ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ حاضر ہیں۔ تو محافظ ہے بھٹکے ہوؤں سے بے خبر نہیں رہتا شکستہ حال کو ضائع ہونے کی جگہ نہیں چھوڑتا۔ چھوٹے فریاد کرتے ہیں اور بڑے روتے ہیں دُھائی کے ساتھ آوازیں بلند ہوگئیں اور تو نہایت پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے یا اللہ! ہمیں اپنی خصوصی بارش سے نواز دے اس سے پہلے کہ ہم ناامید ہو کر ہلاک ہوجائیں... **(باقی ص:35)**

شعاعیں

عید میلاد النبی ﷺ

(حافظ) افتخار احمد قادری برکاتی

ماہ ربیع النور کا چاند جیسے ہی طلوع ہوتا ہے تو اہل ایمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی خوشیاں منانے میں جٹ جاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے علم وقلم کی زور آزمائی کرکے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کے اعتراضات واشکالات وارد کرتے ہیں۔ یہ ہر سال ربیع الاول کے ماہ میں ہوتا ہے۔ جس سے بھولے بھالے مسلمان ان فتنہ پردازوں کے دام فریب میں پھنس جاتے ہیں۔ لہٰذا میں نے یہ محسوس کیا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے امت مسلمہ کے چند اکابر آئمہ، محدثین اور جلیل القدر علما و مفتیانِ عظام کی کتب سے ان کی تحقیق پیش کی جائے۔ تاکہ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہی وطیرہ اور طرزِ عمل اپنائیں جو انہوں نے اپنی علمی دیانت سے تحقیق کرکے امت کی رہنمائی کے لیے دے دیا۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علمائے امت کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

حضرتِ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس نے محفلِ میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنے دوستوں کو جمع کیا، کھانا تیار کیا اور مکان خالی کرایا اور میلاد خوانی کا سبب بنا تو اللہ رب العزت اس کو قیامت کے دن صدیقین، شہدا اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور اس کا ٹھکانہ جنت النعیم میں ہوگا۔ (معمولات اہل سنت، صفحہ 340)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "بالوسائل فی الشرح الشمائل" میں تحریر فرماتے ہیں: کہ جس گھر میں، جس مسجد اور جس محلہ میں امام النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد پاک پڑھا جائے تو اللہ کی رحمت کے فرشتے اس مکان، اس مسجد اور محلے کو گھیر لیتے ہیں اور اس مکان والوں پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ (شرحِ الشمائل)

حضرتِ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ جس نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کھانا پکایا، لوگوں کو جمع کیا، نیا لباس پہنا اور خوشبو سے میلاد کی جگہ کو معطر کیا اور چراغاں کیا، تو اس کا حشر انبیائے کرام علیہم السلام کی رفاقت میں ہوگا۔

(النعمۃ الکبریٰ علی العالم، ص، 7 تا 12)

حضرتِ علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان آیتِ کریمہ "محمد رسول اللہ" کے تحت تحریر فرماتے ہیں: میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک تعظیم ہے۔

امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں: ہمارے لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

(روح البیان، جلد/5، صفحہ/نمبر، 66)

امام الآمہ حضرتِ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے ربیع الاول کے مہینے میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منانے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ شریعتِ اسلامی میں اس کا کیا حکم ہے؟ آیا میلاد منانا قابلِ تعریف ہے یا مذموم؟ اور میلاد منانے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرتِ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ لوگوں کا جمع ہونا اور قرآن مجید سے جو میسر آئے اس کی تلاوت کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق میں وارد احادیث کو بیان کرنا وغیرہ اور آپ کی میلاد میں واقع قرآنی آیات کو بیان کرنا پھر حاضرین کے لیے دسترخوان بچھایا جاتا ہے۔ جس پر وہ لوگ کھاتے ہیں اور بغیر زیادتی کے اس پر خرچ کرتے ہیں- یہ ساری باتیں بدعتِ حسنہ میں سے ہیں۔ جن کا کرنے والا ان کے کرنے کے سبب ثواب پاتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کی تعظیم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف سے خوش ہونا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔ (الحاوی للفتاوی، جلد، 1 صفحہ، 189)

امام شہاب الدین احمد ابنِ محمد خطیب قسطلانی مصری شافعی اپنی مشہورِ زمانہ کتاب "المواہب اللدنیہ المدح المحمدیہ" میں میلاد شریف

منانے سے متعلق اپنا خیال اور اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانا پکانے، دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے و خیرات کرتے۔ خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضلِ عظیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لیے حفظ وامان کا سال ہوتا ہے اور میلاد پاک سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحمتیں نازل فرمائے جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی اور مسرت کی عید بنائے تاکہ یہ میلاد پاک سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس پر جس کے دل میں بیماری ہے۔

(المواہب اللدنیہ، جلد 1 صفحہ 148)

حضرتِ علامہ سید احمد ابن زینی دہلان شافعی علیہ الرحمہ اپنی مشہور کتاب "الدرر السنیہ" میں میلاد شریف کے متعلق اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: میلاد کی رات خوشی کا اظہار کرنا، میلاد شریف پڑھنا، ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہونا، مجلس میں حاضرین کو کھانا کھلانا، اور ان کے علاوہ نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں یہ ساری باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور مجلس میلاد اور جو باتیں اس سے متعلق ہیں ان کا مسئلہ ایسا ہے کہ ان کے متعلق مستقل کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور کثرت سے علمائے دین نے اس کا اہتمام فرمایا ہے اور دلائل و براہین سے بھری کتابیں اس سے متعلق تالیف فرمائیں ہیں تو ہمیں اس مسئلہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ (الدرر السنیہ، بحوالہ اقامتہ القیامہ، ص 23)

حضرتِ علامہ ابو شامہ علیہ الرحمہ استاذ امام نبوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے زمانے میں جو بہترین نیا کام کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ ہر سال حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد کے دن صدقات و خیرات کرتے ہیں اور اظہارِ مسرت کے لیے اپنے گھروں اور اپنے کوچوں کو آراستہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں کئی فائدے ہیں۔ فقرائے مساکین کے ساتھ احسان و مروت کا برتاؤ ہوتا ہے۔ نیز جو شخص یہ کام کرتا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کی محبت اور عظمت کا چراغ ضیا بار ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو پیدا فرما کر پورے عالم کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا اور یہ اللہ رب العزت کا اپنے بندوں پر بڑا احسان ہے۔ جس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے مسرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ، جلد 1 صفحہ 80)

حضرتِ شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "فیض الحرمین فی مکۃ المکرمہ" میں ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں منعقدہ ایک محفل میلاد النبی میں شرکت کر کے اپنے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایک مرتبہ میں مکہ المکرمہ میں مولود شریف کی جگہ پر بارہ ربیع الاول کو منعقدہ مجلس میں حاضر ہوا۔ جہاں ولادتِ مصطفیٰ کا ذکر مبارک ہو رہا تھا۔ جب ولادتِ باسعادت کا ذکر ہو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک دم کچھ انوار و تجلیات اس مجلس پر ظاہر ہوئے۔ میں نے ان انوار پر غور کیا کہ یہ انوار کیسے ہیں؟ تو معلوم ہوا یہ ملائکہ کے انوار ہیں جو ایسی متبرک محافل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ رحمت الٰہی کے انوار سے بھی اس محفل کو ڈھانپ رکھا تھا۔

(تواریخ حبیب الہ/ص 8)

حضرتِ مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "ہفت مسئلہ" میں لکھتے ہیں: فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفلِ میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ اسے ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ/صفحہ/5)

حضرتِ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: محفلِ میلاد مصطفیٰ میں ادب و تعظیم کے ساتھ حاضری دینے والے کا ایمان سلامت رہے گا۔ (النعمۃ الکبریٰ علی العالم/صفحہ/24)

آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر محدث حضرتِ علامہ ابنِ حجر عسقلانی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: میلاد اور اذکار کی محفلیں جو ہمارے یہاں منعقد ہوتی ہیں اکثر خیر ہی پر مشتمل ہیں کیونکہ ان میں صدقات، ذکر الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔

(فتاویٰ حدیثیہ/129)

حضرتِ علامہ عبد الرحمن ابنِ جوزی جو کہ پائے کے محدث ہیں، آپ نے تو میلاد کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں: (باقی ص:43 پر)

شعاعیں

جلوس عید میلاد النبی ﷺ اور خرافات و محرمات

محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

ماہ ربیع الاول کی 12 تاریخ وہ ساعت ہمایوں ہے جس میں، آفتاب رسالت، مہتاب نبوت، سید عالم، نور مجسم، سرور کائنات، مختار دوعالم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن عالم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہ مقدس ساعت دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے ایسی خوشی ہے جس کا کوئی بدل نہیں۔ ہر سال جب بھی ربیع الاول شریف کا مبارک مہینہ آتا ہے پورے عالم اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، اہل ایمان اپنی اپنی حیثیت کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کے لیے نصیحت و ہدایت لانے والی عظیم ہستی کی اس عالم میں تشریف آوری کوئی معمولی بات نہیں۔ وہ اعظم و اعلیٰ شخصیت جو تمام انسانوں اور تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ان کی ولادت باسعادت کا دن بلاشبہ عظیم اور یادگار دن ہے جس کی یاد منانا تمام مسلمانوں کے لیے لازم و ضروری ہے۔

لیکن وہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے اپنی تعلیمات و ہدایات کے ذریعہ دنیا سے نہ صرف کفر و شرک کی مہیب تاریکیوں کو دور کیا؛ بلکہ لہو و لعب، خرافات و رسومات سے بگڑی ہوئی انسانیت کو اخلاق و شرافت، شان و شوکت اور سنت و شریعت کے زیور سے آراستہ کیا۔ آج ان کی محفل میلاد کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ کا جلوس نکالتے وقت ادب و احترام کے حدود و قیود کا احترام نہیں کیا جا رہا ہے، آج لوگ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب بھول بیٹھے ہیں، مکانوں کی کھڑکیاں اور بالکونیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاے جلوس پر پھول وغیرہ پھینکتی ہیں۔ اوباش نوجوان خلاف اخلاق حرکتیں کرتے ہیں، مساجد میں نماز کے اوقات کا کوئی احترام نہیں کیا جاتا، جلوس چلتا رہتا ہے، جلوس نکال کر حصول اجر و ثواب کے بجائے رب کے عذاب کو دعوت دیا جاتا ہے۔

جلوس میں ادب و احترام سے بے پروائی:

ہم اپنے بچپن میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر ترتیب دئے جانے والے جلوسوں کا نظم و ضبط، درود و سلام کے مؤدب نذرانے کے عینی شاہد ہیں لیکن آج جب ان پاکیزہ جلسوں میں ڈی جے، باجوں وغیرہ کی آلودگیاں دیکھتے ہیں تو کانپ کانپ اٹھتے ہیں کہ یہ جسارتیں مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر آزردہ دلی اور مالک دوجہاں کی سخت ناراضگی کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے موقع پر نکالے جانے والے جلوس خلاف شرع حرکات کے سائے میں اپنی منزل تک پہنچتے ہیں، جن کی قلع قمع کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی تھی، یہ بے ادبی اور گستاخی کی انتہا ہے کہ عید میلاد کے جلوس ڈی جے باجوں کے شور و غل اور عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی جیسی غلیظ حرکات سے بھرے ہوئے ہوں لیکن حیرت تو اس بات پر ہوتی ہے ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد بھی علما و مشائخ کی پیشانیوں پر عرق انفعال کا ایک قطرہ تک نمودار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان چیزوں کو ختم کرنے کے لیے کوئی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ کیا محبت رسول، اتباع رسول کے یہی تقاضے ہیں؟ اس طرح کی بیہودگیوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی اس کی بھی کسی کو خبر ہے یا نہیں؟

محافل میلاد فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں:

امام اہلسنت، مجدد دین و ملت، اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد

دھامی گچھ، سوناپور، ضلع اتر دیناج پور، بنگال (الہند) sibtainraza160@gmail.com

رضا رضی اللہ عنہ فتاویٰ رضویہ میں ارقام پذیر ہیں:

محافل میلاد اور جلوس میلاد وغیرہ میں ڈھول باجے وغیرہ لے جانا جائز نہیں اور جن محافل میں ایسے آلات لہو ولعب کا استعمال ہو، ان میں جانا جائز نہیں، خواہ انہیں محافل میلاد (عرس، گیارہویں وغیرہ) کا نام ہی کیوں نہ دیا جاتا ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد: 23، صفحہ: 737)

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ:

مجالس کی طرح محافل میلاد میں شرکت تب ہی جائز ہے جب اس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہو اگر وہ شرعی احکام کی خلاف ورزی اور ناپسندیدہ بدعات سے پاک نہ ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 133)

12 ربیع الاول کا پیغام:

ہم نے کبھی یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کی کہ 12 ربیع الاول کا پیغام کا کیا ہے؟ 12 ربیع الاول کا پیغام یہ ہے کہ: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا جزو ایمان بنالیں ایمان کی کاملیت اس کے بغیر ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر اظہار تشکر کے طور پر درود و سلام کی کثرت کی جائے۔ تعظیم و توقیر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حرز جاں بنالیا جائے۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے کا عزم مصمم کیا جائے اور زندگی کے تمام شعبوں کو آپ کی سیرت کے نور سے منور کیا جائے۔ مختار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تشریف آوری کا ایک مقصد یہ بھی بتایا ہے کہ: "میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں" لہذا ہم بھی جھوٹ، غیبت، چغلی، تکبر و انانیت، ہوس پرستی اور اس جیسی دیگر آلودگیوں سے اپنے من کو صاف کریں اور اعلیٰ اخلاق سے متصف ہوں۔

عید میلاد النبی منانے والوں کی جزا:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جزا یعنی بدلہ یہ ہے کہ اللہ پاک انہیں فضل و کرم سے سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے، خوب صدقہ و خیرات، خوب خوشی کا اظہار، اور دل کھول کر خرچ کرتے آئے ہیں۔ مسلمان اس مبارک ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے ذکر کا انتظام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سجاتے ہیں اور ان تمام نیک کاموں کی برکت سے ان لوگوں پر اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (ماثبت من السنہ، ص: 102)

عظیم عالم دین امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں دعوتیں دیتے، کھانے پکواتے اور خوب صدقہ و خیرات، خوشی کا اظہار، دل کھول کر خرچ، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے ذکر کا اہتمام کرتے آئے ہیں۔ چناں چہ ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت بڑے فضل اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اللہ پاک ان پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے ولادت شریف کی راتوں کو عید (یعنی خوشی کا دن) بنالیا۔

(مواہب لدنیہ، جلد: 1، ص: 78)

لہٰذا جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کئے جائیں، راستے گلیوں، کوچوں اور گھروں میں چراغاں کیا جائے، فقراء و مساکین کے ساتھ ہمدردی کی جائے، صدقات و خیرات کثرت سے کیے جائیں، علمائے امت کی کار منصبی ہے کہ وہ عوام الناس کو سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا فرمائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی لوگوں کو تلقین کریں، اور یہ اہتمام بہرحال ملحوظ خاطر رہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ ہونے پائے جس میں کسی فرمان الٰہی کی نافرمانی یا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہو، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ثواب عذاب میں بدل جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے مستفیض کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

****

نقطۂ نظر

مسئلہ رفع یدین کی توضیح وتشریح

مفتی محمد صابر رضا محب القادری نعیمی

علم و دانش سے شغف رکھنے والوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ عربی قواعد(گرامر)علم نحو وصرف، فصاحت وبلاغت، معانی وبیان، حقیقت ومجاز، ایجاز واطناب ،محاورات، استعارات وکنایات، تفسیر، اصول تفسیر، فقہ، اصول فقہ اور قرآن مجید سے متعلق دیگر ضروری علوم مثلاً آیات کا شان نزول ،ناسخ و منسوخ ،مقدم وموخر آیات، لغات قرآن کریم کی مصطلحات اور آیات کے باہم ربط وتعلق وغیرہ کے بغیر قرآن سے مسائل کا استخراج واستنباط اور اس کے درست مفاہیم تک رسائی ممکن نہیں، ان علوم کی تحصیل کے بغیر اپنی رائے سے کسی آیت کی تفسیر بتانا جائز نہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَن قال في القرآنِ برأيه، فليتَبوَّأْ مَقعدَهُ مِن النَّارِ،رواه عبد الله بن عباس فی السنن للترمذی والنسائی فی سننه."

یعنی جس نے اپنی رائے سے تفسیر بیان کی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:"من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ"(رواه أبو داود والترمذي)

یعنی اپنی رائے سے تفسیر کرنے والا اگر درست تفسیر بھی کرے پھر بھی وہ گنہ گار ہے۔ بعینہ یہی حال احادیث کریمہ کا بھی ہے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کے قول وفعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

قول: حضور کے ارشادات، فعل: اعمال اور تقریر: کسی صحابی نے کوئی عمل کیا، آپ نے نکیر نہ فرمائی بلکہ سکوت فرما کر ثابت فرمادیا۔

احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے اور ان میں احکام احادیث کی تعداد تین ہزار کے آس پاس ہے ہر شئی کے حکم کے بارے میں متضاد (بظاہر متضاد) اور صحیح احادیث موجود ہیں اور ان سے مختلف متضاد احکام ثابت ہوتے ہیں۔

گویا حدیث بھی کوئی معمولی شربت نہیں جو بغیر کسی محنت شاقہ انسان بس پی لے اور اپنے مطلب کے معنی مفہوم گڑھ لے قرآن حکیم کی طرح احادیث میں بھی حقیقت ومجاز، استعارات وکنایات، محکم ومتشابہ ،خاص وعام اور مشترک ومؤول احادیث ہیں ان کے درجات اور اقسام بھی ہیں. جب تک عربی قواعد اور احادیث سے متعلق سارے علوم خاص کر اصول حدیث اور اصول جرح وتعدیل وغیرہ پر کامل عبور نہ ہو یہ طے کرنا کسی بھی صورت ممکن نہیں کہ احکام میں سے کس قسم کی احادیث سے وجوب، کس قسم سے استحباب، کس سے اباحت اور کس سے حرمت اور کراہت وغیرہ کا اثبات ہوتا ہے، اسی طرح ناسخ ومنسوخ کیا ہے؟ اور ظاہری تضاد میں تطبیق وتوفیق کی صورت کیا ہوگی؟

اس سے معلوم ہوا کہ صرف اردو یا معمولی درس نظامی پڑھ کے قرآن وحدیث سمجھنا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے لیے درجنوں علوم پڑھنے اور ان میں عبور حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

لیکن افسوس کہ آج کا نام نہاد اہل حدیث وہابیہ غیر مقلدین جو سطحی ذہن کے ہوتے ہیں تقلید سے چڑتے ہیں اور مٹھی بھر تعداد میں ہوکر دنیا بھر کے مسلمانوں پر مشرک وبدعتی ہونے کے سنگین الزامات عائد کرتے نہیں تھکتے، بلاتفریق ان کی جماعت کا عالم، غیر عالم سب اجتہاد کی کرسی لگائے بیٹھے ہیں قرآن واحادیث کی تفہیم سے متعلق سارے اصول وضوابط اور شرائط کو پس پشت ڈال کر محض اردو تراجم پڑھ کر خرافات پھیلانے میں مصروف ہیں اور اب تو جناب گوگل کے سہارے یہ سلسلہ زور پکڑا جارہا ہے، مذکورہ نیا فرقہ بظاہر تو خود کو تقلید سے آزاد گردانتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہیں نا کہیں وہ علمائے سو کے مقلد ہیں، تجربہ شاہد ہے کہ یہ نام حدیث کا لیتے ہیں لیکن دو چار منٹ بحث ومباحثہ میں ٹھہرا کے دیکھیے تو البانی، ابن باز اور ابن عثیمن کے نظریات کا پرچار اور ان کی تقلید کا گن گانا شروع کردیتے ہیں۔

قارئین! یوں تو ہمارے اور غیر مقلدین کے درمیان بہت سے اصولی، بنیادی اور اعتقادی اختلافات ہیں اور جزوی فروعی مسائل میں بھی بہت سے اختلافات ہیں خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اعتقادات

امین منزل سور جاپور اتر دیناجپور بنگال mohibbulquadri84@gmail.com

ونظریات کے باب میں غیر مقلدیت سراسر ظلمت وضلالت کا نام ہے اوران کے بہت سارے عقائد کفریہ بھی ہیں لیکن یہاں سر دست ان کے دیگر اختلافات سے قطع نظر مسئلہ رفع یدین(تکبیر تحریمہ کے علاوہ کانوں تک دونوں ہاتھ کا اٹھانا) جوکہ ایک فروعی جزوی مسئلہ ہے اس حوالے سے اہلسنت کا نظریہ اور تعامل بیان کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

وجہ یہ ہے کہ محبی حافظ وقاری شہباز رضا دالکولہ اتر دیناجپور بنگال نے بتایا کہ ان کے یہاں چند غیر مقلد نوجوان سنی حنفی نوجوانوں کے ذہن میں رفع یدین کی غلط تشریح ڈال کر اپنے باطل مسلک کا خوب پرچار وپرسار کررہے ہیں، ان کا احمقانہ دعویٰ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہمیشہ رفع یدین کیا عدم رفع یدین ثابت نہیں رفع یدین پر ان کی ضد اور اصرار سے سنی نوجوانوں کو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے دیگر مقامات پر بھی رفع یدین کرنا گویا واجب اور ضروری ہے۔

نوجوان ہوشیار رہیں! اہلسنت ائمہ اربعہ مجتہدین کا موقف یاد رکھیں اور انہی میں سے کسی ایک کے ہمیشہ کے لیے مقلد بن جائیں. اہل سنت وجماعت احناف کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے رفع یدین اور عدم رفع یدین دونوں ثابت ہے، احناف اس کے منکر نہیں، کچھ احادیث سے رفع یدین کا ثبوت ہوتا ہے اور کچھ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں آپ نے رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا اور چوں کہ بعد والا عمل ہی سنت ہوا کرتا ہے اسی لیے احناف کے یہاں رفع یدین نماز میں نہ کرنا سنت ہے اور رفع یدین والی احادیث منسوخ ہیں. اب بھی اگر کوئی رفع یدین کررہا ہے تو وہ ترک شدہ عمل پر عمل کررہا ہے. ترکِ رفع یدین پر احادیث پیش کرنے سے پہلے سمجھنے کے لیے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا ایک مختصر مدلل اور جامع فتویٰ یہاں نقل کررہا ہوں کوئی غیر مقلد وہابی اسے صرف امام احمد رضا کا فتویٰ ہونے کے نظریے سے نہ دیکھے بلکہ اس میں مندرج دلائل پر بھی اپنی نظر مرکوز رکھے اور تعصب وعناد اور کج فہمی کی فصیل سے نکل کر نفس مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کرے، اگر ایسا کرے گا تو ان شاء اللہ ان پر حق آشکارا ہوجائے گا۔

اعلیٰ حضرت سے پوچھا گیا کہ رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یا نہیں؟ اور کب تک کیا؟ یہ بات ثابت ہے کہ ہمیشہ آپ نے کیا؟ اور مسلمانوں کو کرنا چاہیے یا نہیں؟ مکمل ارشاد فرماکر مشکور وممنون فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ جواباً ارشاد فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے ہرگز کسی حدیث میں ثابت نہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیشہ رفع یدین فرمایا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کا خلاف (رفع یدین نہ کرنا) ثابت ہے، نہ احادیث میں اس کی مدت مذکور ہاں حدیثیں اس کے فعل وترک (کرنے نہ کرنے) دونوں پر وارد ہیں۔ ”سنن ابی داؤد وسنن نسائی وجامع ترمذی“ وغیرہا میں ایسی سند سے ہے جس کے رجال (روایت کرنے والے) رجال صحیح مسلم ہیں۔

بطریق عاصم بن کلیب عن عبدالرحمن بن الأسود عن علقمه، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی: ”قال الا اخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال :فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد“

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: کیا تمہیں خبر نہ دوں کہ حضور پر نور ﷺ نماز کس طرح پڑھتے تھے؟ یہ کہ کر نماز میں کھڑے ہوئے تو آپ نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا پھر دوبارہ نہ اٹھایا، امام ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث پاک کی تخریج کے بعد حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”حديث ابن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه حديث حسن، و به يقول غير واحد من اهل العلم من أصحاب النبى ﷺ والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفه.“

یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث حسن ہے، یہی متعدد اصحاب رسول ﷺ اور تابعین کرام کا قول ہے اور یہی امام سفیان ثوری اور علمائے کوفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب ہے۔

”مسند امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے:

حدثنا حماد عن ابراهيم عن علقمه والاسود عن عبد الله بن مسعود رضى الله تعالىٰ عنه“ ان رسول الله ﷺ كان لايرفع يديه الا عند افتتاح الصلوة ولا يعود لشئى من ذٰلك.“

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں رفع یدین فرماتے پھر اس کے بعد کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھاتے،

امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ”شرح معانی الآثار“ میں فرماتے ہیں:

"حدثناابو بكرة قال:حدثنا مؤمّل قال:حدثنا سفيان عن المغيرة قال:قلت لإبراهيم حديث وائل انّه رأى النبي ﷺ يرفع يديه إذا افتتح الصلاة واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع، فقال:ان كا وائل رآه مرةً يفعل ذٰلك فقد رآه عبدالله خمسين مرةً لا يفعل ذٰلك."

ترجمہ: حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے حدیث وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت دریافت کیا کہ انہوں نے حضور پر نور ﷺ کو دیکھا کہ حضور نے نماز شروع کرتے اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین فرمایا، ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس 50 بار دیکھا ہے کہ حضور نے رفع یدین نہ کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس، اسکنوا فی الصلوۃ۔ ترجمہ: کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں. ایسا لگ رہا ہے کہ تمھارے ہاتھ چنچل گھوڑوں کی دم ہیں. نماز میں قرار اور سکون سے رہو۔"

اصول کا قاعدہ متفق علیہا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اور حاضر مبیح پر مقدم ہے ہمارے ائمہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے احادیث ترک پر عمل فرمایا، حنفیہ کو ان کی تقلید چاہیے، شافعی وغیرہم اپنے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں کوئی محل نزاع نہیں ہاں وہ حضرات کہ تقلید ائمہ دین کو شرک و حرام جانتے ہیں اور باآنکہ علمائے مقلدین کا کلام سمجھنے کی لیاقت نصیب اعداء! اپنے لیے منصب اجتہاد مانتے اور خواہی نخواہی تفریق کلمہ مسلمین واثارت فتنہ بین المومنین کرنا چاہتے بلکہ اسی کو اپنا ذریعہ شہرت ونا موری سمجھتے ہیں ان کے راستے سے مسلمانوں کو بہت دور رہنا چاہیے -مانا کہ حدیث رفع ہی مرجح ہوں تاہم آخر رفع یدین کسی کے نزدیک واجب نہیں غائت درجہ اگر ٹھہرے گا تو ایک امر مستحب ٹھہرے گا کہ کیا تو اچھا نہ کیا تو کچھ برائی نہیں مگر مسلمانوں میں فتنہ اٹھانا دو گروہ کر دینا نماز کے مقدمے انگریزی گورنمنٹ تک پہنچانا شاید اہم واجبات سے ہوگا اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ،"فتنہ قتل سے بھی اشد ید ترین ہے، خود ان صاحبوں میں بہت لوگ صدہا گناہ کبیرہ کرتے ہونگے انہیں نہ چھوڑنا اور رفع یدین نہ کرنے پر ایسی شورشیں کرنا کچھ بھلا معلوم ہوتا ہوگا اللہ سبحانہ تعالیٰ ہدایت فرمائے آمین واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔(فتاویٰ رضویہ، ج:4، ص:598، کتاب الصلاۃ)

قارئین! مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس پورے فتویٰ کو پڑھیں، دلائل کے ساتھ ان کی دیانت کو بھی دیکھیں انہوں نے دونوں طرح کی احادیث وروایات کا ذکر فرمایا اور پھر اخیر میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قول وفعل سے استدلال کرتے ہوئے احناف کا موقف بتایا کہ یہاں ترک رفع یدین پر عمل ہے،اس پر سنن نسائی، جامع ترمذی، مسند الامام ابو حنیفہ، شرح معانی الآثار، صحیح مسلم جیسی عظیم معتبر کتب احادیث کے حوالے دیے اور اپنے فتویٰ میں شافعیہ وغیرہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ اپنے ائمہ کی تقلید کریں سبحان اللہ کتنی پیاری بات ہے آگے فرماتے ہیں کوئی محل نزاع نہیں مطلب رفع یدین کا کرنا نہ کرنا نزاع (جھگڑا) کا محل نہیں یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ لوگ باہم دست و گریبان ہوجائیں۔

ہاں آپ نے خود ساختہ مجتہدین فہم وبصیرت سے عاری غیر مقلدین سے متعلق یہ ضروری تنبیہ فرمائی کہ لوگ مسلمانوں میں تفریق گروہ بندی کا زہر گھولنا چاہتے ہیں ایسے لوگوں سے دور وہوشیار رہنا چاہیے، اخیر میں فرماتے ہیں اگر حدیثِ رفع یدین ہی کو راجح مان لیں تو بھی کسی کے نزدیک یہ ایسا کرنا واجب نہیں ہے زیادہ سے زیادہ مستحب ٹھہرے گا۔

وہابی غیر مقلدین جو خود کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں شعور ونظر سے کام لینا چاہیے اگر وہ واقعی میں اہل حدیث ہیں تو پھر ترک رفع یدین پر جو احادیث وروایات موجود ہیں ان کا کیا ہوگا تقاضا تو یہ ہے کہ اہل حدیث ہونے کی حیثیت سے دونوں پر عمل کریں لیکن میں جانتا ہوں یہ کہنے کو اہل حدیث ہیں جو حقیقتاً نفس پرستی، انانیت، ضد اور ہٹ دھرمی کا استعارہ ہے ان سے دونوں پر عمل نہ ہو سکے گا اور یہ بھی طے ہے کہ ان کے بڑے سے بڑا عالم مندرجہ احادیث کا انکار نہیں کر سکتا انکار نہ کرنے کی صورت میں پھر یہ اپنے علمائے سو کی معنوی تقلید کرتے ہوئے جیسے تیسے جواب دے کر راہ فرار اختیار کریں گے یہ ہزار تقلید کے منکر ہوں ان کا اقرار انکار دونوں انہیں تقلید تک لے جائے گا۔

مسلمان ہوشیار رہیں شورش پھیلانا مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا ائمہ حق کی تقلید کو حرام بتانا یہ ان کا شیوہ ہے. ان سے بچیں۔

وہ احادیث جن میں رفع یدین سے منع کیا گیا:

(1)-عن جابر بن سمرة قال: خرج علينا رسول الله ﷺ فقال: "مالِي اراكم رافعي ايديكم كانها اذناب خيل شمس، اسكنوا في الصلوة."

یہ حدیث تمیم بن طرفہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف لے آئے (ہم لوگ نماز میں تھے اور رفع یدین کر رہے تھے) تو حضور نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو چنچل گھوڑوں کی دموں کی طرح رفع یدین کرتے دیکھ رہا ہوں نماز سکون کے ساتھ پڑھو۔" (صحیح مسلم ج:4، کتاب الصلاۃ)

نماز کیسے پڑھی جائے اس حوالے سے بڑی مشہور حدیث ہے:

"صَلوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي"

تم ویسے ہی نماز پڑھو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین اذا کانوا جماعۃ والاقامۃ)

صحابہ حضور ہی کے طریقے پر نماز پڑھتے تھے انہوں نے حضور کو رفع یدین کرتے دیکھا تھا اس لیے وہ بھی کر رہے تھے جب منع فرمادیا تو چھوڑ چکے جیسا کہ مسلم شریف کی مندرجہ بالا حدیث میں واضح ہے اور خاص کر "اسکنوافی الصلوۃ" اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ نماز میں رفع یدین نہ کیا جائے، گویا یہ حدیث ناسخ اور باقی احادیث اس سے منسوخ ہو گئیں عمل، منسوخ پر نہیں ناسخ پر ہوگا۔

اور یہ بھی ہے کہ کتب احادیث میں میں رفع یدین والی احادیث فعلی ہیں قولی نہیں اور یہ امر مسلم ہے کہ قولی اور فعلی میں تعارض ہو تو عمل، حدیث قولی پر ہوتا ہے اور بخاری شریف کتاب الاذان میں امام بخاری کے استاذ امام عبداللہ بن زبیر حمیدہ کی ایک روایت موجود ہے فرماتے ہیں کہ عمل نبی کریم ﷺ کے آخری فعل پر ہوتا ہے اور ابھی آپ نے دیکھا۔

ابراہیم نے فرمایا وائل نے اگر ایک بار حضور اقدس ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو پچاس 50 بار دیکھا کہ حضور نے رفع یدین نہیں فرمایا۔

(2) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: "ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلاة رفع يديه الى قريب من أذنيه ثم لا يعود."

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے مبارک کانوں کے قریب اٹھاتے پھر (اس کے بعد اخیر نماز تک دونوں ہاتھوں) کو نہ اٹھاتے۔

(سنن أبي داود، باب مالم یذکر الرفع عند الرکوع)

(3)-صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو رکوع جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا: لاتفعل فان هذا شئ فعله رسول الله ﷺ ثم ترکہ) تم یہ کام نہ کرو؛ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا تھا پھر بعد میں چھوڑ دیا، (عمدۃ القاری جلد5)

(4)-حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ما رايت ابن عمر، يرفع يديه إلا في أول ما يفتتح."

ترجمہ: میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز کے شروع کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے .

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں": فهذا ابن عمر قد رأى النبي ﷺ يرفع، ثمَّ قد ترك هو الرفع بعد النبي ﷺ فلا يكون ذلك إلا و قد ثبت عنده نسخ ما قدرأى النبي ﷺ فعله و قامت الحجة عليه بذلك."

پس یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو ہاتھ اٹھاتے دیکھا پھر اسی ہاتھ اٹھانے کو نبی کریم ﷺ کے بعد ترک کر دیا، تو یہ نہیں ہوا ہوگا مگر اس وقت کہ ان کے نزدیک حضور ﷺ کے فعل سے اس (رفع یدین) کا منسوخ ہونا ثابت ہو چکا ہوگا اور (ان کے نزدیک) رفع یدین کے منسوخ ہونے پر دلیل قائم ہو چکی ہوگی۔

(شرح معانی الآثار، باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود، ج:1)

قارئین اس طرح کی بہت سی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں مزید دلائل کے لیے سنن نسائی، سنن ابوداود، جامع ترمذی، موطا امام محمد، السنن الکبریٰ، مسند ابویعلی اور شرح معانی الآثار دیکھا جاسکتا ہے۔ اخیر میں یہ کہ کر اپنا قلم اٹھاتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں کہ لوگ آپس میں لڑیں بھڑیں مقلدین ان مسائل کے باب میں اپنے اپنے ائمہ کی تقلید کریں رہی بات غیر مقلدین کی تو اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ ***

انوار حیات

مفتی غلام صمدانی رضوی

حیات وخدمات کی چند جھلکیاں

1975ء سے اب تک سو کتابوں سے زائد بنگلہ زبان میں جب کہ دو کتابیں اردو میں

محمد ضیا نعمانی مصباحی

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرے کی کامیابی اور قوم کی تعمیر و ترقی میں کامیاب لوگوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جس معاشرے میں علم اور اہل علم کی کثرت ہوتی ہے وہاں کی تہذیب و ثقافت مثالی ہوا کرتی ہے۔ اپنے معاشرے میں اگر کامیاب لوگوں کو ہم تلاش کریں تو علمائے ربانیین لوگوں میں سب سے بہتر لوگ ہیں، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ یہی وارثین انبیا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں علما کے حوالے سے خشیت الٰہی کا ذکر فرمایا ہے۔ یقیناً علمائے کرام کا وجود مسعود معاشرے کے لیے عطیہ الٰہی ہے۔ ابتدائے اسلام سے آج تک علما، فقہا، محدثین کی تبلیغ دین متین اور معاشرتی رشد و ہدایت کے سلسلے میں جس قدر خدمات رہی ہیں اسے کسی بھی صورت میں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ علمائے اسلام، مبلغین و دعاۃ کی ہی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ قریہ قریہ، شہر شہر، کوچہ کوچہ اسلامی تعلیمات اور کتاب و سنت کے انوار پھیلے ہوئے ہیں۔

ماضی قریب میں اگر اپنے اسلاف کی سچی یادگار دیکھی جائے تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنّت شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات با برکات ان میں ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ ساتھ ہی آپ کی اولاد، تلامذہ، خلفا اور مریدین کے ذریعے دین متین کی تبلیغ و اشاعت اور اہل سنّت و جماعت (سواد اعظم) کے جو کارنامے انجام دیے گئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

آپ کے ارشد تلامذہ و خلفا میں ایک نمایاں نام حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی مصنف: بہار شریعت کا آتا ہے آپ کی درس گاہ فیض سے بڑے بڑے، اجلہ اصحاب علم و فضل نے خوشہ چینی کی پھر ان کے تلامذہ میں ایک نمایاں نام ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ کی ذات ستودہ صفات کا ہے۔ آپ نے درس گاہ کی مسند سنبھال کر جو لعل و گوہر پیدا کیے آج وہی لعل و جواہر اہلسنّت و جماعت کے تحفظ و استحکام کے لیے پوری دنیا میں کوشاں ہیں اور امام اہل سنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ کے کھینچے ہوئے خط کے مطابق عالمی سطح پر سواد اعظم کی پاسبانی کر رہے ہیں۔

انہیں علمائے کرام میں ایک نام صوبہ بنگال کی نامور شخصیات کی فہرست میں نمایاں ہے، وہ نام ہے خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم بنگال حضرت علامہ مولانا مفتی غلام صمدانی رضوی مدظلہ العالی کا۔ آپ صوبہ بنگال کے ایک دیندار گھرانے میں 18/ رجب المرجب 1389ھ مطابق 18/ فروری 1957ء کو پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر میں رہ کر حاصل کی، آپ ایک عالم، فاضل اور ماہر مفتی بھی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ آپ نے احادیث نبویہ کے موضوع پر مغربی بنگال مدرسہ بورڈ سے عربی زبان میں ایم ایم (ممتاز المحدثین) کیا۔

مفتی اعظم بنگال ایسے مشکل وقت میں بنگال میں پیدا ہوئے جب بنگال میں گمراہی عروج پر تھی۔ اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سنّیت کی پہرے داری کرتے ہوئے اپنے قلم سے باطل کی سازشوں کو ناکام بنایا اور سنّیت کا پرچم بلند کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

دیابنہ اور فرقہ پرستوں کے تاریک ماحول میں امام احمد رضا کے اس خادم کے چراغ سے سنّیت جگمگا اٹھی۔

مغربی بنگال میں عوام کے دینی معاملات میں اہل سنت و جماعت کو دینی رہنمائی کی ضرورت تھی، حضرت مفتی اعظم بنگال نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں سے اس ضرورت کو پُر کر دیا۔ مختلف موضوعات پر ان کی تحریروں نے بنگالی بولنے والے مسلمانوں میں ایک نئی بیداری لائی۔ چاہے ترجمۂ قرآن ہو یا تفسیر قرآن، احکام نماز ہو یا احکام دینیہ تقریباً ہر موضوع پر ان کی کتابیں موجود ہیں۔

1975 میں "آخری سفر" کے نام سے ایک اشتہار سے تحریری کام کا آغاز کیا پھر بعد میں صلوٰۃ و سلام کے موضوع پر "تنبیہ العوام بر صلات وسلام" نام سے کتاب شائع کی۔ 1975ء سے لے کر 2023ء تک تقریباً سو

متعلم: جامعہ اشرفیہ مبارک پور zianomani406@gmail.com

سے زائد کتابیں تصنیف کرکے سنیت کی خدمات انجام دیں۔

بیعت و خلافت: جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمہ سے آپ کو شرف بیعت حاصل ہے اور حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے آپ کو اپنی خلافت و اجازت بھی عطا فرمائی۔ اور نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند جمال ملت حضرت مولانا محمد جمال رضا خان قادری بریلوی نے بھی آپ کو اپنی خلافت و اجازت سے نوازا اور نواسۂ حضور صدر الافاضل حضرت مولانا محمد عظیم الدین نعیمی نے بھی اپنی خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ اور محدث کبیر حضرت علامہ مفتی محمد ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی، سابق صدر المدرسین: جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ہند، و بانی جامعہ امجدیہ گھوسی مئو نے سند اجازت حدیث عطا فرمائی۔

3 مارچ 2020ء دار العلوم قادریہ میدنی پور بنگال میں کثیر علمائے کرام کی مجلس میں حضور محدث کبیر مدظلہ العالی اور جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عسجد رضا خان قادری بریلوی مدظلہ العالی نے مرکز اہل سنت بریلی شریف کی طرف سے بنگال کا قاضی مقرر فرمایا۔

درس و تدریس: سب سے پہلے 1975ء میں ہگلی کے ایک سرکاری مدرسے میں معین المدرسین کی حیثیت سے مقرر ہوئے۔ آپ نے یہاں دو سال درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔

پھر 1977ء میں کے آئی سینئر مدرسہ مرشد آباد میں نائب صدر المدرسین کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا آپ نے یہاں کئی سالوں تک تدریسی خدمات انجام دیں اور طالبان علوم نبویہ کو فیض یاب فرمایا۔

28 فروری 2017ء میں ریٹائرمنٹ لے لیا۔ اس کے بعد سے اپنے گھر میں ہی باضابطہ درس بخاری کا اہتمام کرتے ہیں، جہاں سے سیکڑوں طلبہ فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ درجنوں کانفرنس اور سیمینار میں شرکت فرما چکے ہیں اور آپ کے نوک قلم سے متعدّد موضوعات پر مضامین و مقالات بھی منظر عام پر آچکے ہیں جو علمائے کرام کے درمیان مقبول ہیں۔

آپ بنگلہ زبان کے مشہور و معروف مقرر بھی ہیں اور عوام و خواص کے درمیان آپ کی تقریریں پسند کی جاتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ بنگال میں ہونے والے اکثر پروگرام میں آپ کی شرکت جلسے کی کامیابی تصور کی جاتی ہے۔ کانفرنس، سیمینار اور دینی پروگرام کے تحت آپ اکثر بنگلہ دیش کا سفر بھی فرماتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں آپ کے مریدین و معتقدین اور متوسلین کا ایک بڑا حلقہ موجود ہے۔

دینی خدمات {1}: 1979ء "سہ ماہی امام احمد رضا" کے نام سے ایک رسالہ جاری کیا۔ جس کا خاص مقصد دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور باطل فرقوں کا رد بلیغ تھا۔ یہی رسالہ ابھی "سنی جاگرن" کے نام سے جاری ہے جو بنگلہ زبان کا مشہور و معروف رسالہ ہے، جس میں آپ باضابطہ اداریہ لکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

{2} 1997ء میں دکھن 24 پرگنہ کولکاتہ میں دار العلوم مظہر اسلام کے نام سے ایک دینی قلعہ قائم کیا، جو آج عروج کی کئی بہاریں دیکھ چکا ہے اور ترقی کی شاہراہ پر تیز روی کے ساتھ گامزن ہے۔

{3} مرشد آباد میں جلوس عید میلاد النبی سن 2000ء سے لے کر اب تک پابندی سے نکل رہا ہے، یہ حضرت دام ظلہ العالی ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

{4} سلچر صوبہ آسام میں جلوس عید میلاد النبی پہلی بار آپ ہی کی صدارت میں نکلا تھا جس میں ہر سال ہزاروں لوگ شریک ہوتے ہیں۔

{5} 2005ء میں آپ نے رضا دار الافتاء والقضاء کی بنیاد رکھی، جس میں مسلسل فتویٰ نویسی کا کام انجام دیتے ہیں۔

تصنیف و تالیف: آپ نے 1975ء سے تصنیف و تالیف کا آغاز فرمایا، اب تک مختلف موضوعات پر تقریبًا سو سے زائد آپ کی تصنیفات ہیں، جو اکثر بنگلہ زبان میں ہیں۔ ان میں کچھ کتابوں فہرست ملاحظہ کریں۔

* فیض ربانی بر تفسیر صدانی * تفسیر نور القرآن * کنز الایمان کا بنگلہ ترجمہ * قرآن کریم کا صحیح ترجمہ * مسند امام اعظم کا بنگلہ ترجمہ * مسند ابو حنیفہ * احادیث کی روشنی میں جواب * مجموعہ فتاویٰ مفتی اعظم بنگال * مسائل قربان * بنگلہ زبان میں خطبہ جمعہ دینا کیسا * حدیث کی روشنی میں نماز کا طریقہ * صلوٰۃ مصطفیٰ * انوار شریعت کا بنگلہ ترجمہ * اسلام میں طلاق کا صحیح طریقہ * جنتی زیور کا بنگلہ ترجمہ * تجہیز و تکفین کا طریقہ * فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں جواب * مکہ مدینہ کا مسافر * عورت کی نماز کا طریقہ * دعائے مصطفیٰ * دلائل کی روشنی میں میلاد و قیام * لاک ڈاؤن میں نماز * المصباح الجدید کا بنگلہ ترجمہ * کشف الحجاب * وہابیوں کی پہچان * علاماتِ سنیت * حالات قبر * سنی تعویذات * نیک اعمال * تاریخ وہابیت * وہ مجاہد کون؟ * تاریخ بالاکوٹ * تاریخ کے پردے میں * تبلیغی جماعت کی پہچان * رد تبلیغی جماعت * امام احمد رضا اور اشرف علی تھانوی * ذاکر نائیک کی گمراہی * بنگال کے باطل فرقے * شیعوں سے ہوشیار * مودودی جماعت کی حقیقت * حیات امام احمد رضا بریلوی * حیات مجاہد ملت * برصغیر کے امام * حیات امام الائمہ (عربی)۔

ان میں ایک دو کتاب کے علاوہ ساری کتابیں بنگلہ زبان میں ہیں۔ □

ذکرِ جمیل

ام المومنین
سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محمد اعظم مصباحی مبارک پوری

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی زینب ہے ایام جاہلیت میں آپ کا نام برہ تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل فرما کر زینب نام رکھا۔

کنیت: ام الحکم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اواھة (بارگاہ الٰہی میں بہت خشوع وخضوع کرنے والی) کا لقب عطا کیا۔ والد کا نام جحش اور والدہ امیمہ بنت عبد المطلب ہیں۔

والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

زینب بنت جحش بن رباب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔

حضرت سیدہ زینب بنت جحش کی والدہ امیمہ حضرت عبد المطلب کی بیٹی تھیں اس نسبت کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ پھوپھی زاد بہن ہوئیں۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:

زینب بنت امیمہ بنت عبد المطلب، بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ۔

قبولِ اسلام اور ہجرت: اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ زینب بنتِ جحش رضِیَ اللہ عنہا قدیمُ الاسلام صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ میں سے ہیں۔ اِسْلام قبول کرنے کے بعد آپ نے حبشہ کی طرف دونوں ہجرتوں میں شرکت فرمائی اور پھر سرکارِ اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے ہجرت فرما کر مدینۂ منوّرہ تشریف لانے کے بعد آپ نے بھی اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حبشہ سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کرلی۔

نکاح: پہلی شادی رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔ حضرت زید قبیلہ قضاعہ میں سے تھے۔ لڑکپن میں گرفتار ہوکر مکہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے۔ حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے پہلے ان کو آزاد کر کے متبنیٰ بنالیا اس لیے لوگ ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حضرت زید سابقینِ اولین میں سے تھے ان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ تھی۔ آپ اہم امور میں ان سے کام لیتے اور لشکر کی قیادت تک ان کے سپرد کردیتے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبد المطلب کی صاحب زادی زینب بنت جحش سے کردینا چاہا مگر زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زید موالی (آزاد کردہ غلام) تھے اور سیدہ زینب ایک شریف اور معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں، عرب کا دستور یہ تھا کہ موالی سے نکاح کرنا عار سمجھا جاتا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری:

(ترجمہ)۔ کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں جس وقت خدا اور اس کا رسول کوئی کام مقرر کردے کہ ان کو اپنے کام میں اختیار ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ (احزاب، ع5)

حضرت زینب نکاح پر راضی ہوگئیں اور نکاح ہوگیا۔

حضرت زید اگرچہ عربی الاصل تھے مگر قریشی نہ تھے۔ قریش کی لڑکیوں خصوصًا اولاد عبد المطلب کے لئے اَشرافِ قریش میں کفو تلاش کیے جاتے تھے اس لئے کچھ عرصہ طبعی طور پر حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت زینب کی حرکاتِ عادِیہ کو کبر و تعاظم پر محمول کرنے لگے اور حضرت زینب بھی ان سے متکدر رہنے لگیں۔ چنانچہ حضرت زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح کی باتوں پر طلاق نہیں دیا کرتے۔ اسی امر کی طرف اس آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے۔

(ترجمہ)۔ اور جس وقت تو کہہ رہا تھا اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تو نے انعام کیا ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے لیے تھام رکھ اور خدا سے ڈر اور تو اپنے جی میں چھپاتا تھا اس چیز کو جسے اللہ ظاہر کرنے والا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ زیادہ لائق ہے اس کا کہ تو اس سے

استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ڈرے۔(احزاب،ع5)

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ہی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے زینب کے پاس بھیجا۔ حضرت زید بن حارثہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت زینب کے گھر گیا تو دیکھا وہ آٹا گوندھ رہی ہیں، میں نے شرماتے ہوئے اپنا رخ دوسری طرف کر کے کہا کہ زینب تمھارے لیے خوش خبری ہے، حضور نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تمھیں حبالۂ عقد میں لے کر ازواجِ مطہرات میں شامل فرما لیں، تمھاری کیا رائے ہے؟ اس پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں استخارہ کر لوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(ترجمہ)-پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمھارے نکاح میں دیدی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا نکاح ختم ہوجائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔(احزاب،ع5)

حضرت زینب ابھی استخارہ کے لیے مصلے پر تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور یہ پیغام دیا گیا کہ ہم نے آپ کی شادی حضرت زینب کے ساتھ آسمانوں پر کر دی ہے، یہ حکم نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب کے گھر تشریف لے گئے اور آپ کو نکاح کے بارے میں اطلاع دی۔ حضرت زینب نے سجدۂ شکر ادا کیا اور شادی کے لیے رضامند ہوگئیں۔

اس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح (3ھ یا 5ھ میں) 35 برس کی عمر میں ہو گیا۔ حضرت زینب فخر کیا کرتی تھیں کہ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کا نکاح تو ان کے باپ یا بھائی یا ان کے گھر والوں نے کر دیا مگر میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کر دیا۔ اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ کا حکم معلوم ہو گیا۔

جب یہ نکاح ہو گیا تو مخالفوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کر دیا مگر خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں:

(ترجمہ)-محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔(احزاب،ع5)

(ترجمہ)-اور تمھارے لے پالکوں کو تمھارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمھارے مونھوں کی بات ہے۔(احزاب،ع1)

لہٰذا حضرت زید رضی اللہ عنہ جو زید بن محمد کہلاتے تھے اس کے بعد زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

دعوتِ ولیمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نکاح کے موقع پر اس قدر ولیمے کا اہتمام نہیں فرمایا جس قدر حضرت زینب سے نکاح کے بعد ولیمے کا اہتمام فرمایا۔ آپ نے ایک بکری ذبح فرمائی، صحابۂ کرام کو دعوت دی، لوگوں نے پیٹ بھر روٹی اور گوشت تناول کیا۔ ایک روایت کے مطابق اس ولیمے میں تین سو افراد نے شرکت فرمائی۔

اوصاف و کمالات: خوفِ خُدا، تقویٰ و پرہیزگاری، عبادت و ریاضت، دنیا سے بے رغبتی اور جُود و سخاوت وغیرہ حضرت زینب جحش کے نمایاں اوصاف ہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان سے بڑھ کر دین دار، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرنے والی، حق بات کہنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی اور صدقہ وخیرات کرنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی۔

روایت حدیث: حضرت زینب روایتیں کم کرتی تھیں، کتب حدیث میں ان سے صرف گیارہ روایتیں منقول ہیں، راویوں میں حضرت ام حبیبہ، زینب بنت ابی سلمہ، محمد بن عبد اللہ بن جحش، کلثوم بنت طلق وغیرہ شامل ہیں۔

امتیازی خصوصیات: حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ زینب اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما دونوں اپنے اپنے طور پر فخر کیا کرتی تھیں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتیں: میں وہ ہوں جس کا نکاح آسمان پر ہوا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں: میں وہ ہوں جس کی عفت و پاک دامنی کی گواہی آسمان سے آئی۔

خدا خوفی: ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں کچھ مال تقسیم فرما رہے تھے، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی آپ کے قریب پردے ہی میں تشریف فرما تھیں، سیدہ زینب نے کوئی بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر! زینب سے درگزر کرو، یہ اَوّاہ ہیں یعنی عاجزی و انکساری کے ساتھ اللہ کے حضور آہ و زاری سے دعائیں مانگنے والی ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو خشوع و خضوع کرنے والا نہیں دیکھا۔

سخاوت اور فیاضی: سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سخاوت میں بہت مشہور تھیں جو کچھ ہوتا راہ خدا میں خرچ کر دیتیں۔ آپ کی سخاوت کا اندازہ اس ایک واقعے سے کیا جاسکتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں 12000 دراہم بھیجے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی اور فرمایا: اللہ تعالیٰ عمر رضی اللہ عنہ کی بخشش فرمائے، میری دوسری بہنیں امہات المؤمنین مجھ سے زیادہ اس نوازش کی حق دار ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بتایا گیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے بھی الگ بھیجا ہے، یہ سب آپ ہی کا ہے۔ فرمانے لگیں: سبحان اللہ! پھر اسے ایک کپڑے سے چھپا کر ڈھانپ دیا اور برزہ بنت رافع کو کہا کہ اس کو لوگوں میں بانٹ دو، اُن لوگوں میں سے کچھ آپ رضی اللہ عنہا کے عزیز بھی تھے اور کچھ مسکین و یتیم لوگ بھی تھے۔ انہوں نے آپ کے حکم پر لوگوں میں تقسیم کیا اس کے باوجود بھی کچھ رقم بچ گئی تو برزہ بنت رافع نے کہا: اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو کپڑے کے نیچے باقی ہے، سب آپ کا ہے۔ اس میں 85 درہم باقی تھے۔

وصال: سیدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہنَّ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے ملے گی؟ فرمایا: جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں (یعنی جو زیادہ صدقہ و خیرات کرنے والی ہے)۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کثرت سے صدقہ کرنے والی خاتون تھیں اس لئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد ازواجِ مطہرت رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے سب سے پہلے آپ کا ہی وصال ہوا۔

آپ کا سنِ وصال 20ھ میں ہوا۔ یہ امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا دَورِ خلافت تھا، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کے بھتیجوں اور بھانجوں میں سے حضرت محمد بن عبداللہ، اسامہ بن ابواحمد اور محمد بن طلحہ نے آپ کو قبر میں اتارا۔ جنت البقیع آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

وصیت: وصال شریف سے پہلے بھی آپ نے صدقہ کرنے کی وصیت کی، فرمایا: میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے، ہوسکتا ہے کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) بھی کفن بھیجیں اگر وہ بھیجیں تو ان میں سے کسی ایک کو صدقہ کر دینا اور مجھے قبر میں اُتارنے کے بعد اگر میرا پٹکا بھی صدقہ کر سکو تو کر دینا۔

مالِ وراثت آپ رضی اللہ عنہا نے وراثت میں کوئی مال نہیں چھوڑا صرف ایک گھر تھا جسے بعد میں وُرثا نے مسجدِ نبوی شریف کی توسیع کے وقت وَلید بن عبدالملک کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

حضرت عائشہ کے تعریفی کلمات: آپ رضی اللہ عنہا کے انتقال پر اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ تعریفی کلمات کہے:

ایک قابلِ تعریف اور فَقِیْدُ المثال خاتون چل بَسیں جو یتیموں اور بیواؤں کی پناہ گاہ تھیں اور فرمایا: زینب نیک خاتون تھیں۔

خصوصیات: ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش کی چند ایسی خصوصیات ہیں جو دیگر ازواج مطہرات کو حاصل نہیں۔ وہ یہ ہیں:

(1) حضرت زینب کے نکاح کے بعد جاہلیت کی یہ رسم ختم ہو گئی کہ لے پالک بیٹے اصلی بیٹے کا حکم رکھتے ہیں۔

(2) اس نکاح سے یہ بھی حکم معلوم ہو گیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔

(3) حضرت زینت کا نکاح آسمانوں پر ہوا۔

(4) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کے موقع پر ولیمے کا جس قدر اہتمام فرمایا دوسرے نکاح میں اس قدر نہیں فرمایا۔

(5) اس نکاح کے بعد پردے کا حکم نازل ہوا اور یہ حکم دیا گیا کہ کوئی شخص بغیر اجازت دوسرکے گھر میں داخل نہ ہو۔

(6) حضرت زینب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کرتیں کہ مجھے تین باتوں میں آپ پر ناز ہے:

-1- میرے اور آپ کے جد امجد ایک ہیں۔

-2- آپ کے ساتھ میرا نکاح آسمانوں پر اللہ تعالیٰ نے پڑھایا۔

-3- میرے معاملۂ نکاح کے سفیر حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، مسند امام احمد، طبقات کبریٰ، استیعاب، اصابہ وغیرہ)

☼☼☼☼☼

مساجد کے نام پر سیاست

بزمِ دانش میں آپ ہر ماہ بدلتے حالات اور ابھرتے مسائل پر فکر و بصیرت سے لبریز نگارشات پڑھ رہے ہیں۔ ہم اربابِ قلم اور علمائے اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیے گئے موضوعات پر اپنی گراں قدر اور جامع تحریریں ارسال فرمائیں۔ غیر معیاری اور تاخیر سے موصول ہونے والی تحریروں کی اشاعت سے ہم قبل از وقت معذرت خواہ ہیں۔ از: مبارک حسین مصباحی

اکتوبر 2023 کا عنوان	شیخ عبد الحق محدث دہلوی
نومبر 2023 کا عنوان	شاعروں اور مقرروں کا متعین اوقات کی اجرت طے کرنا — شرعی نقطۂ نظر

مساجد کے نام پر سیاست اور عبادت گاہ تحفظ ایکٹ

صابر رضا رہبر مصباحی

مذہبی اشتعال انگیزی اور فرقہ پرستی کی سیاست کے اعتبار سے ہندستان کی سرزمین انتہائی زرخیز رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بابری مسجد کے نام سے جو مذہبی سیاست کا خون ریز سلسلہ شروع ہوا وہ ہزاروں افراد کے جسموں سے لہو نچوڑنے اور اربوں کھربوں کی املاک کی تباہی کے باوجود آج تک جاری ہے۔ آج جو جماعت اقتدار اعلیٰ کی کرسی پر براجمان ہے اس کی خشک اول بھی مذہب اور ذات پات کی سیاست پر ٹکی ہے۔ بی جے پی کے فائر برانڈ لیڈر لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی، اوبھارتی، کلیان سنگھ و دیگر لیڈروں نے بابری مسجد کے بہانے رتھ یاترا کے ذریعے ملک کے کونے کونے میں فرقہ پرستی کی کھیتی کی جس کی فصل ان کے جانشیں کاٹ رہے ہیں اور آج بھی میڈیا و شوسل میڈیا کے توسط سے نوجوان نسلوں کے ذہن کو بیمار کرنے کی سعی کی جارہی ہے۔

کہا جارہا تھا کہ بابری مسجد کے قضیہ کے ساتھ ہی ہندستان میں مسجد۔ مندر کے نام پر جاری نفرتی سیاست کا خاتمہ ہوجائے گا اور یہی یقین دہانی بھی کرائی جارہی تھی، آنجہانی نرسمہا راؤ نے پلیس آف ورشپ ایکٹ 1991 بناکر مسلمانوں کے شکستہ اعتماد کو سہارا دینے کی کوشش کی مگر گیان واپی مسجد کے معاملے نے اس قانون کی ہوا نکال دی۔ پلیس آف ورشپ ایکٹ 1991 بابری مسجد کے علاوہ کسی بھی مذہبی مقامات کی تبدیلی اور اس میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا ہے اس کے باوجود وارانسی سول کورٹ، الہ آباد ہائی کورٹ یہاں تک عدالت عظمیٰ نے بھی گیان واپی مسجد کے سروے کی اجازت دے دی ہے۔

پلیس آف ورشپ ایکٹ 1991 اور اس کے سیکشن 4 کے مطابق کسی بھی عبادت گاہ کے مذہبی کردار کی تبدیلی کے لیے کوئی مقدمہ دائر کرنے یا کسی دوسری قانونی کارروائی کے آغاز پر پابندی لگاتا ہے۔

پلیس آف ورشپ ایکٹ 1991 کیا ہے؟

ملک کی اس وقت کی نرسمہا راؤ کی حکومت نے 1991 میں پلیس آف ورشپ ایکٹ یعنی عبادت گاہوں کا قانون نافذ کیا تھا۔ قانون لانے کا مقصد ایودھیا رام جنم بھومی تحریک کی بڑھتی ہوئی شدت اور جارحانہ روش کو قابو میں کرنا تھا۔ حکومت نے قانون میں یہ شرط رکھی ہے کہ ایودھیا میں بابری مسجد کے علاوہ ملک کے کسی بھی عبادت گاہ پر دوسرے مذاہب کے لوگوں کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ملک کی آزادی کے دن یعنی 15 اگست 1947 کو کسی بھی مذہبی ڈھانچے یا عبادت گاہ پر خواہ کسی بھی شکل میں ہو، دوسرے مذاہب کے لوگ دعویٰ نہیں کریں گے۔

ایودھیا کی بابری مسجد کو اس قانون سے مستثنیٰ رکھا گیا کیونکہ یہ تنازع آزادی سے قبل عدالتوں میں زیر التوا تھا۔ اس ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ 15 اگست 1947 کو جس مذہبی مقام کا تعلق تھا وہ آج اور

مستقبل میں بھی اسی برادری کا رہے گا۔

سپریم کورٹ نے بھی بابری مسجد کے فیصلے میں 1991 کے اس قانون کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ قانون 15 اگست 1947 کو عوامی عبادت گاہوں کے مذہبی کردار میں تبدیلی اور تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ قانون ہر مذہبی طبقے کو یہ یقین دلاتا ہے کہ ان کے مذہبی مقامات کی حفاظت کی جائے گی اور ان کے کردار کو تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ عبادت گاہوں کا ایکٹ مقننہ کے ذریعہ بنایا گیا ایک انتظام ہے جو عبادت گاہوں کے مذہبی کردار کو ہماری سیکولر اقدار کا ایک لازمی پہلو بناتا ہے۔ یہ ایک اچھا قانون ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا تھا کہ مذہبی مقامات سے متعلق ایکٹ 1991 ملک کی سیکولر خصوصیات اور پہچان کے تحفظ کے لئے خاص طور سے بنایا گیا ہے، جو آئین کے بنیادی نکات ہیں۔ یعنی مذہبی مقامات سے متعلق ایکٹ 1991 مذہبی مقامات یا اداروں سے متعلق کسی بھی عدالتی کارروائی کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

نرسمہاراؤ سرکار نے مذہبی مقامات سے متعلق ایکٹ 18 ستمبر 1991 کو نافذ کیا تھا تاکہ 15 اگست 1947 کو موجود مذہبی مقامات کی حالت کو منجمد کیا جائے۔ یہ ایکٹ بابری مسجد کے انہدام سے ایک سال قبل پاس کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود ایکٹ کی دفعات بابری مسجد پر لاگو نہیں کی گئی تھی۔ ایکٹ کو اس وقت اس طور پر دیکھا گیا تھا کہ یہ مسلمانوں میں اعتماد کی بحالی کے ذریعہ تنازع پر بات چیت کو آگے بڑھائے گا۔ یعنی یہ ایکٹ ایک طرح سے مسلمانوں کو یقین دہانی تھی کہ اگر وہ متنازع مقام پر ہندو تنظیموں کے دعوے کو تسلیم کر لیتے ہیں تو ملک میں دیگر مساجد محفوظ رہیں گی اور پورے ملک کی مساجد کی حالت جوں کی توں رہے گی۔ ایکٹ کے اندر مذہبی عبادت کے مقامات صرف مسجد تک ہی محدود نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں تمام فرقوں کی عبادتگاہوں بشمول مندر، گردوارہ، چرچ، خانقاہ اور دیگر عوامی مذہبی عبادت کے مقامات شامل ہیں۔ ایکٹ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ تمام ایسے مقدمات اور اپیلیں اور عبادت گاہ کے کریکٹر کو تبدیل کرنے والی دیگر کارروائیاں جو 15 اگست 1947 سے پہلے کسی بھی عدالت یا اتھارٹی کے پاس زیر التوا ہیں قانون کے نفاذ کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گی۔ یہ قانون مخصوص ہے اور سبھی دیگر قوانین پر حاوی ہے۔

اس بل کو پارلیمنٹ میں پیش کرتے ہوئے اس وقت کے وزیر داخلہ ایس بی چوہان نے کہا: 'عبادت گاہوں کو تبدیل کرنے کے سلسلے میں وقتاً فوقتاً پیدا ہونے والے تنازعات کے پیش نظر ان اقدامات کو اپنانا ضروری سمجھا جاتا ہے جس سے فرقہ وارانہ ماحول خراب ہوتا ہے۔

اس وقت اہم اپوزیشن پارٹی بی جے پی نے بل کی مخالفت کی تھی۔ اس وقت کی بی جے پی ایم پی اوما بھارتی نے کہا تھا، '1947 میں مذہبی مقامات کے حوالے سے جوں کا توں برقرار رکھنا بلی کے لیے کبوتر کی آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔ اس کا مطلب آنے والی نسلوں کے لیے تناؤ سے گزرنا ہوگا۔'

پلیس آف ورشپ ایکٹ کے سیکشن تین میں کہا گیا ہے کہ مذہبی مقامات کو اسی طرح محفوظ رکھا جائے گا جیسے وہ 15 اگست 1947 کو تھے۔ ایکٹ کا سیکشن تین کسی بھی مذہبی فرقے کی عبادت گاہ کی مکمل یا جزوی تبدیلی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ یہی اس میں اس کی بھی صراحت موجود ہے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ موجودہ مذہبی مقام تاریخ میں کسی اور مذہبی مقام کو تباہ کر کے بنایا گیا تھا، تب بھی اس کی موجودہ شکل کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا جب کہ سیکشن 4(1) کے مطابق عبادت گاہوں کا مذہبی کردار 15 اگست 1947 کو 'ویسے ہی بنا رہے گا جیسا وہ وجود میں تھا۔'

ایکٹ کی دفعہ 4(2) میں کہا گیا ہے کہ 15 اگست 1947 کو موجود کسی بھی عبادت گاہ کے مذہبی کردار میں تبدیلی کے سلسلے میں کسی بھی عدالت میں زیر التواء کوئی مقدمہ یا قانونی کارروائی ختم ہو جائے گی اور کوئی نیا مقدمہ یا قانونی کارروائی شروع نہیں ہوگی۔

لیکن کہا جاتا ہے کہ طاقت اور اقتدار کے آگے قانون بھی بونا ہو جاتا ہے اور آج کل یہی ہو رہا ہے۔ بابری مسجد کے قضیہ کے بعد بنارس کی گیان واپی مسجد کو سیاسی رنگ دے کر پولرائزیشن کی سیاست کی جا رہی ہے اور اب پلیس آف ورشپ ایکٹ ہی عدالت میں چیلنج کر دیا گیا ہے۔ ایکٹ کو چیلنج کرنے والی کم از کم دو درخواستیں لکھنؤ میں واقع وشو بھدرا پجاری پروہت مہاسنگھ اور سناتن ویدک دھرم کے کچھ پیروکاروں اور بی جے پی لیڈر اشونی اپادھیائے کی طرف سے دائر کی گئی ہیں جو سپریم کورٹ میں زیر التوا ہیں۔ درخواست میں اپادھیائے نے کئی بنیادوں پر قانون کی قانونی حیثیت کو چیلنج کیا ہے، خاص طور پر یہ کہ یہ عدالت کے ذریعے ان کے مذہبی مقامات اور یاترا کو واپس حاصل کرنے کے حق سے انکار کرتا ہے۔ اس قانون کو اس بنیاد پر چیلنج کیا گیا ہے کہ یہ عدالتی نظر ثانی سے منع کرتا ہے جو کہ آئین کی بنیادی خصوصیت ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قانون ایک 'من مانی غیر معقول سابقہ تاریخ کا نفاذ' کرتا ہے اور ہندوؤں، جینوں، بدھسٹوں اور سکھوں کے مذہب کے حق کو مجروح کرتا ہے۔ عدالت نے

اپادھیائے کی درخواست پر مارچ 2021 میں نوٹس جاری کیا تھا، لیکن مرکز نے ابھی تک اپنا جواب داخل نہیں کیا ہے۔بی جے پی اور اس کی حلیف جماعتوں نے مذہب کی افیونی گولی کے سہارے ملک کے اکثریتی طبقہ کے ہوس و حواس غائب کر دیے ہیں، اس لیے لوگ روزگار، ترقی، معاشی واقتصادی مسائل اور بنیادی سہولیات کے مسائل سے اغماض برت کر صرف اس لیے طمانیت کا اظہار کر رہے ہیں کہ مُلّے ٹھوکے جا رہیں اور یہ تصور اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ مندر مسجد کے نام پر سیاست جاری رہے گی۔ یہ الگ بات ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں کوئی بڑی ویکنسی نہیں آئی ہے جس کے سبب ان کے یہاں بے روزگاری کی شرح بڑھتی جا رہی ہے اور حالات کچھ دنوں تک مزید برقرار ہیں گے کیوں کہ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ اور یہ ہاں یہ وقت مسلمانوں کے لیے بڑے نازک اور دوراندیشی سے فیصلے کرنے کا ہے کیوں کہ عجلت اور اشتعال بڑے مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ ❊❊❊

مندر مسجد تنازعہ اور تحفظ عبادت گاہ قانون

از: ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

بابری مسجد رام جنم بھومی تنازعہ نے سیاست اور ملک کا مزاج بدل دیا۔ سماجی تفریق اور فرقہ وارانہ نفرت نے دائیں بازو کی سیاسی جماعت کے لئے راہ ہموار کی۔ بابری مسجد کا تالا کھلنا اور رام مندر کے شلا نیاس، شلا پوجن ملک کے لئے ٹرننگ پوائنٹ ثابت ہوا۔ راجیو گاندھی کے اس اقدام پر واجپئی جی نے ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ ہندوتوا کا الزام ہم پر ہے اور کارڈ کانگریس کھیلے یہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ دن بعد ٹیلی ویژن پر رامائن سیریل نشر ہوا۔ یہ اتنا پسند کیا گیا کہ سیریل نشر ہونے کے وقت سڑکیں خالی ہو جاتی تھیں۔ اس کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے بی جے پی نے 1989 کے اپنے پالن پور اجلاس میں فیصلہ کیا کہ وہ رام مندر کے لئے لڑے گی۔ پارلیمنٹ میں اس کی دو سے 85 سیٹیں ہو گئیں۔ 1990 میں ایل کے اڈوانی نے رتھ یاترا نکالی۔ واضح رہے کہ 1983 میں وشو ہندو پریشد کی یاترا سے پہلے بابری مسجد رام جنم بھومی مقامی مسجد مندر کا مسئلہ تھا۔ جبکہ 1949 میں شرارت کرکے مسجد میں مورتیاں رکھی گئی تھیں۔ یہ مقدمہ ضلع عدالت میں زیر سماعت تھا۔ نچلی عدالت کے حکم سے نماز بند کرکے وہاں تالا لگا دیا گیا تھا۔ کانگریس لیڈران چاہتے تو یہ مسئلہ اسی وقت حل ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ التوا میں پڑا رہا اور 1992 میں لاکھوں لوگوں نے جمع ہو کر مسجد کو شہید کر دیا۔ مسجد مندر کا تنازعہ ہی بی جے پی کے لیے اقتدار حاصل کرنے کا ذریعہ بنا۔

مسلم فریقین کو شروع سے ہی عدالت کے فیصلے پر بھروسہ تھا لیکن ہندو فریق اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ بار بار بات چیت سے اس تنازعہ کو حل کرنے کی بات کی جا رہی تھی۔ مگر بات چیت کی جو بھی پہل کرتا وہ یہی کہتا کہ مسلمان بڑا دل کرکے، بڑے بھائی کے طور پر مسجد ہندو بھائیوں کے سپرد کر دیں۔ اس سے دست بردار ہو جائیں اس کے بعد کسی اور مسجد پر کوئی دعویٰ نہیں ہوگا۔ لیکن وشو ہندو پریشد نے ہمیشہ کہا کہ بابری مسجد تو جھانکی ہے، کانسی، متھرا باقی ہے۔ خیر 9 نومبر 2019 کو سپریم کورٹ کا حتمی فیصلہ آ گیا۔ فیصلہ آنے سے قبل آر ایس ایس نے بڑے پیمانے پر مسلم تنظیموں، اداروں اور شخصیات سے رابطہ قائم کیا تھا۔ آر ایس ایس کی جانب سے ایک ہی بات کہی گئی کہ عدالت کا جو بھی فیصلہ آئے اسے قبول کیا جائے۔ سپریم کورٹ نے اس مقدمہ کا انتہائی عجیب فیصلہ دیا۔ اس نے مانا کہ مسجد کسی مندر کو توڑ کر نہیں بنائی گئی۔ مسجد میں مورتیاں رکھنا اور مسجد کو منہدم کرنا غیر قانونی ہے۔ اس کے باوجود مسجد کی آراضی کو مندر کے حوالے کر دیا۔ اس فیصلہ پر سابق ججوں اور قانون کے ماہرین نے سخت تنقید کرتے ہوئے اسے مایوس کن بتایا۔

اس فیصلے پر وی ایچ پی کے دعویٰ کے برعکس وزیراعظم نریندر مودی نے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ماضی کی تلخیاں اب بھلا دینی چاہیے۔ ملک کو آگے بڑھانے کے لئے ہم سب کو مل کر مشترکہ جدوجہد کرنی چاہیے۔ یہی بات بی جے پی کی مینٹر آر ایس ایس کے صدر موہن بھاگوت نے بھی کہی کہ ہم کچھ تاریخی مجبوری، دباؤ کی وجہ سے اس تحریک میں شریک ہوئے تھے۔ اب وہ تحریک ختم ہو گئی ہے۔ آئندہ عوامی فلاح کے جو ہمارے کام ہیں ہم وہی کرتے رہیں گے۔ اس طرح کے کسی بھی آندولن میں اب ہم شرکت نہیں کریں گے۔ اس کے شروع ہوئی آر ایس ایس اور مسلمانوں کے درمیان ڈائلاگ کی بات۔ موہن بھاگوت نے علما اور دانشوروں سے ملاقات کی۔ اپنی ہر ملاقات کے دوران اپنے نظریہ کو وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ سنگھ کی جانب سے کہا گیا کہ وہ

مسلمانوں کا دشمن نہیں ہے۔ اس نے مسلمانوں کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا۔ مسلمانوں کے بغیر ہندو تو ادھورا ہے۔ موب لنچنگ کرنے والے ہندو نہیں ہیں۔ قانون اپنا کام کرے گا۔ تشدد چلنے والا نہیں ہے، تشدد میں یقین رکھنے والوں کے دن لد گئے۔ اس کا ماننا ہے کہ بھارت میں سبھی رہنے والوں کا ڈی این اے ایک ہے۔ عبادت کا طریقہ الگ ہو سکتا ہے مگر ہم سب ہندو ہیں۔ ہم سب کے بزرگ ہندو تھے وغیرہ وغیرہ۔ وہ موب لنچنگ، لو جہاد، مسلمانوں کے خلاف تشدد اور نفرت کی نہ مذمت کرتے ہیں اور نہ ہی اسے روکنے کا کوئی پیغام دیتے ہیں۔ ان کی ہر بات ذو معنٰی ہوتی ہے جس میں اپنے لوگوں کو کچھ اور دوسروں کو کچھ الگ تاثر دینا ہوتا ہے۔ بین السطور میں گھر واپسی سے لے کر مسلم شناخت ختم کرنے تک کی بات کرتے ہے۔ اس میں لباس سے لے کر مسجد، نماز، اذان، کھان پان اور رہن سہن تک شامل ہے۔

بابری مسجد رام جنم بھومی معاملہ کا فیصلہ آئے ابھی ڈھائی سال بھی نہیں گزرا کہ بی جے پی، آر ایس ایس اور اس کی ذیلی تنظیموں کے بول بدل گئے۔ جب کہ پلیس آف ورشپ (عبادت گاہیں) ایکٹ 1991 کی دفعہ 4 کی شق 2 میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ 15 اگست 1947 کو جس عبادت گاہ کی جو حیثیت تھی وہی برقرار رہے گی۔ 18 ستمبر 1991 کے قانون میں ہے کہ اس وقت جو مقدمے کسی بھی عدالت میں چل رہے ہیں وہ ختم کر دیئے جائیں گے اور یہ بھی ہے کہ کوئی بھی عدالت نئے مقدمات نہیں لے سکتا۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں بھی اس قانون کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اب ملک میں اس طرح کا کوئی تنازعہ کھڑا نہیں ہوگا۔ اس کے باوجود ملک بھر میں 27 مساجد کے خلاف مقدمات داخل کئے گئے۔ بنارس کی ضلع عدالت نے بھی گیان واپی کا مقدمہ منظور کیا، متھرا کی عدالت نے اور قطب مینار کیس کی سماعت کے لیے ساکیت کورٹ نے بھی منظور کیا ہے۔ عدالت نے 13 مئی کو قطب مینار میں موجود مغل مسجد میں اچانک نماز پر پابندی لگا دی۔ جب کہ وہاں آزادی کے بعد سے آج تک نماز نہیں روکی گئی تھی۔ اس وقت 1991 کے قانون کو بھی سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ چیلنج کرنے والا کوئی اور نہیں بی جے پی کا ایک عہدیدار ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ کسی بھی مقدمہ میں مسلمان پارٹی نہیں ہیں۔ مسلمانوں کی تنظیمیں، ادارے اور شخصیات صبر سے کام لینے، نئے مقدمات نہ ڈالنے، ٹیلی ویژن مباحثوں میں نہ جانے، سڑکوں پر نہ اترنے کا مشورہ دے رہی ہیں۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ گیان واپی مسجد کمیٹی کو ہی طاقت دی جائے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمان کریں تو کیا کریں۔

ملک میں مسجد کو مندر میں تبدیل کرنے کی یہ مہم کیوں شروع کی گئی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور سیاست سے سنیاس لے چکی اوما بھارتی کو کیوں آگے لایا گیا ہے۔ اوما بھارتی بابری مسجد رام جنم بھومی آندولن میں پیش پیش رہی ہیں۔ غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ 10 مارچ کو پانچ ریاستوں کے نتائج آنے کے بعد اس تحریک نے زور پکڑا ہے۔ 2022 کے آخر اور 2023 میں کئی ریاستوں میں انتخابات ہونے ہیں اور 2024 میں پارلیمنٹ کا چناؤ ہونا ہے۔ بی جے پی مرکز اور ریاستوں میں انتخابات جیتنا چاہتی ہے۔ وکاس کا جھنڈا اور نفرت کا ایجنڈا لے کر اقتدار میں آئی بی جے پی ہر فرنٹ پر ناکام ہو چکی ہے۔ ساری کوشش کے باوجود اسے 27 سے 30 فیصد ووٹ ہی مل پا رہے ہیں۔ اسے اکثریتی ووٹ حاصل نہیں ہو پا رہا ہے۔ اسی مجبوری کے تحت این ڈی اے کی حلیف جماعتوں کو اسے اپنے ساتھ رکھنا پڑ رہا ہے۔ اس کی ساتھی جماعتیں جہاں خود الیکشن نہیں لڑتیں وہاں وہ اپنا ووٹ بی جے پی کو منتقل کرتی ہیں۔ 27 ستمبر 2025 کو آر ایس ایس کے سو سال پورے ہو جائیں گے۔ مرکز اور ریاستوں کے اقتدار پر قابض ہو کر حکومت کی طاقت کے ذریعہ ممکن ہے آر ایس ایس کے (ہندو راشٹر کا) خواب سالگرہ پر شرمندہ تعبیر کیا جائے۔ انتظار کیجئے یہ آنے والا وقت بتائے گا۔

موجودہ حالات اس طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ کیوں کہ آج کوئی ایسا فورم موجود نہیں ہے جہاں مہنگائی، بے روزگاری، گرتی معیشت، خراب ہوتے کاروبار، صحت اور تعلیم کے سوال اٹھائے جا سکیں۔ بات چیت، بحث و مباحثہ مندر اور مسجد پر ہو رہا ہے۔ کمیونٹیز، سول سوسائٹی کے درمیان دوری پیدا کرنے والے ایشوز کو اٹھایا جا رہا ہے۔ طبقات کے بیچ غصہ پیدا ہو رہا ہے جسے بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ملک کا مستقبل خیر سگالی میں پوشیدہ ہے علیحدگی پسندی میں نہیں۔ جو لوگ تفریق پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ملک کے اصل دشمن ہیں انہیں پہچاننے کی ضرورت ہے۔ ملک اس کا آئین اور جمہوری نظام کو بچانے کی ذمہ داری عوام کی ہے۔ انہیں عبادت گاہوں کے مسئلہ کو مسجد مندر کے مسئلہ کے طور پر دیکھنا ہوگا نہ کہ ہندو مسلمان کے طور پر۔ فیصلہ عبادت گاہوں کے قانون 1991 کے مطابق لیا جائے کیونکہ اسی میں سب کا بھلا ہے۔ اس وقت جو ٹکراؤ کی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہو سکتا ہے اس میں سیاستدانوں کا فائدہ ہو مگر اصل نقصان تو ملک اور عوام کا ہی ہوگا۔

چراغِ خانہ

خواتین اور محافل میلاد النبی ﷺ

ڈاکٹر فیض احمد چشتی

عورتوں کی محافل میلاد میں شرکت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک یہ کہ ایک ہی محفل میلاد میں خواتین کے لئے پردے کا علیحدہ انتظام ہوتا ہے ایسی محافل در حقیقت مردوں ہی کے لئے ہوتی ہیں تاہم پردے کا اہتمام کر کے عورتوں کو بھی شرکت کا موقع دیا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

(1)-واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سُنی صحیح العقیدہ ہو۔

(2)-اس کا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو۔

(3)-جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو۔

(4)-کوئی احتمال فتنہ نہ ہو۔

(5)-مجلس رجال سے ان کی نشست دور ہو تو حرج نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 239)

یعنی ایسی محافل میلاد میں شرکت کے لئے مذکورہ بالا شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ عوتوں کو ایسی محافل میں جانے کی اجازت نہیں۔ جہاں مرد و زن میں بے پردگی کا اندیشہ ہو۔ خواہ وہ محافل میلاد ہو یا اس قسم کی دیگر محافل عرس و گیارہویں شریف۔

امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر سُنائی دیتی ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب میں لکھا کہ:

”ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ عورت کی خوش الحانی کو اجنبی سے محل فتنہ ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ)

ایسے ہی ایک اور سوال کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا:

”عورتوں کا اس طرح (مولود شریف) پڑھنا کہ ان کی آواز نامحرم سُنیں، باعثِ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔“

دیگر مجالس کی طرح محافل میلاد میں شرکت تب ہی جائز ہے جب اس میں خلافِ شرع امور کا ارتکاب نہ ہو اگر وہ شرعی احکام کی خلاف ورزی اور ناپسندیدہ بدعات سے پاک نہ ہو تو اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 133)

اور جب مجلس میلاد منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو تو اس میں شرکت کرنا عظیم سعادت ہے۔

اگر محافل میلاد منکرات شرعیہ سے پاک ہوں اور ان میں آداب کا لحاظ رکھا گیا ہو تو ایسی محافل موجب برکت اور ان میں شرکت ذریعہ سعادت ہے اور اگر ان میں امور مکروہہ کا ارتکاب ہو تو وہ موجب خسارہ اور ان میں شرکت باعث ہلاکت ہوتی ہے۔

ہم سب کے لیے ضروری ہے اس موقع (میلاد النبی) پر ایسی محافل کے انعقاد کو فروغ دیں جن میں آداب کو لحاظ رکھا گیا ہو اور وہ ہر قسم کی منکرات شرعیہ، اور خرافات سے پاک ہوں صرف اسی صورت میں ان محافل کو عوام الناس کے لیے مفید سے مفید تر بنایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ ”:

اگر کوئی مجلس فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو اور نہ ہی اس میں وہ افعال کے ے جائیں جو مقاصد کے مختلف ہونے یا حالات کے بدلنے سے حسن و قبیح میں مختلف ہو جائیں مثلاً سماعِ مجروہ (بغیر مزامیر کے قوالی) اور نہ ہی ایسی باتیں ہوں جو دقت اور گہرائی کی وجہ سے ناقص فہم لوگوں کے لئے فتنہ کا باعث بنیں جیسے وحدت الوجود کے دقیق مسائل اور تصوف کے مشکل دقائق یعنی وہ مجلس خال اور مال ہر لحاظ سے تمام تر منکرات اور فتنوں سے خالی ہو تو اس میں عموم اذن (اجازت عام ہونا) اور شمول دعوت (دعوت میں شامل ہونا) میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ و پند میں شرعی حدود کی پابندی جس قدر عام (اور زیادہ ہوگی) اسی قدر یہ مجلس نفع کے لحاظ سے تام (کامل اور مفید تر) ہوگی۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 147-148) ▪▪▪

چراغِ خانہ

جشن عید میلاد النبی کیسے منائیں

محمد احمد حسن سعدی

ماہ ربیع الاول کو سال کے تمام مہینوں میں نمایاں حیثیت حاصل ہے، اس ماہ مبارک کی بارہ تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے محبوب حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ کفر و شرک اور جہالت وگمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیرے کو دور فرماکر دنیا کو نو رایمان سے منور فرمادیا، آپ دنیا میں تشریف لائے اور ہر قسم کے ظلم وستم کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ فرمادیا، بیٹیوں، عورتوں اور یتیم بچوں کے لیے رحمت ثابت ہوئے اور پوری دنیا کو صلہ رحمی، باہم محبت ومودت اور اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ رہنے کا درس عطا فرمایا۔

تو اس نبی کی ولادت کے دن کو اور اس مہینے کو بابرکت سمجھنا اور اسے خوشی کے طور پر منانا، یہ ہم میں سے ہر ایک کا اخلاقی فریضہ ہے، لہٰذا ہمیں اس مبارک دن کو اعلی پیمانے پر منانا چاہیے اور حضور ﷺ کی پیدائش کے موقع پر پوری دنیا کو امن وآشتی، محبت و مودت اور بھائی چارگی کا پیغام دینا چاہیے۔

لیکن یہ ایک بڑا سوال ہے کہ ہم اس عظیم دن کو کیسے منائیں ؟

ہمارے مسلم معاشرے میں یوم ولادت کے موقع پر جلوس تو بڑی دھوم دھام سے نکالے جاتے ہیں، جو کہ محبت کے اظہار کا ایک نمایاں طریقہ ہے، لیکن ان جلوسوں میں ہمارے نوجوان لڑکوں کی غیر شرعی حرکتوں کو دیکھ کر ایسا بالکل بھی نہیں لگتا کہ وہ جلوس محمدی میں شرکت کی سعادتیں حاصل کر رہے ہیں بلکہ ان کی اچھل کود اور نازیبہ حرکتوں سے قوم مسلم کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

اپنی عبادتوں میں اضافہ کریں :

یوم ولادت کی اپنی الگ برکتیں ہیں، اسی لیے ہمیں چاہیے کہ ہم روزانہ کی عبادتوں کے مقابلے اس مہینے اور خاص اس دن عبادت میں کافی اضافہ کرلیں، حدیثوں سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ حضور ﷺ کے معمول میں سے تھا کہ وہ ہفتے میں ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے، جب صحابہ کرام نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن سے میرے اوپر وحی نازل ہوئی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصیام، 368/1)

اس حدیث پاک سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں، پہلی یہ کہ حضور ﷺ نے اپنی پیدائش کو یادگار کے طور پر منایا اور اس یادگار کو باقی رکھنے کے لیے پیر کے دن آپ خود روزہ رکھتے تھے، اس سے ہمیں آپ کی پیدائش کے دن خوشی منانے کا ثبوت ملتا ہے کہ پیر کا دن ہفتے میں ایک بار آتا ہے تو جب ہم آپ کی پیدائش کی خوشی ہر ہفتے روزہ رکھ کر منا سکتے ہیں، تو سال میں ایک بار تو بدرجہ اولیٰ منا سکتے ہیں۔ دوسری چیز یہ کہ پیر کا دن تو سال میں کم از کم 52/ بار آتا ہے جب کہ 12/ ربیع الاول شریف کی تاریخ تو سال میں ایک ہی بار تشریف لاتی ہے اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں میلاد پڑھنے اور پڑھانے والے اور بارھویں شریف منانے والوں کو چاہیے کہ وہ ان سب کے ساتھ ساتھ حضور کی پیدائش کے دن روزوں کا بھی اہتمام کریں اور صرف سال میں ایک بار کی کیا تخصیص، محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ہر ہفتے پیر کے دن روزے رکھیں جائیں، اور صحابہ کرام بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ بارہویں شریف کے دن ہمیں کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کا اہتمام کرنا چاہیے۔

محفل میلاد منعقد کریں:

بارہویں شریف کے دن ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں میں محفل میلاد منعقد کریں، اور اس میں اپنے گھر والوں، بچوں، بڑوں، اور عورتوں کو لے کر بیٹھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کو پڑھ کر اپنے بچوں کو بھی سنائیں تاکہ ہمارے بچے نبی پاک ﷺ کی سیرت مبارکہ کو جانیں، اس سے بچوں کے دلوں میں نبی پاک ﷺ کی محبت بیٹھے گی اور یہ محبت ان کے بہتر اور کامیاب مستقبل کا سبب بنے گی۔ معاشرے میں ایسے نوجوانوں سے بھی

ملاقات ہوتی ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ کی سیرت کے بنیادی اور اہم پہلوؤں سے بھی نا آشنا ہوتے ہیں۔ بعض کو تو نبی پاک ﷺ کے والدین کے ناموں تک کا علم نہیں ہوتا۔ ہجرت اور غزوات کا معنی، صحابی کس کو کہتے ہیں، اور ان میں خصوصاً خلفائے راشدین کے نام تک نہیں جانتے ہیں، ایسے ہی نوجوان جلوس اور جلسوں میں خوب آگے آگے رہتے ہیں اور سیکھتے کچھ نہیں۔ یہ بہت ہی افسوس کا مقام ہے کہ نوجوان طبقہ نبی پاک کی سیرت کے اہم، بنیادی پہلوؤں سے ناواقف ہے۔ ساتھ ہی دوسرے اسلامی احکامات سے بھی دور ہوتا جا رہا ہے، جس سے وہ طرح طرح کی برائیوں میں ملوث ہورہا ہے، لہٰذا نئی نسل کو دین سے قریب کرنے کے لیے سب سے پہلے ان کے دلوں میں حضور ﷺ کی محبت پیدا کرنی ہوگی، اور اس کا سب سے آسان طریقہ ہے کہ انھیں بچپن ہی سے میلاد کی محفلوں اور دیگر اسلامی تقریبات میں لے جایا جائے اور ایسی محفلیں منعقد کرنے کی ترغیب بھی دی جائے۔ اس کی طرف ہمیں بہت توجہ دینی چاہیے۔

اپنے ظاہر وباطن کو سجائیں:

انسان کو جب کوئی خوشی ملتی ہے یا کوئی خوشی کا موقع آتا ہے تو انسان عام طور سے اپنے گھروں کو سجاتا ہے۔ صفائی ستھرائی کا اہتمام کرتا ہے۔ اس خوشی کے دن کو کسی الگ انداز میں منانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مرد مومن کے لیے بارہویں شریف سے بڑی خوشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس میں محسن انسانیت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہمیں بھی اس عظیم خوشی کا اظہار اپنے گھروں کی سجاوٹ سے کرنا چاہیے، اپنی گلیوں اور محلوں کو حضور کی آمد کی خوشی میں سجانا چاہیے اور اپنے گھروں کی چھتوں پر جشن عید میلاد النبی کا جھنڈا لگانا چاہیے۔ اور اس سجاوٹ سے ذرا آگے بڑھ کر ہمیں اپنے اخلاق وکردار کو بھی نبی پاک ﷺ کی سیرت کی پیاری پیاری تعلیمات سے سجانا چاہیے تاکہ ہمارا گھر بھی روشن ہو اور ہمارے اخلاق وکردار بھی روشن ہوں۔ کیوں کہ مذہب اسلام ظاہر سے باطن کی سجاوٹ اور باطن کو پاک وصاف کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ جب باطن صاف اور روشن ہوگا تو اس روشنی سے آخرت کی راہیں روشن ہوں گی۔ اس دنیا کے بعد کی زندگی روشن ہوگی۔

جلوس محمدی ﷺ نکالیں:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے موقع پر جلوس نکالنا، درود وسلام اور نعت پاک پڑھتے ہوئے گلیوں اور سڑکوں پر گھومنا، محبت اور خوشی کے اظہار کا طریقہ ہے، اس میں شریعت کی طرف سے کوئی قباحت نہیں، جب تک کوئی خلاف شرع کام انجام نہ دیا جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے اپنے محلوں میں جلوس محمدی ﷺ نکالیں، اور اس میں آپ پر درود وسلام اور نعت پاک وغیرہ پڑھتے ہوئے، گلیوں میں گشت کریں، لیکن یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر خوشی منانا اور اس خوشی کا اظہار کرنا ہر اس طریقے سے جائز ہے، جو شریعت اور اسلامی تہذیب کے مطابق ہو، لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے یہاں جلوس وغیرہ میں غیر اسلامی چیزیں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہیں، ڈول باجے، اور ڈی جے وغیرہ کے استعمال میں دن بہ دن اضافہ ہورہا ہے اور جس طریقے سے جلوسوں میں آج اچھل کود، مستی مذاق کیا جاتا ہے، اسے دیکھ کر ایسا بالکل بھی نہیں لگتا کہ یہ جلوس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں نکالا گیا ہے، لہٰذا ہمیں اپنے جلوسوں کو اور مہذب بنانا ہوگا، اپنے جلوسوں میں ہر اس قسم کی تمام حرکتوں پر کنٹرول کرنا ہوگا، بلکہ جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام تو یہ ہے کہ ہمارے جلوس میں حاضر ہونے والا ہر ایک فرد باوضو ہوکر آئے کہ اس کے دل میں حضور کی محبت انگڑائیاں لے رہی ہوں اور اس کی زبان پر درود وسلام کے نذرانے اور نعت پاک کے نغمات ہوں، اس وقت کہیں ہمارے جلوس کامیاب ہوتے نظر آئیں گے۔

جلوس میں کھانے کی بے حرمتی نہ کریں:

آج کل کے جلوسوں میں کھانے پینے کی چیزیں لٹائی جاتی ہیں، کچھ ہاتھوں میں آتی ہیں، کچھ زمین پر گر جاتی ہیں، حتی کہ بعض پیروں کے نیچے اور کچھ نالیوں میں گر کر ضائع ہوجاتی ہیں، بارہویں شریف کے موقع پر مٹھائی اور دوسری چیزوں کا لنگر چلانا یقیناً باعث اجر وثواب ہے لیکن اسے اس طرح لٹانا، یہ اللہ کی نعمت کی بے حرمتی ہے، اور ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں دنیا کی ہر چیز کا حساب دینا ہے، لہٰذا ہمیں اس طرح چیزوں کو ضائع کرنے سے بچنا چاہیے، بلکہ کھانے کی چیزیں لوگوں کے ہاتھوں

میں دیں، یہ طریقہ درست ہے اور باعث اجر وثواب ہے۔

بعض جگہوں پر جلوس نکلتے وقت گاؤں، محلوں کی بچیاں اور عورتیں بے پردہ سڑکوں پر آجاتی ہیں، جوکہ بعض دفعہ فتنوں کا سبب بن جاتا ہے، لہٰذا ہماری خواتین کو اس سے بچنا چاہیے کہ پردہ اسلام کا بہت بڑا شعار ہے اور اسلام نے ہر حال میں پردے کے اہتمام کا حکم دیا ہے، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں اور اگر نکلنا ضروری ہے تو باپردہ نکلیں، اسلام کسی بھی صورت میں بے پردگی کی اجازت نہیں دیتا۔

کتابیں تقسیم کرنا :

نبی پاک ﷺ کی ولادت منانے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کی سیرت پر کتابیں لوگوں میں تقسیم کریں۔ اسلامی تعلیمات پر مشتمل پتلے پتلے رسائل لوگوں میں تقسیم کیے جائیں تاکہ ہر کوئی اسے باآسانی پڑھ سکے اور اس سے زیادہ زیادہ اسلامی تعلیمات کا فروغ ہو۔ اگر غور کیا جائے تو نبی پاک کی ولادت کی خوشی منانے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ یہ زیادہ موثر اور دیرپا ہے۔

لنگر، کھانے وغیرہ کا فائدہ تووقتی ہوتا ہے، اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن اگر کتابوں اور پمفلٹ کے ذریعے اسلامی تعلیمات عام کیے جائیں تو اس کا زیادہ اثر ہوگا اور جتنے پیسے جلسے، جلوس اور دیگر کاموں میں خرچ کیے جاتے ہیں اگر ان میں سے تھوڑا بھی بچا کر دینی اسلامی لٹریچر کی طرف خرچ کیا جائے تو بڑا فائدہ ہوسکتا ہے۔ نام ونمود اور نمائش والے کاموں میں لوگ بڑی بڑی رقمیں لگا دیتے ہیں۔ لیکن اس جیسے اہم کاموں میں بہت کم لوگ خرچ کرپاتے ہیں یا اس طرف ان کی رہنمائی نہیں ہوتی، اگر ایسے نیک اور مفید کاموں کی طرف ان کی توجہ دلائی جائے تووہ ضرور ایسے کاموں میں حصہ لے کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں گے۔ بس ضرورت ہے کہ لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا جائے۔ اگر ہم نے ان طریقوں پر نبی پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی منائی تو ہم دونوں جہان میں فائدے میں رہیں گے۔ اللہ پاک ہمیں حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

■■■

(ص:14 کا بقیہ)... کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں، راوی کہتے ہیں آپ کا کلام پورا ہوتے ہی پہاڑوں کی مثل بادل اٹھنے لگے"۔ (احیاء العلوم جلد اول)

بعض حضرات یہ شکوہ کرتے ہیں کہ برسوں سے ہم بارگاہ الٰہی میں دعائیں کررہے ہیں، مگر آج تک ہماری ایک بھی دعا باب اجابت تک نہیں پہونچی۔ یہاں پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ قدرت کے خزانے میں کسی چیز کی کوئی کمی نہیں ہے، مگر وہ حکیم ہے، کبھی کسی مصلحت کی بنا پر دعا فوراً قبول نہیں فرماتا۔ دعا کی عدم قبولیت کے اسباب میں یہ بھی ہے کہ جب بندہ خورد ونوش میں حرام کی آمیزش کی پرواہ نہیں کرتا، تو ایسے کی زبان سے تاثیر کھینچ لی جاتی ہے، پھر وہ کتنے ہی گریہ وزاری سے دعا مانگے، بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتی۔ مسلم شریف کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک شخص طویل سفر کرے، بال اُلجھے، کپڑے گرد میں اٹے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلائے اور یارب! یارب! کہے اور اس کا کھانا حرام سے اور پینا حرام سے اور پہننا حرام سے اور پرورش پائی حرام سے، تو اس کی دعا کہاں قبول ہو"۔

معجم الاوسط کی حدیث شریف ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اے سعد! اپنی غذا پاک کرلو مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! بندہ حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس کے چالیس دن کے عمل قبول نہیں ہوتے، اور جس بندہ کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو اس کے لیے آگ زیادہ بہتر ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کریمہ سے صاف واضح ہے کہ دعا کی قبولیت میں رزق حلال کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن واحادیث اور تفسیر میں جن شرائط کی پابندی کے ساتھ دعا مانگنے کا حکم فرمایا گیا، اگر اسی کے عین مطابق دعا مانگی جائے تو دعائیں مقبول ہوں گی۔ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوں تو نتیجہ بھی برعکس ہوگا۔ وہ دعا جس کے ابتدا وانتہا میں درود شریف پڑھے جائیں ایسی دعا بہت جلد مقبول ہوتی ہے۔ ■■■

گوشۂ ادب

اردو زبان وادب کے فروغ میں
جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا کردار

ثاقب قمری مصباحی

اردو زبان اپنی لطافت و حلاوت اور شیرینی و شگفتگی کے باعث روز اول سے ہی مقبول عوام وخواص رہی ہے۔ دنیا کی دیگر ترقی یافتہ زبانوں کی طرح یہ بھی ایک عالمگیر وسیلہ اظہار ہے۔ اس کی ہمہ گیری نے نہ صرف عوام الناس کو اپنی اثر انگیزی کے تابع کیا ہے؛ بلکہ سلاطین و امرا کے دواوین تک میں اپنی انفرادی سحر کاری کی آواز پہنچائی ہے۔ مزید برآں یہ کہ بے شمار علما و فضلا اور صوفی سنتوں نے اس کے ذریعے اپنے مذہب و مسلک کی تبلیغ و اشاعت کی ہے۔ زمانہ قدیم سے لے کر آج تک اس نے بلا تفریق مذہب و ملت ہر ایک کی تہذیبی روایات کا خیال رکھا ہے اور عالم نطق کے ہر فرد کی اظہاری ضرورت پوری کی ہے۔ اردو زبان و ادب کی مقبولیت دن بدن اس لیے بھی بڑھی کیونکہ اس کی فطرت میں اخلاص و صداقت، اخوت و مروت، تہذیب و ثقافت، اخلاق و کردار، امن و امان، باہمی ہمدردی اور جذبات واحساسات کے تحفظاتی عناصر بدرجہ اتم موجود تھے۔ اردو کی تنوعاتی جاذبیت کا اعجاز ہی کہیے کہ سترہویں صدی کے جن فارسی شعرا نے فنی وشعری بیانات کے لیے اسے ناکافی سمجھتے ہوئے ریختہ یعنی گری پڑی زبان کہا تھا اُن کو بھی چار و ناچار بعد میں اس انقلاب آفریں زبان کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔

اردو کے فروغ و استحکام اور اس کی ترویج و اشاعت میں مدارسِ اسلامیہ کا کلیدی کردار رہا ہے۔ ہر چند کہ ان اداروں کا قیام بنیادی طور پر دینی و شرعی مقاصد کے پیش نظر عمل میں لایا گیا تھا اور خالص انھیں امور سے متعلق کتب ومضامین کا نصابی ڈھانچہ تیار کیا گیا تھا لیکن عربی فارسی انگریزی اور دیگر زبانوں پر مشتمل کتابوں کے افہام و تفہیم اور تعلیم و تعلم کے لیے اسی زبان کو وسیلۂ اظہار بنایا گیا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ملکی سطح پر یہ زبان سکّہ رائج الوقت ہو گئی بلکہ غیر ممالک کے طلبہ کو بھی اس کا سیکھنا ناگزیر ہو گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بین الاقوامی منظرنامے پر اس کی لسانیاتی جمالیات کا ستارۂ اقبال چمکنے لگا۔ اردو کو اس شہپر سے لیس کرنے میں مدارس اسلامیہ اس لیے بھی اہم ہیں کہ من وجہ انھوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے اس زبان کو نہ صرف عوام سے جوڑا بلکہ ہر خاص وعام پر اس کی نفاست و شائستگی کو آفتاب نصف النہار کر دیا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور علمی و ادبی خدمات کے حوالے سے بر صغیر میں محتاج تعارف نہیں۔ دینی مسائل و مباحث کی تفہیم کے لیے جہاں اس نے قرآن واحادیث، فقہ وتفسیر، منطق وفلسفہ، تاریخ و جغرافیہ اور حکمت وبلاغت کی ترویج وتشہیر میں نمایاں کردار ادا کیا ہے؛ وہیں اردو لسانیات و ادبیات کے فروغ کا بھی بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کی آغوش تربیت نے ایسے ایسے منفرد المثال جیالوں کی پرورش وپرداخت کی ہے کہ ان کی ادبی قدامت و رفعت کو اساطینِ علم و ادب نے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ یہاں کی فضاؤں میں زبان و بیان کی عطر بیزیاں اس طور پر رچی بسی ہیں کہ ہر آنے والے کا مشامِ ذوق معطر و مطہر ہو جاتا ہے۔ یہ محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے؛ جس کی صداقت پر مجھ سمیت ایک زمانہ شاہد عدل ہے۔

ڈاکٹر شکیل اعظمی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے قدیم ادبی احوال کی بابت ماہنامہ جامِ نور کے ایک انٹرویو میں ارشاد فرماتے ہیں :

میری طالب علمی کے دوران جامعہ اشرفیہ کا علمی و ادبی ماحول بڑا ہی معیاری اور دلچسپ تھا۔ درسیات کے علاوہ طلبا کو شعر و ادب سے بھی کافی دلچسپی تھی۔ مشقی جلسوں کے علاوہ بزم شعر وسخن کا بھی انعقاد ہوا کرتا تھا؛ جس میں اپنے طرحی وغیر طرحی کلام کے ساتھ طلبا بڑے ذوق وشوق سے شریک ہوا کرتے تھے۔ لفظوں کی صحت اور تذکیر و تانیث کی تحقیق ہوتی تھی اور ان کے غلط استعمال پر سخت گرفت ہوتی تھی۔ کبھی کسی لفظ کی صحت و عدم صحت میں اختلاف ہونے پر

qamrisaqib@gmail.com

مستند مشاہیرِ علم وادب سے رجوع کیا جاتا تھا۔ [1]

ایسا ہرگز نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے محولہ اقتباسات محض انھیں کے تعلیمی عہد سے متعلق ہیں، بلکہ ان کے بعد سے لے کر اب تک اشرفیہ کی لسانی سرگرمیوں اور ادبی کارگزاریوں میں کسی قسم کی سست رفتاری نہیں دیکھی گئی۔ آج بھی یہاں کے طلبا میں شعروادب، زبان و بیان اور تحریر وتصنیف کا انتہائی شائستہ اور ستھرا ذوق پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہ بہ ماہ یہاں کے در و دیوار پر درجنوں جداریے چسپاں کیے جاتے ہیں؛ جن میں مختلف النوع عناوین پر مشتمل انتہائی وقیع اور تحقیقی مضامین ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہاں مختلف مواقع پر تحریری و تقریری مسابقے بھی انعقاد پذیر ہوتے رہتے ہیں؛ جن میں سینکڑوں بچے اپنے اپنے مطابق حصہ لیتے ہیں اور اردو زبان و ادب سے متعلق اپنی تحریری وتقریری لیاقت کی افزائش کرتے ہیں۔

یہاں کے طلبا نے تنظیمی اور تحریکی سطح پر بھی گلشنِ اردوادب کی آبیاری کی ہے۔ اشرفیہ کے قیام سے اب تک کا تنظیمی ریکارڈ دیکھا جائے تو بہارِ ادب، آئینۂ خوش رنگ، جہاں نما، پیغامِ اسلام اور دبستانِ فکر ونظر جیسی متعدّد علمی اور ادبی تنظیمیں یہاں سرگرمِ عمل رہی ہیں؛ جن کے توسط سے طلبا کے لسانیاتی اور جمالیاتی ذوق کی نمویابی کا انتہائی قابلِ قدر انتظام کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں سے بیشتر تنظیموں کی اپنی ایک الگ لائبریری ہوتی ہے، جس میں طلبہ کی ضرورت کی سیکڑوں عربی اور اردو کتابیں رہتی ہیں۔ یہ تنظیمیں جہاں طلبہ کی فکری وفنی پرواز میں معاون اور مؤثر ثابت ہوتی ہیں؛ وہیں ان کے ذریعے بے شمار فرزندانِ اشرفیہ زبان وبیان کے دقیق مسائل پر قدرت حاصل کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ان تمام تنظیموں کی سرگرمیاں خالص اردو لسانیات وادبیات سے متعلق ہوتی ہیں تو اس حوالے سے بھی زبان اردو کا فروغ بدیہی امر ہے۔

فرزندانِ اشرفیہ نے جہاں تنظیم و تحریک کے ذریعے اُردو زبان و ادب کی خدمات کا فریضہ انجام دیا ہے؛ وہیں اُن کی صحافتی کار گزاریوں کی بھی ایک لمبی روداد ہے۔ یہاں کے طلبا کا مجموعی صحافتی مزاج سمجھنا ہو تو ملک و بیرون ملک سے شائع ہونے والے رسائل و جرائد کا ادارتی ریکارڈ ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم یہاں چند ایسے اُردو رسائل و جرائد اور اخبارات کے اسما بیان کر رہے ہیں؛ جن کی ادارت براہ راست یا بالواسطہ مصباحی حضرات نے کی ہے۔

ماہ نامہ اشرفیہ، مبارک پور [مولانا مبارک حسین مصباحی] ماہ نامہ اسلام، بنارس [مولانا قاری محمد عثمان اعظمی]، پندرہ روزہ جام کوثر، کلکتہ، ہفت روزہ رفاقت، پٹنہ اور ماہ نامہ جام نور، کلکتہ [رئیس القلم علامہ ارشد القادری]، ماہ نامہ فیض الرسول، براؤں شریف [مولانا صابر القادری نسیم بستوی، مولانا محمد احمد مصباحی مبارک پوری] ماہ نامہ المیزان، بمبئی [مولانا سید محمد جیلانی مصباحی کچھوچھوی]، ماہ نامہ نمائندہ [ڈاکٹر سید شمیم گوہر مصباحی]، پندرہ روزہ شان ملت، پٹنہ [مولانا قاری محمد عثمان اعظمی]، پندرہ روزہ ریاض عقیدت، جالون [مولانا اسلم بستوی مصباحی] سال نامہ المصباح، مبارک پور [مولانا سید اصغر امام قادری] سہ ماہی کوثر، مبارک پور [مولانا نوشاد عالم مصباحی] ماہ نامہ رضائے مصطفی، بریلی شریف [مولانا محمد حنیف رضوی]، ماہ نامہ جام شہود، کلکتہ [مولانا سید رکن الدین اصدق مصباحی] ماہ نامہ حجاز جدید، لندن [مولانا قمر الزماں اعظمی]، ماہ نامہ حجاز جدید، دہلی [مولانا یسین اختر مصباحی] سہ ماہی امجدیہ، گھوسی [علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری] ماہنامہ کنز الایمان، دہلی [ظفر الدین برکاتی] ماہنامہ سنی دعوتِ اسلامی، ممبئی [مولانا زبیر احمد مصباحی] ماہنامہ اہلِ سنت، جمدا شاہی [مولانا فروغ احمد اعظمی] ماہنامہ سیارگاں [ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی] ہفت روزہ مسلم ٹائمز، ممبئی [مولانا مقبول احمد مصباحی] راشٹریہ سہارا، دہلی [نائب مدیر مولانا افضل مصباحی] [2]

تحریری زاویے سے اردو زبان وادب کے فروغ کی بات کی جائے تو جامعہ اشرفیہ سے ہر سال درجنوں کتابیں اور سیکڑوں مضامین ومقالات منصۂ شہود پر آتے ہیں۔ عربی فارسی اور انگریزی کی نادر و نایاب کتب و رسائل کی ترجمہ نگاری کا کام بھی یہاں انتہائی شدومد کے ساتھ ہوتا چلا آرہا ہے۔ علاوہ ازیں اردو کو دور دراز علاقوں تک پہنچانے میں یہاں کے "ماہنامہ اشرفیہ" کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ حافظ ملت کی مساعی جمیلہ سے فروری 1976 عیسوی میں اس کا اجرا عمل میں آیا اور اس کے اولین مدیر مولانا بدر القادری مصباحی منتخب ہوئے۔ ہر چند کے اس رسالے کا اساسی منشور قوم وملت کی صلاح وفلاح اور دین اسلام کے ضروری اصول واحکام کی ترسیل و ترویج تھا؛ تاہم اس کے اجرا کا ضمنی مقصود اردو زبان و ادب کا

فروغ اور اس سے متعلق تہذیبی و علمی اثاثوں کے تحفظ کو یقینی بنانا بھی تھا۔ ابتداً یہ رسالہ 42 صفحات پر مشتمل ہوتا تھا لیکن مولانا مبارک صاحب کی ادارت کے بعد اس کی ضخامت بڑھ گئی اور یہ 56 صفحات پر محیط ہونے لگا۔ برصغیر سے شائع ہونے والے رسائل میں اس کا علمی و ادبی معیار احسن وارفع ہے۔ اس رسالے نے اردو زبان وادب کے طلبہ میں لکھنے کا ایسا جنون خیز مذاق پیدا کیا کہ چند سالوں میں دیکھتے ہی دیکھتے یہاں محرروں اور مصنفوں کا ایک رواں دواں قافلہ تیار ہو گیا۔ ماہنامہ اشرفیہ کی اشاعت ہنوز جاری ہے اور آگے بھی ان شاء اللہ العزیز جاری رہے گی۔

اردو زبان و ادب کے فروغ میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی "امام احمد رضا لائبریری" کا بھی قابل قدر حصہ ہے۔ پہلے یہ لائبریری سینٹرل بلڈنگ کے اوپر درمیانی ہال میں آباد تھی؛ تاہم جب "عزیز المساجد" کی بائیں جانب اس کے لیے مستقل عمارت تیار ہوئی تو تمام کتابیں وہیں منتقل کر دی گئیں اور 25 رجب المرجب 1425ھ مطابق 11 ستمبر 2004ء بروز شنبہ معروف فکشن نگار سید محمد اشرف برکاتی مارہروی کے ہاتھوں اس لائبریری کا افتتاح ہوا۔ اس لائبریری کے دو حصے ہیں جنوبی حصہ درسی و نصابی کتابوں کے لیے مخصوص ہے۔ جبکہ شمالی حصے میں غیر درسی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ فی الحال اس لائبریری میں مختلف علوم و فنون کی پچاس ہزار سے زائد کتابیں موجود ہیں؛ جن میں اردو زبان وادب سے متعلق کتب و رسائل اور مقالات و مخطوطات کی ایک اچھی خاصی تعداد ہے۔

اردو زبان کی نشر و اشاعت میں امام احمد رضا لائبریری کے علاوہ "اشرفی دار المطالعہ" کا نام بھی کافی اہم ہے۔ طلبہ اشرفیہ کی جانب سے 1935 عیسوی میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ ابتداءً اشرفیہ کی قدیم عمارت کے ایک کمرے میں یہ دار المطالعہ تھا؛ تاہم 1987 عیسوی کے آس پاس اسے جامعہ اشرفیہ کے احاطے میں منتقل کر دیا گیا؛ جہاں آج بھی یہ موجود ہے۔ روز قیام سے اب تک سینکڑوں ہزاروں تشنگان علم و ادب نے اس لائبریری سے اپنی مطالعاتی تشنگی بجھائی ہے۔ اس دار المطالعہ میں بھی اردو لسانیات و ادبیات سے متعلق کتب و رسائل کا ایک معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔

زیر بحث عنوان کے حوالے سے یہاں کے شعبہ کمپیوٹر کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ "حافظ ملت انسٹی ٹیوٹ آف کمپیوٹر سائنس" نامی یہ شعبہ 1998 عیسوی میں قائم کیا گیا۔ آگے چل کر 2002 عیسوی میں جس کا الحاق ملک کے معروف ادارہ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان؛ دہلی سے ہوا۔ اس الحاق کے بعد یہاں بچوں کو اردو ڈپلومہ کورس بھی کرایا جانے لگا۔ ہر سال اس کورس میں داخلہ لینے والے طلبا کی مجموعی تعداد تقریبا 80/90 ہوتی ہے۔ قومی کونسل سے ملحق ہونے کے باعث ماہ بہ ماہ یہاں اردو دنیا، بچوں کی دنیا، اور سہ ماہی فکر و تحقیق جیسے کئی اہم رسائل و جرائد آتے ہیں۔ اس شعبے کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہاں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم قومی کونسل سے شائع شدہ اردو کتب کی روشنی میں دی جاتی ہے؛ جس کی وجہ سے طلبہ نہ صرف بہت جلد کمپیوٹر کے پیچیدہ مسائل و معلومات میں درک حاصل کر لیتے ہیں؛ بلکہ ان کی ٹیکنالوجی صلاحیتوں کو روز افزوں ترقیاتی مہمیز ملتی ہے۔

جامعہ اشرفیہ کی تاریخ کا شعری باب بھی کچھ کم اہم نہیں۔ اس چمن زار کی شعری فضا ایسی خوشگوار اور ذوق افزا ہے کہ یہاں کوئی کم ذورق بھی آجائے تو وہ شعری نغمہ سنجی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس زمین کا یہ انفراد و امتیاز ہے کہ اس نے وقت کے مایہ ناز اور قادر الکلام شعرا کی پرورش و پرداخت کی ہے۔ ایک عرصے سے یہاں متعدّد طرحی مشاعرے ہوتے چلے آرہے ہیں، جن میں انفرادی طور پر ہر بزمِ مشاعرہ میں تقریبا 30/25 طلبا طرحی کلاموں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور اپنے شعری و ادبی ذوق کی تسکین کرتے ہیں۔ راقم الحروف کی نگرانی میں بھی اسی طرح کے ایک پندرہ روزہ طرحی مشاعرہ کا سلسلہ جاری ہے

اِس موضوع پر کی گئی یہ ایک ایسی اجمالی گفتگو ہے؛ جو مبنی بر حقیقت ہونے کے باوجود محض آغازِ باب کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہاں کے پروردوں اور جیالوں کی اُردو خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع و عریض ہے کہ اگر ہر ایک کی اردو دانی اور اردو نوازی کا فرداً فرداً تجزیہ کیا جائے تو دفتر کے دفتر تیار ہو جائیں۔

حوالہ:

(1) ماہنامہ جام نور، دہلی۔ شمارہ مارچ 2007 ص
(2) علامہ محمد احمد مصباحی احوال وافکار ص 89

▪▪▪

نقد ونظر

امتِ مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ اور عظمتِ رفتہ کی بازیابی کے امکانات پر ایک دستاویز

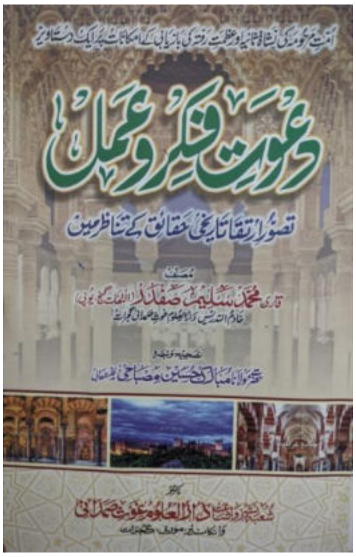
دعوتِ فکر وعمل-ایک تبصرہ

مبارک حسین مصباحی

پیشِ نظر کتاب ”دعوت فکر وعمل، تصور ارتقا تاریخی حقائق کے تناظر میں“ ایک معلوماتی تحریر ہے۔ صفحات 117 ہیں، مصنف قاری محمد سلیم صفدر التفات گنج یوپی۔ استاذ دار العلوم غوث صمدانی گجرات ہیں۔ ناشر شعبۂ نشر واشاعت دار العلوم غوث صمدانی وانکانیر، موربی، گجرات ہے۔ تصحیح وتبصرہ حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی مدظلہ العالی۔ آپ کا تبصرہ کتاب میں شامل ہے، اسے ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس وقت ہمارے مطالعے کی میز پر ”دعوتِ فکر وعمل“ ہے۔ پیشِ نظر کتاب کے نام ہی سے بڑی حد تک موضوع سے شناسائی ہو رہی ہے۔ دعوتِ فکر و عمل دینے والے استاذ القرا حضرت قاری محمد سلیم صفدر مد ظلہ العالی ہیں۔ مصنف پر اظہارِ رائے سے قبل ہم چند باتیں ”دعوتِ فکر وعمل“ کے حوالے سے نوٹ کرتے ہیں۔ کتاب میں تاریخی شواہد کی تیز روشنی میں مسلمانوں کے کمال اور فروغ کی داستان بڑے دل کش لب ولہجے میں سپردِ قلم کی گئی ہے۔ مسلمانوں نے علمی اور تحقیقی میدانوں میں کس کس رخ سے آسمانوں کی بلندیوں پر کمندیں ڈالیں، زمان ومکاں کی وسعتوں کو کس طرح اپنے زیرِ اثر کیا، تصانیف و تحقیقات کی گہرائیوں میں کس طرح شب و روز ایک کیے، اپنے بلند پایہ اخلاق وکردار سے کس طرح دلوں کو دین حق کی محبتوں میں گرفتار کیا، وہ بلند حوصلہ معلّمین ومحققین تھے، جس رخ پر بھی کام کا آغاز کیا، عام طور پر میدانوں کو سر کر کے ہی دَم لیا، زندگی اور بندگی کی وسعتوں میں انھوں نے صرف اپنی کامیابیوں کا سہرا صرف اپنے سروں پر ہی نہیں باندھا، بلکہ اپنے دین اور اپنی قوم کی سرخ روئی کا بھی بھرپور سامان کیا، وہ اسلاف بحیثیت فرد نہیں بلکہ بہ حیثیت امتِ مسلمہ آگے بڑھے اور بڑھتے ہی چلے گئے۔ اسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو عہدِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دور ہو یا خلافتِ راشدہ کے بعد سلطنتِ امویہ کا دور رہا ہو، یہ سچ ہے کہ اموی دور میں چند حوادث انتہائی بدترین رونما ہوئے، مگر یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دنیا سے یزیدیت کا نام و نشان مٹ گیا، جب کہ حسینیت ہر دور میں زندہ رہی، آج بھی زندہ ہے اور آئندہ بھی زندہ رہے گی۔ میدانِ کربلا میں سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب میدانِ کارزار میں یزیدیوں کے مقابلے میں نکلے تو آپ نے اپنے خیمے والوں کے سامنے قرآن عظیم کی یہ آیتِ کریمہ بھی تلاوت فرمائی تھی۔



وَكَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

(البقرۃ، آیت نمبر:249)

ترجمہ: بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔ (کنز الایمان)

قرآن عظیم کے اس فلسفہ کی روشنی میں کاروانِ حق وصداقت حقیقی طور پر کامیاب ہوئے۔ آج دنیا میں حسینی بے شمار ہیں مگر یزیدی کوئی نہیں۔

ہو اگر خود نگر و خود گر و خود گیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

حضرت مصنف نے ماضی کی قابلِ صد افتخار تاریخ کو بڑے

سلیقے سے فکر انگیز انداز میں پیش کیا ہے اور اسی کے تابندہ نقوش کی روشنی میں حال کی بے حالی کو دور کرنے کی دعوتِ فکر دی ہے۔ آپ نے ایک ذمہ دار قلم کار کی حیثیت سے عالمی سطح پر امتِ مسلمہ کے مستقبل کو بھی سنوارنے کی بھی پیش گوئی فرمائی ہے۔ ماضی میں دنیا کے اکثر مقامات پر علماے کرام اور دانشورانِ دین نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب یورپ و امریکہ اور دیگر غیر مسلم ممالک جہالت و لاعلمی کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوئے تھے، وہ اس وقت علم و شعور کی اہمیت اور افادیت سے ناآشنا تھے، سیاسی اور سماجی مسائل کا بھی عام طور پر انھیں علم نہیں تھا، اس کے بر خلاف مسلمانوں نے بڑے بڑے تاریخ ساز کارنامے انجام دیے، علما اور محققین نے دین و دانش کے موضوعات پر ہزاروں کتابیں تحریر فرمائیں، بلکہ سچی بات یہ ہے کہ ہیئت، نفسیات، ریاضی، الجبرا اور ہندسہ وغیرہ کی اساس کا سہرا انھیں کے سر سجتا ہے۔ خلفاے عباسی کی علم دوستی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے قیصرِ روم کے دربار سے ایک حکیم کو بلایا تو اس کے بدلے چالیس من سونا دیا اور دائمی صلح کا وعدہ بھی کیا، عباسی خلفا نے دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے گماشتے مقرر کر رکھے تھے جو اہم اور کثیر کتابیں لے کر واپس آتے، اس دور میں نہ کمپیوٹر تھے، نہ زیروکس مشینیں اور نہ ذرائع ابلاغ کے دیگر طریقے، یہ فرستادہ حضرات بڑی محنتوں سے علمی ذخائر حاصل کرتے یا اپنے قلم سے انھیں نقل فرماتے تھے، ان کی تفصیلات تاریخی کتابوں میں ہیں اور کچھ پیشِ نظر کتاب میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ انھوں نے جالینوس، ارسطو اور بطلیموس کی کتابیں عربی زبان میں منتقل کرائیں، قابلِ اصلاح مواد پر تنقیدی تحریریں نوٹ کی گئیں۔

ولیِ کامل حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ العزیز 1291ء میں بغداد کے دار العلوم نظامیہ میں داخل ہوئے، اس وقت سات ہزار طلبہ موجود تھے، دار العلوم میں قرآن، حدیث، فقہ، فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر علومِ عقلیہ کی تدریس کا مکمل نظم تھا، ایک شعبہ غیر ملکی زبانوں کا تھا جس میں یونانی، لاطینی، عبرانی، سنسکرت اور فارسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

حضرت مصنف لکھتے ہیں:

> ”عہدِ وسطیٰ میں مغربی دنیا اور اسلامی دنیا کی معاشرتی، علمی، اخلاقی اور سماجی حالات کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں تو یہ جائزہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جب مسلمانوں کی یونیورسٹیاں علم و فن کے موتی لٹا رہی تھیں اس وقت یورپ سر سے پیر تک جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ جب مسلم علما کے قلم سے ہزاروں علمی شہ پارے نکل رہے تھے اس وقت یورپ کی اکثریت کتاب کے نام تک سے نا آشنا تھی۔ جب مسلمانوں کی بستیاں اپنی صفائی اور خوب صورتی کی وجہ سے دل و نگاہ کو اپنی طرف کھینچ رہی تھیں، اس وقت یورپ میں گندگی، غلاظت اور تاریکی کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب عالمِ اسلام کے خطے رنگا رنگ باغات اور لہلہاتے کھیتوں کی وجہ سے جنتِ ارضی کا سماں پیش کر رہے تھے اس وقت یورپ کے اکثر علاقے بنجر اور غیر آباد تھے۔ جس دور میں بغداد، قرطبہ، غرناطہ اور سسلی کی یونیورسٹیاں علم و معرفت کا نور لٹا رہی تھیں، اس وقت یورپ مدرسے کے تصور سے بھی ناآشنا تھا۔ جب مسلم علما کے ہاتھوں علومِ عقلیہ پر بے شمار کتابیں نکل چکی تھیں، یورپ نے اس وقت کاغذ کی شکل بھی نہ دیکھی تھی۔ جب مسلمانوں کے ہسپتالوں میں ہر قسم کے امراض کے علاج کی بہترین سہولت مہیا تھی اور سرجن، فزیشین اطبا کی نگرانی میں مفت علاج کیے جا رہے تھے، اس وقت یورپ میں ہسپتال کا تصور بھی نہ تھا۔“

1258ء میں تاتاریوں کے حملے کے وقت بغداد میں چھتیس سرکاری لائبریریاں تھیں، ان کے علاوہ ہر آدمی کے پاس اپنا ذاتی کتب خانہ بھی تھا، ابن اسحاق [877] نے جالینوس [200] کی ایک کتاب تلاش کرنے کے لیے بغداد سے شام، فلسطین اور اسکندریہ تک پیدل سفر کیا، لیکن اسے اپنی مطلوبہ کتاب کا صرف ایک مقالہ حاصل ہوا، ہمارے اسلام کی ہی تلاش و جستجو، علم و نوازی اور محنت تھی جس نے ایشیا و یورپ کو علوم و فنون سے بھر دیا اور کائنات ارضی کے در و دیوار نورِ علم سے چمک اٹھے۔

مگر صد افسوس آج مغربی قلم کار مسلمانوں کے علمی کارناموں کا غلطی سے بھی ذکر کرنے سے گریزاں رہتے ہیں، وہ اگر مانتے بھی ہیں تو

صرف فلسفۂ یونان کو، اسے علم کا سرچشمہ بتاتے ہیں، لیکن وہ اس کا کبھی ذکر نہیں کرتے کہ یہ یونانیوں کی کتابیں عرصۂ دراز تک قسطنطنیہ اور اسکندریہ میں پڑی رہیں، علماے کرام اور مسلم دانش وروں نے ان کے تراجم کیے اور ترتیب و اشاعت کے مراحل سے گزارا، یہ کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ مسلمانوں نے شب و روز محنتیں فرمائیں، قرآن اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں ان کتابوں کو باضابطہ مرتب فرمایا، اور جن بعض اصولوں کو باقی رکھا ان کی تردید میں بھی باضابطہ محققانہ تحریریں رقم فرمائیں، فلسفۂ یونان تو عہدِ حاضر میں بڑی حد تک متروک ہو چکا ہے، چند کتابیں براے اصطلاحات داخلِ نصاب ہیں، ان کی طرف بھی حسبِ قدیم توجہ نہیں ہے۔

مسلم سائنس دانوں کی یہ کتابیں جب یورپ کے قبضے میں آئیں تو انھوں نے مسلم ماہرین کی انھیں بنیادوں پر سائنس اور ٹکنالوجی اور تجربات و مشاہدات کی دنیا میں قدم آگے بڑھایا اور مسلسل جدوجہد کرتے، اسحاق نیوٹن سے آئن اسٹائن تک جا پہنچے۔ یہ ایک سچائی ہے کہ مسلمانوں نے عملی میدانوں میں اپنے افکار کو معطل کر دیا جس کے نتیجے میں مسلمان دن بہ دن تنزلی کی طرف بڑھتے رہے ہیں اور آج عالمِ اسلام عام طور پر زوال پزیر ہے۔ آج نہ صرف دنیا کے مسلمانوں کو پریشان کیا جا رہا ہے بلکہ وہ ہر روز قتل و غارت گری کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔ یہ فلسطین کی مظلومیت ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اسرائیل، امریکہ وغیرہ دہشت گرد ممالک کا سہارا لے کر بری طرح مسلم قیادت اور مسلم عوام کو پریشان کر رہا ہے، مسلم آبادیوں کو تباہ و برباد کر کے اسرائیلی یہودیوں کی آباد کاری کر رہا ہے۔ بیت المقدس جو روے زمین پر مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے، یہیں سے آقا ﷺ کی معراج ہوئی، اسی مقام پر معراج کے دولہا، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاے کرام اور رسولانِ عظام علیہم السلام کو نماز پڑھائی اور تمام نبیوں کے زندہ ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ آج انھیں فلسطین کے باشندوں کو اسرائیل ظلم و جبر کا نشانہ بنا رہا ہے اور اسی بیت المقدس پر ناجائز قبضہ کر کے مسلسل شب خون مار رہا ہے۔ مقامِ افسوس یہ ہے کہ آج سعودیہ عربیہ اپنی طاقت اسرائیل کی حمایت و اعانت میں لگا رہا ہے۔ یہی سعودیہ، یمن کے مسلمانوں پر مسلسل بم باری اور ان کے خلاف دہشت گردی کر رہا ہے۔ وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ یورپ و امریکہ سعودیہ کے سب سے بڑے حاکم ہیں۔ یہ ممالک جو اشارہ کرتے ہیں یہ بے چارہ وہ کرتا رہتا ہے۔

2/ اکتوبر 2018ء میں سعودی عرب کے معروف صحافی جمال خاشقجی کا استنبول میں سعودی قونصلٹ میں قتل کیا گیا، سارے ثبوت فراہم ہو چکے ہیں۔ ہم مبارک بادیوں کے پھول نچھاور کرتے ہیں ترکی کے صدر طیب اردگان کی بارگاہ میں جنھوں نے عدل و انصاف اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا اور سعودیہ کے شاہی خاندان کے دو ایک افراد اور دیگر دہشت گردوں کو بے نقاب کیا۔ عراق کی سرزمین بھی ہماری اور آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے جہاں کے بہادر صدر سلطان صدام حسین کو بری طرح بے بنیاد الزامات میں پھانسا اور اسے جبراً شہادت کی منزلوں سے شاد کام کر دیا۔ ہم مانتے ہیں کہ بعض نام نہاد مسلمان بھی دہشت گرد ہوتے ہیں مگر دہشت گردی کا تعلق کبھی کسی قوم اور مذہب سے نہیں ہوتا، مسلم، سکھ، ہندو، عیسائی اور یہودی کوئی بھی دہشت گرد ہو سکتا ہے مگر ان باتوں کے کہنے اور انھیں دہشت گرد ثابت کرنے کے لیے طاقت اور حکومت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان اور افغانستان کو بھی خوب رسوا کیا گیا۔ ہمیں تسلیم ہے کہ طالبان دہشت گرد ہیں، القاعدہ اور لشکرِ طیبہ دہشت گرد ہیں، ہندوستانی کشمیر میں بھی دہشت گردی ہو رہی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا ان دہشت گردوں کا تعلق مسلمانوں کی سچی جماعت اہلِ سنت سے بھی ہے؟ نہ تھا، نہ ہے اور نہ ان شاء اللہ آئندہ کبھی ہوگا۔ یہ دہشت گرد رحمتِ دوعالم ﷺ سے سچا عقیدہ نہیں رکھتے، صحابۂ کرام اور تابعین عظام سے ان کا رشتہ حقیقی نہیں ہے، سلسلہ قادریہ، سلسلہ چشتیہ، سلسلہ نقش بندیہ اور سلسلہ سہروردیہ سے بالکل تعلق ہی نہیں رکھتے ہیں۔

آپ اگر بات کریں عہدِ حاضر کے ہندوستان کی تو پہلے یہاں فرضی انکاؤنٹر ہوتے تھے، فرقہ وارانہ فسادات میں قتل و غارت گری کی وارداتیں تو سننے کو ملتی تھیں، مگر اب تو ہجومی تشدد کے واقعات سیکڑوں کی تعداد میں سامنے آ گئے ہیں۔ جہاں کسی مسلمان یا کسی مسلم طالب علم کو پایا تو ہندوؤں کی بھیڑ نے کسی بھی فرضی جرم کا بہانہ بنا کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دوسرا افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے احتجاجات کا بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اتر پردیش اور ملک کے دیگر صوبوں میں متعدّد مقامات کے نام بدلنے کا سلسلہ بھی حسبِ سابق جاری ہے۔ پہلے مایاواتی نے وزیرِ اعلیٰ کی حیثیت سے چند شہروں کے نام بدلے، اب موجودہ وزیرِ اعلیٰ یوگی جی نے یہی کام شروع کر دیا ہے۔ الٰہ آباد کا نام بدل کر پریاگ راج کیا، اس پر سات سو پچاس کروڑ روپے کا خرچ ہو رہے ہیں۔ لکھنؤ

کرکٹ اسٹیڈیم کا نام تبدیل کرکے بھارت رتن اٹل بہاری واجپئی اکانا اسٹیڈیم کیا، مغل سرائے کا نام پنڈت دین دیال اپادھیائے کیا۔ اس پر بھی سات سو پچاس کروڑ روپے کا خرچ ہوا اور ضلع فیض آباد کا نام ضلع ایودھیا کیا، اس پر بھی سات سو پچاس کروڑ روپے کا خرچ ہوا۔ مہاراشٹر میں ممبئی کے ساحل پر سردار ولبھ بھائی پٹیل کی طویل و عریض مورتی تین سو کروڑ روپے کی لاگت سے تیار کی گئی جس کا افتتاح وزیر اعظم مودی جی نے بڑے فخر سے کیا۔

اجودھیا میں شری رام کے والد راجہ دشرتھ کے نام سے ایک میڈیکل کالج اور شری رام کے نام سے ایک ایئرپورٹ کی تعمیر کا اعلان وزیر اعلیٰ یوگی جی نے کیا۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے 7/ نومبر 2018ء کو اجودھیا میں اپنے بیان میں کہا کہ اجودھیا میں مندر تھا، مندر ہے اور مندر رہے گا۔ انھوں نے مزید کہا کہ سرجو ندی کے کنارے بھگوان رام کی ایک عظیم الشان مورتی تعمیر ہوگی جو عالمی سطح پر اجودھیا کی شناخت ہوگی۔ یہ مورتی پوجنے والی ہوگی جب کہ دریاے رجو کے کنارے تعمیر ہونے والی مورتی درشنیہ (قابلِ دید) ہوگی۔ ذرائع کے مطابق ان کے لیے 800 کروڑ کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ اب احمد آباد گجرات اور اعظم گڑھ (یوپی) کا نام بدلنے کی تیاری بھی آخری مرحلے میں ہے۔

یہ حکمراں آستھا کے نام پر کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں، ان کے مذہبی نقطۂ نظر سے ان کی جو بھی حیثیت ہو ہمیں دخل اندازی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، مگر افسوس یہ ہے کہ گورنمنٹ کی یہ لمبی رقمیں عقیدتوں کے نام پر خرچ کی جا رہی ہیں، جب کہ باشندگانِ ہند کی جو حالتِ زار ہے وہ کسی فرد پر مخفی نہیں، لاکھوں غریب لوگ ایک ایک وقت کے کھانے کے لیے در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ بے شمار افراد کے پاس رہنے کے مکانات اور زندگی گزارنے کے اسباب نہیں ہیں۔ یہ حکومتیں اجودھیا کا نام روشن کرنے اور رام کے نام پر کروڑوں خرچ کر رہے ہیں۔ کیا غریبوں اور پریشان حالوں کے لیے رام کے نام پر کچھ بھی نہیں ہے؟؟ کیا ہندوتوا اسی قسم کے کارناموں کا نام ہے؟؟

بلا شبہہ آج عالمِ اسلام کے جو قابلِ افسوس حالات ہیں، ان پر بڑی حد تک لکھا جا چکا ہے، مگر افسوس یہ ہے، میڈیا پر عالمی سطح پر یہودیت اور نصرانیت کا غلبہ ہے، ہندوستان میں ہندوتوا حاوی ہے، رہے پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان، ان کی جو افسوس ناک صورتِ حال ہے، ان سے عام قارئین بڑی حد تک آگاہ ہیں۔ خیر یہ تمام حقائق اپنی جگہ۔ ہمیں عرض کرنا یہ ہے کہ مسلمانوں کے احوال بڑی حد تک ناگفتہ بہ ہیں، مگر کسی بھی قسم کے حالات ہوں مایوسی بدترین جرم ہے۔ ہمیں نہ صرف یہ کہ ملکی اور بین الاقوامی حالات کا جائزہ لینا ہے بلکہ عملی اقدام کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت قاری صاحب نے مدارس عربیہ کے روایتی مدرسین، عام مقررین اور غیر مستند قلم کاروں کی بھی خوب خبر لی ہے اور ان کا یہ تنقیدی تجزیہ حق بجانب ہے۔ آپ خود غور فرمائیں کہ اکثر مدرسین گاہے بہ گاہے صرف چند کتابیں پڑھاتے ہیں، ان کتابوں کے صفحات بھی چند ہی ہوتے ہیں۔ جہاں تک ان کے مطالعہ کا عالم ہے تو بس چند درسی کتابیں ایک لغت اور چند تقریری کی کتابیں اور باقی سب خیریت۔ یہی حال نہیں بلکہ بدتر حال ان روایتی مقررین کا ہوتا ہے جو ایک دو تقریروں میں ملک بھر کا دورہ کرتے ہیں۔ اس میں بے چارے ان مقررین اور نااہل شعرا کا کیا جرم ہے؟ انھیں خوب ضد کرکے مدعو کیا جاتا ہے اس کے باجود پہنچنا ضروری نہیں ہوتا۔ بعض بعض دور اندیش تو بیک وقت ایک ہی تاریخ کے لیے متعدّد مقامات سے اپنے اکاؤنٹ میں خاصی رقمیں ڈلوا لیتے ہیں اور بعد میں جہاں سہولت اور مزید زیادہ ملنے کی امید ہوتی ہے، وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اب ہمیں یاد آیا کہ چند روایتی پیروں کا حال بھی یہی ہے۔ وہ نمازیں تو خانۂ کعبہ میں جا کر ادا کرتے ہیں اور خلافتیں (خالی آفتیں) دے کر اپنے ایجنٹ بنا لیتے ہیں جو پیر صاحب کی جھوٹی کرامتیں بیان کرکے عام لوگوں کو اپنی جانب اور اپنے پیرِ مغاں کی جانب اہلِ ثروت کو قریب کرتے ہیں اور پھر انھیں حسبِ منشا خوب خوب قربانی کا بکرا بناتے ہیں۔

جہاں تک قلم کاروں کے احوال ہیں، وہ بھی بس سنی سنائی باتوں کو نقل کر دیتے ہیں یا اردو کی غیر مستند کتابوں سے من وعن نقل کرنے کی زحمت کر لیتے ہیں۔ جہاں تک حوالوں کا اہتمام ہے تو بس بخاری شریف، مسلم شریف وغیرہ صرف کتابوں کے نام نقل فرما دیتے ہیں۔ خیر یہ قلم کاران تینوں سے تو ہزار درجے بہتر ہیں کہ کچھ کرتے تو ہیں۔

حالات کے بدلنے اور صلاح وفلاح کے ہزار طریقے ہیں مگر بگڑے ہوئے حضرات کی اصلاح کرنا تو جوے شیر لانے کے مترادف ہے۔ مگر واقعی حقائق ایسے نہیں ہیں، کتنے ہی اللہ والوں نے ڈاکوؤں، زانیوں، دہشت گردوں اور اسلام کے دشمنوں پر نگاہِ ہدایت ڈالی اور انھیں علمِ لدنی کے ساتھ ولایت و معرفت کا راہی بنا دیا اور دنیا کسی بھی دور میں اولیاے کرام سے خالی نہیں رہی، آج بھی متعدّد خانقاہیں، درس گاہیں اور تحریکیں دعوت و تبلیغ کی موثر خدمات انجام دے رہی

ہیں۔ ان تبلیغی اداروں اور تحریکوں کے اثرات بھی دنیا کے بیش تر ممالک تک پھیلے ہوئے ہیں، مگر اسی کے ساتھ یہ بھی ایک سچائی ہے کہ ان کی تعداد اقل قلیل ہے اور عام اور کثیر طبقات آج بھی بے عملی اور بد عملی میں، خالص دنیا پرستی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور بد عقیدوں کی تو ہم بات ہی نہیں کرتے، اب اس پس منظر میں ہم حضرت مصنف کو بے پناہ مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے موضوع کے ساتھ بڑی حد تک انصاف کیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات پر بڑی سنجیدگی سے گفتگو فرمائی ہے۔

ملکی اور عالمی مسلمانوں کی سیاسی، تعلیمی، معاشرتی اور انفرادی تاریخ بعنوان ''آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ''، قرونِ وسطیٰ میں اہلِ یورپ، اہلِ یورپ کی انسان دشمنی، اہلِ یورپ کی علم دشمنی، قرونِ وسطیٰ میں اہل اسلام کی سیاسی ہیئت، اہل اسلام کی نظافت وطہارت اور حسن زینت، مسلمانوں کی قوت و حشمت، مسلمانوں کی بلند اخلاقی، مسلمانوں کی علمی سرگرمیاں، اغیار کا اعترافِ عظمت، انحطاط کا بنیادی سبب اور نشاۃ ثانیہ کے امکانات، قرآن اور آیاتِ ترغیبِ علم، وقت کی پکار، زوال، انحراف، نشاۃِ ثانیہ، ایک تجزیاتی نظر، ترغیب و تحریک۔

حضرت مصنف نے ان تمام عناوین پر بڑی مدلل اور فکر انگیز تحریریں پیش فرمائی ہیں۔

کتاب کے مصنف استاذ القرا حضرت قاری محمد سلیم صفدر مد ظلہ العالی ابھی بالکل جوان ہیں۔ آپ کا وطن التفات گنج، اکبر پور (یوپی) ہے۔ آپ نے حفظ کے بعد مدرسہ حنفیہ ضیاء القرآن بڑا چاند گنج، لکھنؤ سے باضابطہ قرائت کا کورس کیا ہے۔ فراغت کے بعد دار العلوم غوث صمدانی، وانکانیر، راج کوٹ، گجرات میں گذشتہ دو برس سے اپنے شعبے میں استاذ ہیں۔ عمر ابھی دو درجن سے بھی ایک برس کم ہے۔ ماشاء اللہ آپ آزاد یونیورسٹی حیدر آباد سے گریجویشن فرما رہے ہیں۔ آپ ان اوصاف کے ساتھ بلند اخلاق اور دور اندیش ہیں۔ اپنے علم پر عمل کرنے کے بھی خوگر ہیں۔ گفتگو پر کشش اور شیریں رہتی ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے طفیل اس ''دعوتِ فکر و عمل'' کو قبول فرمائے، اس مرقعِ جمیل کو عوام و خواص کے لیے ذریعۂ ہدایت بنائے اور عوام و خواص میں معروف و مقبول فرمائے، آمین بجاہ حبیبك سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

28 صفر المظفر 1444ھ/7 نومبر 2018ء ■■■

(ص:16 کا بقیہ)... اہل مکہ و مدینہ، اہل مصر، یمن، شام اور عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ سعیدہ کے موقع پر محفلِ میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں اور ماہ ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ اہتمام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور مسلمان ان محافل کے ذریعے اجرِ عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔(المیلاد النبی/صفحہ/85)

محترم قارئین! اب آپ کی خدمت میں ایک ایسا فتویٰ پیش کروں جو تیرہویں صدی ہجری کے چارو مسلک کے حرمین شریفین کے علما و مفتیانِ عظام کا متفق علیہ فتویٰ ہے اور اس فتویٰ پر مفتی شافعیہ قاضی القضات حضرتِ علامہ سید احمد ابن زینی دہلان شافعی علیہ الرحمہ اور حضرتِ علامہ ابنِ خیار شافعی علیہ الرحمہ جیسے جلیل القدر شوافع مفتیانِ کرام قدس سرہ کی دستخطیں اور تصدیقی مہریں ہیں۔ ساتھ ہی مفتی حنفیہ علامہ عبد الرحمٰن سراج، مفتی حنبلیہ علامہ الشیخ حسن اور مفتی مالکیہ علامہ شرفی وغیرہم چاروں مسلک کے تقریبًا پینتالیس علمائے امت رحمہم اللہ کی تصدیقی مہریں ہیں-فتاویٰ ملاحظہ ہو:

''مجلسِ میلاد و قیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت سیئہ مذمومہ ایسی چیز کا انکار کیا جو خدا اور اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث ابنِ سعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کے ساتھ کرے وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہے۔ جیسا علمائے باعمل، مجلس میلاد و قیام کو علمائے عرب، مصر، شام، روم و اندلس سلف سے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا، جو امر اجماعِ امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: میری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کرتی، پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر میلاد و قیام کو سزا دے واللہ تعالیٰ اعلم۔''(اقامتہ القیامتہ/صفحہ 29,30)

معزز قارئین! محدثین، مفسرین اور اولیائے کرام کے ارشاداتِ عالیہ جو میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ہیں انہیں آپ نے پڑھا- اب آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ ان روشن حقائق اور ایمان افروز ملفوظات کے بعد میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جائز ہونے میں کیا کسی اور دلیل کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

❋❋❋❋❋

خیابان حرم

منظومـــــات

کم پڑادامن کچھ اتنا مل گیا

دل فدا کرنے کا ثمرہ مل گیا
کم پڑا، دامن کچھ اتنا مل گیا

لیکے آخر کیا کرونگا خلد کا
ہے یہی کافی مدینہ مل گیا

اس کی نسلوں میں بھی ہے خوشبوبسی
آپ کا جس کو پسینہ مل گیا

جان دی جس نے نبی کے نام پر
اس کو بخشش کا ذریعہ مل گیا

مصطفےٰ کا وہ سخی دربار ہے
قطرہ مانگا اور دریا مل گیا

آج تک اترا رہے ہیں ماہ و مہر
شہ کے تلوؤں کا جو صدقہ مل گیا

حشر کا آسان ہوگا مرحلہ
سایہ جو ان کی ردا کا مل گیا

خلد سے روکیں گے کیوں قدسی ہمیں
ان کی جانب سے جو ایما مل گیا

کر لیا اک شعر آقا نے قبول
میں وصیؔ سمجھوں گا تمغہ مل گیا

وصی مکرانی واجدی، نیپال

ماشاءاللہ

تری ذات ہے حامل عز و علا محبوب خدا ماشاء اللہ
تراوج و شرف ہے سب سے جدا محبوب خدا ماشاء اللہ

تو مسند دہر کا تخت نشیں، ترے خادم ہیں جبریل امیں
ہے شان تری لولاک لما محبوب خدا ماشاء اللہ

تو ختم رسل، دانائے سبل، اعزاز زماں، مولائے کل
تری عظمت پر کونین فدا محبوب خدا ماشاء اللہ

بھرتے ہیں گداوں کی جھولی کرتے ہیں سبھی کی دادرسی
رہتے ہیں سدا مائل بہ عطا محبوب خدا ماشاء اللہ

تری عظمت کی کیا بات کروں، تری ذات ہے فکر کی حد سے فزوں
ترے زیر قدم ہے عرش علی محبوب خدا ماشاء اللہ

یہ زمیں بھی نہ تھی یہ زماں بھی نہ تھا، کسی چیز کا نام و نشاں بھی نہ تھا
موجود مگر اس وقت بھی تھا محبوب خدا ماشاء اللہ

سبحان اللہ! کیا بات ہو پھر، مولا کا کرم بھی ساتھ ہو پھر
تا عمر کروں تری مدح و ثنا محبوب خدا ماشاء اللہ

ہر ظلمت شب کافور ہوئی، ترے دم سے جہالت دور ہوئی
تہذیب و ہنر کی پھوٹی ضیا محبوب خدا ماشاء اللہ

ہر قول میں تابشِ یوحی ہے، ترے حق میں فترضیِ آیا ہے
ہو کون بھلا پھر تیرے سوا "محبوب خدا" ماشاء اللہ!

غم حشر کی میں کیا فکر کروں، کیوں اس دن کی دہشت سے ڈروں
بیشک ہیں شفیع روز جزا محبوب خدا ماشاء اللہ

ترح مدح و ثنا سے کام ہے بس، نہ اسے ہے کسی بھی شے کی ہوس
مطلوب مشاہدؔ تیری رضا محبوب خدا! ماشاء اللہ

مشاہد فیض آبادی، متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

وفیات

حضرت مولانا سعید حسن خاں مصباحی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا سعید حسن خاں مصباحی علیہ الرحمہ سے ہماری دو چار بار کی ملاقاتیں ہیں، وضع قطع، رہن سہن اور انداز سے عالمانہ وقار جھلکتا تھا، سادہ لباس، متواضع اور زندگی سنن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی تھی، آپ اصل باشندے توبسڈیلہ [بستی] سنت کبیر نگر کے تھے، 12 فروری 1948ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ مختلف درس گاہوں میں تعلیم حاصل کی، آخر میں خاک ہند کی شہرہ آفاق درسگاہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے، 1967 میں باضابطہ فراغت حاصل کی، علم وفضل اور درس وتدریس میں اپنی ایک مثال تھے، متعدد برسوں تک آپ نے یوپی کے مختلف مدارس میں بحیثیت استاذ خدمت انجام دی، 1975ء میں سیتامڑھی اور مظفر پور بہار تشریف لے گئے۔ ملاقات میں غالباً آپ نے فرمایا تھا، ہمارے انتہائی مشفق استاد و مربی حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آبادی نور اللہ مرقدہ نے ہمیں یہاں بھیجا، یہاں پہنچ کر آپ نے بڑی محنت سے تدریسی اور تربیتی خدمات انجام دیں، آپ کے ہزاروں باکمال طلبہ ہیں جو آج علوم وفنون کے مختلف میدانوں میں دینی اور علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ سادہ لوح اور صداقت شعاری کے حامل تھے، اپنے اساتذۂ کرام کا حد درجہ ادب واحترام کرتے تھے، حضور حافظ ملت کے شیدائی اور فدائی تھے۔

افسوس صد افسوس 20 ذی الحجہ 1444ھ 9 جولائی بروز اتوار 2023 میں اپنے ہزاروں شیدائیوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چل بسے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر وشکر کی توفیق ارزانی فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

از: **مبارک حسین مصباحی**

حضرت سعید حسن "مہد سے لحد تک"

لانبا قد، کشادہ پیشانی، سرگین آنکھیں، بارعب چہرہ، سرخ داڑھی، سفید لباس، سر پر عمامہ، علمی جاہ وجلال شخصی فضل وکمال، یہ ہیں استاد العلما، حضرت علامہ سعید حسن خان علیہ الرحمہ والرضوان۔

وہ صورتیں الٰہی، کس سمت بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

ولادت 12: فروری 1948ء کو موضع بسڈیلہ ضلع بستی کے جناب خاطر صاحب مرحوم کے گھر میں آنکھیں کھولیں۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ "متوسطات" تک کی تعلیم "مدرسہ فیض العلوم" محمد آباد گہنہ، میں ہوئی، بعدہ اعلیٰ تعلیم کے لیے مرکز علم وفن "الجامعۃ الاشرفیہ" مبارک پور تشریف لے گئے اور یہیں سے 1967ء میں فراغت ہوئی۔

1968 سے 1975 تک یوپی کے ہی مختلف اضلاع میں تعلیم دیتے رہے۔ 1975 میں آپ نے شمالی بہار کا رخ کیا۔ پھر تو یہاں کی آب وہوا ایسی راس آئی کہ یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

اللہ اکبر! جانے والی شخصیت تو چلی گئی مگر اپنے پیچھے کتنی یادیں چھوڑ گئی ہم نے انھیں محفل میں بھی دیکھا، اور مدرسے میں بھی، مسند خطابت پر بھی دیکھا، اور مسند صدارت پر بھی، ان کی حق گوئی بھی دیکھی، اور بے باکی بھی۔ یاد پڑتا ہے، "نوچا" کی سرزمین ہے، سرزمین نوچا رشک جناں بنی ہوئی ہے، علماے کرام کے نورانی بیانات ہو رہے ہیں، مسند صدارت پر وقت کے استاد العلما براجمان ہیں کہ اچانک ایک سیاسی لیڈر "ڈاکٹر رام چندر پروے" کی حاضری ہوتی ہے وہ ممبر نور پر چڑھنا چاہتا کہ پرتو حافظ ملت، آئینہ شیر بیشہ اہل سنت (علامہ سعید حسن خاں) جلدی سے کھڑے ہوتے ہیں اور مائک نیچے زمین پر رکھ دیتے ہیں، دیکھنے والے حیران ہیں الٰہی ماجرا کیا ہے؟ مگر اہل علم خوب سمجھ رہے ہیں کہ حضرت نے "ممبر نور" کی لاج رکھ لی۔ یہ بے باکی یہ رعب ودبدبہ ایسے ہی خاصان خدا کا حصہ ہے۔

نصف صدی سے زائد اپنی حکمت و دانائی کے گوہر لٹانے والا آفتاب فضل وکمال آج 20 ذی الحجہ 1444ھ مطابق 9 جولائی بروز اتوار 2023ء آسمان مچکولی پر ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ مگر ان کے شفق کی لالی اب بھی باقی ہے۔

مولاے کریم حضرت کی مغفرت فرمائے اور انھیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

از: محمد افضل حسین مصباحی ڈیماہی، دارالعلوم اسلامیہ فاطمۃ الزہرا، ہرپور سیوان۔ ▪▪▪

گفتگو

آن لائن سیمینار

رئیس التحریر مولانا لیٰسٓ اختر مصباحی علیہ الرحمہ

سید حسن منطقی اکیڈمی پلواما کشمیر کے سیمینار میں مولانا مبارک حسین مصباحی کا آن لائن خطاب

درگاہ عالیہ حضرت سید سلطان محمد علی بلخی علیہ الرحمۃ والرضوان کے نام سے منسوب یوٹیوب چینل پر لائیو چلا آن لائن بین الاقوامی سیمینار بعنوان علامہ یاسین اختر مصباحی ایک عظیم شخصیت۔15/ مئی 2023ء شب 9 بجے سے 10 بجے تک۔
اس ڈائیلاگ میں مولانا محمد ظفر الدین برکاتی۔

- پروفیسر اختر الواسع
- مولانا مفتی مبارک حسین مصباحی
- مشہور صحافی احمد جاوید
- مولانا مفتی مبارک حسین نعمانی
- زیر نظامت توصیف احمد وانی
- زیر اہتمام سید حسن منطقی اکیڈمی اونتی پورہ پلوامہ کشمیر

ذیل میں ہم معروف ادیب و خطیب حضرت مولانا مفتی مبارک حسین مصباحی دام ظلہ العالی کا خطاب معمولی حذف و اضافہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، تحریر و خطابت کے فرق کو آپ بخوبی جانتے ہیں، تقریر میں انداز کا نشیب و فراز، آواز کے نرم اور پر زور ہونے کا بھی بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ حضرت کی یہ تقریر سامعین و ناظرین نے بہت پسند کی۔ امید کہ پسند فرمائیں گے۔

از: **عبد القیوم متعلم** جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

ہم بے پناہ شکر گزار ہیں محترم المقام ڈاکٹر توصیف احمد وانی اور سید حسن منطقی اکیڈمی کے ذمہ داران کے کہ، انھوں نے جماعت اہل سنت کی عظیم شخصیت، باوقار قلم کار، صحافی اور عظیم دانش ور حضرت علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی کے تعلق سے آن لائن پروگرام کا اہتمام کیا۔ ہم تمام سامعین اور ناظرین کو بھی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ مجھے عرض کرنا ہے کہ رئیس التحریر حضرت علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی ادری کے قریب موضع خالص پور میں 1953ء میں پیدا ہوئے، مقامی مکتب میں ناظرہ قرآن اور اردو کتابوں کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد آپ مدرسہ ضیاء العلوم ادری اس بعد مدرسہ ضیاء العلوم خیر آباد ضلع مئو میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آخر میں اہل سنت کی عظیم ترین درس گاہ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں آپ داخل ہوئے اور آپ نے بڑی محنت، کوشش اور لگن کے ساتھ مختلف علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل و کرم رہا کہ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادابادی علیہ الرحمہ، نائب حضور حافظ ملت جامع معقول و منقول حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، قاضی اہلسنت حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی مبارک پوری، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی اور دیگر اکابر اہلِ سنت سے آپ نے تعلیم حاصل کی اور 1970ء میں دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے آپ کی فراغت ہوئی۔ 1971ء میں ایک سال آپ نے دار العلوم غریب نواز الہ آباد میں بھی تعلیم دی اس کے بعد دو سال آپ نے لکھنؤ کی سرزمیں پر گزارے اور عربی ادب میں تخصص کا کورس مکمل فرمایا، جنوری 1974ء سے اپریل 1982ء تک آپ دار العلوم اشرفیہ مبارک میں شیخ الادب کی حیثیت سے تعلیم اور تدریس کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اس دوران آپ نے عربی شعرا کی مختلف نعتوں کو جمع کیا، وہ کتاب المدیح النبوی ہے جو آج بھی ہند و پاک اور دیگر ممالک کی درس گاہوں میں داخل نصاب ہے۔

حضرت علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی 1982ء سے 1984ء تک ریاض سعودی میں رہے اور اس کے بعد دہلی تشریف لے آئے، مختلف مدارس کے ذمہ داران نے آپ کو اپنے یہاں درس و تدریس کے لئے دعوت دی مگر آپ ایک متوازن فکر، باصلاحیت، دور اندیش، فکر و بصیرت کے حامل اور عظیم صحافی اور دانشور تھے، آپ نے مدارس کے ذمہ داران سے معذرت کرلی۔ آپ نے دہلی کی سرزمین مٹیا محل سے ماہ نامہ حجاز جدید شروع کیا، یہ وقیع رسالہ اگست 1988ء سے نومبر 1992ء تک جاری رہا اس کے بعد رضوی کتاب گھر نے ماہ نامہ کنز الایمان شروع کیا، آپ اس

کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ ان دونوں رسائل کے اداریوں کا مجموعہ نقوشِ فکر کے نام سے ایک ہزار سے زائد صفحات پر 2003ء میں شائع ہوا۔

حضرت علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی علیہ الرحمہ سے بفضلہ تعالیٰ ہمارے بڑے گہرے روابط رہے۔ حضرت نے خادم کو حکم دیا اور ہم نے اس کتاب پر گیارہ صفحات پر ایک تحریر شامل کی، اسی طرح ہماری کتاب ”افتراق بین المسلمین“ پر ہمارے عریضے پر آپ نے بڑی محبت سے اس کا مقدمہ تحریر فرمایا۔ حضرت علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی بڑے جفاکش اور سوجھ بوجھ اور دور اندیشی میں ان کی مثال نظر نہیں آتی۔ آپ عظیم قلم کار تھے، آپ نے اپنے قلم کی بنیاد پر، اپنی اصابتِ رائے کی بنیاد پر، اپنے تدبر و تفکر کی بنیاد پر، اپنی دور اندیشی کی بنیاد پر دہلی کی سرزمین پر علامہ ارشد القادری کے بعد ایک مقام بنایا۔ دینی مدارس کے علما ہوں یا یونیورسٹیوں کے جو طلبہ جامعہ اشرفیہ یا دیگر دار العلوموں کے وہاں رہتے تھے، آپ لکھنے اور پڑھنے کے اعتبار سے سب کو ہدایت فرماتے اور وقت ضرورت تحریری کاموں کی جانب ان کو رغبت دلاتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذاکر نگر دہلی میں ایک وسیع زمین بھی آپ کی اپیل پر جو ماہ نامہ حجاز جدید میں آپ نے ایک اداریہ تحریر فرمایا تھا، وہ زمین آپ کو حاصل ہوئی، وہاں آپ نے دار القلم کا سنگ بنیاد رکھا۔ قریب آدھی زمین پر آج بھی قادری مسجد بنی ہوئی ہے، دار العلوم قادریہ بھی اس کے تحت چل رہا ہے۔ آپ نے ایک عظیم لائبریری بنائی اور آپ فکر و قلم کے اعتبار سے جماعت اہلِ سنت کی عظیم اور معتمد شخصیت ہیں۔ آپ نے اسلامیات کے حوالے سے بہت کچھ لکھا۔ اللہ کا فضل و کرم ہے تین درجن سے زائد کتابیں آپ کی مختلف موضوعات پر منظرِ عام پر آچکی ہیں، رضویات بھی آپ کا ایک خاص موضوع رہا ”امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات، امام احمد رضا اربابِ علم و دانش کی نظر میں“ اور اس طرح کی متعدّد کتابیں اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت، امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت، یعنی مختلف موضوعات پر آپ کی گراں قدر تصانیف اور ترتیبات یکے بعد دیگرے منظرِ عام پر آتی رہیں اور آپ کی کتابیں آج نہ صرف ہندوستان بلکہ پاکستان، بنگلہ دیش اور دیگر ممالک میں بڑی عقیدت و احترام کے ساتھ شائع بھی کی جا رہی ہیں اور پڑھی بھی جا رہی ہیں۔

آپ نے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں جو تدریسی سلسلہ شروع فرمایا، بفضلہ تعالیٰ آپ کے تلامذہ نہ صرف ہندوستان، بلکہ یورپ امریکہ، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں بڑے عظیم عہدوں پر فائز ہیں۔ آپ کی خدمات کے حوالے سے سنی دنیا خراجِ عقیدت پیش کر رہی ہے۔ انتہائی صبر و سکون کے ساتھ دہلی کی سرزمین پر اپنی زندگی گزارتے رہے، آپ کا تعلق جامعہ اشرفیہ مبارک پور سے بہت قدیم ہے۔ یعنی طالب علمی کے زمانے سے لے کر زندگی کی آخری سانس تک آپ جامعہ اشرفیہ سے وابستہ رہے۔ آپ نے امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات، جو کتاب لکھی، اس پر رضا اکیڈمی ممبئی نے امام احمد رضا ایوارڈ آپ کو دیا، ایک سپاس نامہ اور نقد گیارہ ہزار روپئے آپ کو پیش کیے۔ آپ نے وہ گیارہ ہزار روپئے اسی وقت جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو دے دیے۔ آپ کو پھپھوند شریف سے بھی تاج الفحول ایوارڈ مل چکا ہے، اسی طرح آپ نے جو دورے فرمائے، لاہور، کراچی، ساؤتھ افریقہ کے متعدّد ممالک لیبیا وغیرہ بھی آپ تشریف لے گئے اور نہ صرف یہ کہ آپ تشریف لے گئے بلکہ وہاں آپ نے علمی مجالس میں سیمیناروں میں اور بڑی بڑی کانفرنسوں میں اپنے خطابات اور پیغامات اور اپنی تحریروں کو پیش کیا۔ بلا شبہہ آپ ایک عظیم باوقار شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ فضل و کمال کا حامل بنایا تھا، ہم سے آپ کے بڑے گہرے روابط رہے، ایک دو نہیں درجنوں مقامات پر حضرت کے خادم کی حیثیت سے ساتھ رہے۔ تلسی پور میں صدر الافاضل سیمینار و کانفرنس میں ہم آپ کے ساتھ رہے، براؤں شریف میں شعیب الاولیا کے تعلق سے سیمینار ہوا عرس کے موقع پر، ہم وہاں بھی آپ کے ساتھ رہے۔ لکھنؤ میں علامہ فضل حق خیر آبادی سیمینار اور کنونشن میں متعدّد بار ہم آپ کے ساتھ رہے۔ دہلی کی سرزمین پر علامہ فضل حق خیر آبادی سیمینار ہوا اس میں بھی ہم آپ کے ساتھ رہے۔ یعنی متعدّد مقامات پر ہم آپ کے ساتھ ساتھ رہے، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان جو آج ہندوستان کے اندر ایک عظیم علمی اور ادبی خدمت انجام دے رہی ہے، بفضلہ تعالیٰ یہ حقیر فقیر پندرہ سال سے مسلسل اس کا ممبر ہے۔ علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی بھی ایک بار اس کے ممبر ہوئے تو میں دار القلم پہنچا اور ان ہی کی معیت میں میٹنگ میں ہم لوگ شریک بھی ہوئے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علامہ لیٰسٓ اختر مصباحی ایک بڑے قلم کار تھے، ایک بڑے مربی تھے، ایک بڑے دانش ور تھے اور بہت دور اندیش اور تدبر و تفکر کی بلندیوں پر فائز تھے۔ ہندوستان کا مسئلہ ہو یا سیاست کا مسئلہ ہو، مذہب کا مسئلہ ہو، سماجی مسائل ہوں یا مدارس کے مسائل ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تدبر و تفکر کی بلندیوں پر فائز کیا تھا۔، لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے آپ کی بارگاہ میں پہنچتے اور آپ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ تمام حضرات کے مسائل، سوالات کے جوابات اور بڑی دانش مندی سے لوگوں کے ساتھ پیش آتے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کی مکمل گہرائی کے ساتھ ہم دعا کرتے ہیں پروردگار تو اپنے فضل و کرم سے ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ بلند ترین مقام فرما، ان کی قبر میں نفس نفس جنت الفردوس کی ٹھنڈی ہوائیں اور بہشتی بستر عطا فرما۔ آمین۔ ■■■

صدائے بازگشت

بھارت کے نام سے لفظ انڈیا ہٹانے پر چودہ ہزار کروڑ روپئے خرچ ہوں گے

مکرمی! ہند، ہندوستان، انڈیا، بھارت۔ یہ سب اُس ایک ملک کے نام ہیں جسے ساری دُنیا قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتی آئی ہے۔ ان تمام الفاظ کی اپنی تاریخ ہے اور تاریخ کے جس کسی حوالے کو سامنے رکھا جائے، نام کے قدیم ہونے کی سند مل جائیگی۔ دستورِ ہند میں انڈیا بھی درج ہے اور بھارت بھی۔ اس میں ہند اور ہندوستان درج نہیں ہے مگر اِن دو ناموں کی شہرت بھی کم نہیں ہے۔ عالمِ عرب میں انڈیا اور بھارت کو ہند بولتے ہیں اور یہاں کے شہریوں کو ہندی۔ اس پر کسی ہندوستانی کو کبھی اعتراض نہیں ہوا۔ جب اقبال نے کہا کہ ”سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا“ تو اسے ملک کے ایک ایک شہری نے دل و جان سے قبول کیا اور اپنے دل میں وطن کی عظمت و رفعت کو راسخ کیا۔ افسوس کہ اب ہند اور ہندوستان بولنے اور لکھنے کا چلن کم ہی نہیں بہت کم ہو گیا ہے اور بیرونِ ملک انڈیا اور اندرونِ ملک بھارت کا چلن عام ہے اس کے باوجود آپ اپنے ملک کو چاروں میں سے کسی نام سے یاد کریں، نہ تو کوئی متعجّب ہوگا نہ ہی لاعلمی کا اظہار کریگا۔

اگر صرف انڈیا یا بھارت کی بات کریں تو دونوں ہی الفاظ یا دونوں ہی ناموں کی اپنی اہمیت ہے اور انڈین شہری کہے جانے پر کوئی خود کو کمتر محسوس نہیں کرتا اور بھارتیہ ناگرک کہلانے پر اعتراض نہیں کرتا مگر افسوس کہ ایک بحث چھڑ گئی اور ٹی وی چینلوں نیز سوشل میڈیا پر روزانہ کسی نئے اشیو کے انتظار میں بیٹھے صارفین کو موقع مل گیا اپنی اپنی رائے کے اظہار کا۔ ہمارا آئین بذات خود اِن دو الفاظ یا ناموں کو شرف قبولیت بخشتا ہے جس میں درج ہے: ”انڈیا دَیٹ اِز بھارت“ یعنی انڈیا جو بھارت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب سے آٹھ دن پہلے تک انڈیا اور بھارت میں کوئی تفریق اور امتیاز نہیں تھا۔ خود وزیر اعظم نے جن اسکیموں کو بڑے شاندار طریقہ سے جاری کیا اُن کے نام اسکل انڈیا، اسٹارٹ اپ انڈیا اور کھیلو انڈیا وغیرہ ہیں۔ ہمارے خیال میں دونوں ہی نام قابل قبول ہونے چاہئیں جیسا کہ اب تک رہے کیونکہ صرف ایک نام (بھارت) پر اِصرار سے کنفیوژن بھی پیدا ہوگا اور خطیر رقم بھی خرچ کرنی ہوگی جیسا کہ خبروں میں بتایا گیا کہ اگر انڈیا نام بدلا گیا تو چودہ ہزار کروڑ روپے خرچ کرنے ہونگے۔ کیا ایسے وقت میں ہندوستان اس کا متحمل ہو سکتا ہے یا اسے ہونا چاہئے جب ہر ہندوستانی پر ایک لاکھ سولہ ہزار کا قرض ہے؟

بحث شروع ہی نہ ہوئی ہوتی اگر جی 20 / کے مندوبین کیلئے صدر جمہوریہ کے دعوت نامۂ عشائیہ میں ”پریسیڈنٹ آف بھارت“ نہ لکھا گیا ہوتا۔ موجودہ حکومت کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنے بہت سے اقدام کا سبب یا پس منظر نہیں بتاتی۔ اگر پہلے سے بتادیا گیا ہوتا کہ اب اُن سرکاری دستاویزات یا مکتوبات میں بھی، جو انگریزی میں ہونگے، انڈیا کے بجائے بھارت لکھا جائیگا تو شاید کسی کو حیرت نہ ہوتی۔ چونکہ یہ اچانک ہوا اس لئے حیرت بھی ہوئی اور بحث وتمحیص کا دَر بھی کھلا۔ یہ بحث اب بھی جاری ہے اور اس کا جاری رہنا ثبوت ہے کہ بھارت لفظ پر کسی کو اعتراض نہیں تب بھی بھارتی شہری بحث کر رہے ہیں شاید اس لیے کہ ان کے پاس لایعنی مباحث کیلئے بھی خاصا وقت ہے اور شاید اسی لئے حکمراں طبقہ اشارتاً کوئی موضوع آئے دن اُچھال دیتا ہے اور اس کے ہمنوا میڈیا کی بن آتی ہے۔ تعجب اس پر ہے کہ حکمراں جماعت کا موقف کل کچھ تھا، آج کچھ ہے۔ **از: اداریہ نگار روزنامہ بنارس**

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

آسام کے وزیر اعلیٰ ہمنتا بسوا سرما نے آج کل مسلمان عورتوں کو اسلام اور مسلمانوں کے ذریعے جس طرح سے ان کے نزدیک استحصال کا شکار ہونا پڑ رہا ہے اس سے انھیں بچانے کی بزعم خود مہم چھیڑ رکھی ہے۔ انھوں نے تعدد ازواج کو لے کر جس فکر مندی کا مظاہرہ کیا ہے، وہ اس لیے ناقابل فہم ہے کہ خود سرکاری ایجنسیوں کے اعداد و شمار کے مطابق مسلمانوں سے زیادہ کثرت ازوج کا چلن ہندوؤں میں پایا جاتا ہے۔ اس کا قطعاً مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی چیز نامناسب ہے تو اس کو آپ کسی کے یہاں ہونے کی بنا پر جائز قرار نہیں دے سکتے لیکن یہاں سوال یہ ہے کہ قرآن میں ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت کی ناسمجھی میں غلط تعبیر وتشریح سے گمراہی پیدا ہو رہی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ قرآن میں ایک سے زیادہ شادی کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ گنجائش رکھی گئی ہے۔ اور یہ گنجائش بھی عدل کی شرط کے ساتھ ہے کہ اگر کوئی مرد ایک سے زیادہ بیویوں کے ساتھ، جن کی زیادہ سے زیادہ تعداد بیک وقت چار ہو سکتی ہے،

انصاف کو یقینی بناسکتا ہے تو پھر وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے لیے ایسا ممکن نہیں تو پھر اس سہولت سے فائدہ اٹھانے کا اسے کوئی حق بھی نہیں۔

وزیر اعلیٰ آسام شری ہمنتا بسوا سرما کو ایک سے زائد شادیوں پر لوگوں سے رائے طلب کرنے سے پہلے یہ سروے کرانا چاہیے تھا کہ کس کس مذہبی گروہ میں ایک سے زیادہ شادیوں کا زیادہ رواج ہے۔ جہاں تک اسلام کا سوال ہے، جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، یہ حکم نہیں صرف مخصوص حالات میں اجازت ہے۔ مخصوص حالات بھی ایسے کہ جس میں یہ عورت کے ساتھ ظلم نہیں بلکہ ایک کریمانہ معاملہ ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک عورت کو کوئی ایسی بیماری ہے جو اس سے دوسرے کو منتقل ہو سکتی ہے یا وہ بچہ پیدا کرنے سے فطری طور پر معذور ہے یا وہ مرد کی جنسی کفالت کرنے سے قاصر ہے، تو ایسی صورت حال میں مرد سے کہا گیا ہے کہ وہ دوسری شادی کر سکتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ اپنی پہلی بیوی کو اپنے نکاح میں ضرور رکھے گا۔ کیوں کہ اگر وہ اس سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو ان تمام عذر کے پیش نظر جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے، کون اس سے شادی کرے گا؟ کوئی عورتوں کا نام نہاد ہمدرد جیسے شری ہمنتا بسوا سرما یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر مرد میں یہ تمام نقص اور عذر پائے جائیں تو پھر عورت کا کیا ہوگا؟ انھیں نہیں معلوم یا جانتے بوجھتے وہ اس بات کا اعتراف کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ایسی صورت میں عورت کو مرد سے الگ ہوجانے کا پورا اختیار ہے اور علیحدگی کے بعد وہ دوسری شادی کر سکتی ہے، جب کہ مرد کو یہ آزادی نہیں دی گئی ہے۔ اور یہ آزادی اس لیے نہیں دی گئی ہے کہ ان کی اس بیوی نے جس کو چھوت کی بیماری ہے، جو بانجھ ہے، یا کسی بھی اور وجہ سے مرد کی جنسی ضرورتوں کی کفالت نہیں کر سکتی اپنی جوانی اور حسن کا بہترین حصہ اپنے شوہر کی نذر کیا ہے۔ اس لیے اس کے شوہر کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی دوا دارو، کھانے پینے، لباس اور دوسری دنیوی ضرورتوں کا پوری طرح خیال رکھے۔ ساتھ ہی کیوں کہ اس کی اپنی فطری ضروریات بھی ہیں اس لیے ان کی تکمیل کے لیے وہ دوسری شادی کر سکتا ہے۔ اگر انصاف کے تقاضوں کے تحت دیکھا جائے تو بادی النظر میں یہ عورت کا استحصال نہیں بلکہ اس کے روزمرہ کے تحفظ کو یقینی بنانے والا عمل ہے۔ جب کہ عورت پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی، کیوں کہ اسلام میں زندگی کی تمام ضرورتوں کی بھرپائی مرد کے ذمے ہے۔ عورت کے نہیں۔ اگر آپ شری ہمنتا بسوا سرما کی سوچ کے مطابق عمل کریں گے تو ظاہری بات ہے کہ مرد مجبور ہو کر اپنی بیمار اور بانجھ بیوی کو طلاق دینے پر مجبور ہوگا، کیوں کہ اس کے بغیر وہ دوسری شادی نہیں کر پائے گا۔ تو اب یہاں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اسلام اور قرآن عورتوں کی بھلائی، بہتری اور تحفظ کو یقینی بناتا ہے یا وہ نام نہاد لوگ جو کثرت ازواج کے قرآنی فرمان کے خلاف علم اٹھائے پھرتے ہیں؟

معاملہ صرف آسام تک ہی محدود نہیں ہے، اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ شری پشکر سنگھ دھامی نے اعلان کیا ہے کہ جلد ہی ان کی ریاست میں مشترکہ سول کوڈ نافذ ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اتراکھنڈ جیسی ریاست میں، جہاں غالب ترین اکثریت ہندوؤں کی ہے، وہاں جو مشترکہ سول کوڈ نافذ ہوگا، وہ کس کے لیے ہوگا؟ شادی بیاہ، جینے مرنے کی رسومات، وراثت کے قوانین کون سے ہوں گے؟ اور کہاں سے لیے جائیں گے؟ اگر اس کا مقصد مسلمانوں کو ان کی شریعت سے محروم کرنا ہے، تو ایسا کرنا دستور ہند کی بنیادی اساس کو نقصان پہنچانا ہوگا۔ ہم پوری ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ سرکاروں کو کسی کے بھی مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے اور ہر مذہب کے پیشواؤں، دھرم گرو اور خود ہر مذہب کے رہنماؤں کو اس کا حق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے عقیدے کی آزادی گنوائے بغیر زندگی کے معاملات طے کریں۔ دھامی صاحب نے مشترکہ کا من سول کوڈ کے جلدی نفاذ کی بات کہنے کے ساتھ ہی اس بات پر بھی پریشانی کا اظہار کیا کہ باہر سے لوگ آکر اتراکھنڈ میں بس رہے ہیں، جو کہ ان کے نزدیک تشویش ناک ہے۔ پشکر سنگھ دھامی صاحب کو یہ بات ماننی چاہیے۔ کہ اتراکھنڈ کی ریاست ہندوستان کا ہی حصہ ہے اور اس ریاست میں ہر ہندوستانی کو جانے، رہنے اور بسنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ اتراکھنڈ کو مرکز نے کوئی ایسا خصوصی درجہ عطا نہیں کیا ہے جس سے کہ آپ کسی کے داخلے اور بسنے پر پابندی لگا دیں۔ پھر بھارتیہ جنتا پارٹی کے کسی وزیر اعلیٰ کو یہ بالکل زیب نہیں دیتا کہ وہ اس طرح کی بات کرے، کیوں کہ آپ نے ریاست جموں وکشمیر کے خصوصی درجے کو اسی منطق کے تحت ختم کیا کہ ایک ملک میں دو طرح کے قوانین نہیں ہو سکتے۔ سوال یہ ہے کہ ایک طرف تو ریاستوں کے اقتصادی استحکام کے لیے لوگوں کو مدعو کیا جارہا ہے کہ وہ آئیں اور اپنے اقتصادی منصوبوں کو پروان چڑھائیں تاکہ مقامی لوگوں کو روزگار مہیا ہو سکے اور ریاستیں خوش حالی کی طرف بڑھ سکیں، وہیں دوسری طرف اس طرح کے بیانات دیے جارہے ہیں۔ عجب طرفہ تماشا ہے کہ ایک طرف تو آر ایس ایس کے سربراہ یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کا حسن اور اس کی طاقت اس کے مختلف النوع ہونے میں ہے، اور دوسری طرف آسام کے وزیر اعلیٰ شری ہمنتا بسوا سرما اور اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ پشکر سنگھ دھامی اس کے بالکل برعکس راستہ اختیار کر رہے ہیں۔ وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ:

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق! اس چمن کو ہے زیب اختلاف سے

از: پروفیسر اختر الواسع۔ پروفیسر ایمرٹس
(اسلامک اسٹڈیز) جامعہ ملیہ اسلامیہ

-*-*-*-*-*-

عالمی خبریں



یہودیوں کا حق 'عربوں کی زندگیوں سے زیادہ اہم ہے (اتمار بن گویر)

فلسطین پر قابض غیر قانونی صیہونی ریاست اسرائیل کے چینل 12 پر اسرائیلی-عرب صحافی محمد مجدلی کے پروگرام میں صیہونی ریاست کے انتہائی دائیں بازو کے قومی سلامتی کے وزیر اتمار بن گویر نے ایک سوال کے جواب میں کھلے عام کہا کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے خاندان کا مقبوضہ مغربی کنارے میں خوف محسوس کیے بغیر گھومنے پھرنے کا حق فلسطینیوں کے آزادی کی تحریک کے حق سے زیادہ اہم ہے اور ان کا ماننا ہے کہ یہی ایک "حقیقت" ہے۔ صحافی نے سوال کیا کہ اسرائیل حکومت عام اسرائیلی شہریوں کو مسلح کر رہی ہے جس کے باعث ناخوشگوار واقعات دیکھنے میں آرہے ہیں، اس سوال کے جواب میں اتمار بن گویر کا کہنا تھا کہ "یہ میرا حق ہے، میری بیوی کا حق ہے، میرے بچوں کا یہ حق ہے کہ وہ یہودیہ اور سامریہ کی گلیوں میں آزادانہ طور پر گھومنا پھرنا [مغربی کنارے کا یہودی بائبل کا نام] زیادہ اہم ہے۔ عربوں کی نقل و حرکت اور ان کی تحریک آزادی سے زیادہ۔ انہوں نے مزید کہا کہ "میرا جینے کا حق فلسطینیوں کی زندگیوں سے پہلے آتا ہے اور یہی حقیقت بھی ہے۔"

واضح رہے کہ صیہونی ریاست فلسطینیوں کی تحریک آزادی کے خلاف اسرائیلی شہریوں کو مسلح کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے جس کے باعث رواں سال کے آغاز سے اب تک اسرائیلی فوجیوں اور غیر قانونی صیہونی آباد کاروں کے ہاتھوں 150 سے زائد فلسطینی شہید کئے جا چکے ہیں۔ (روزنامہ قدس آن لائن 24/اگست 2023)

اسرائیلی پولیس کا نماز جمعہ کے دوران مسجد اقصی پر حملہ

مقبوضہ مشرقی القدس میں مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے آنے والوں پر اسرائیلی فوج نے حملہ کیا۔ ہزاروں فلسطینی اور غیر ملکی مسلمان جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے ہر ہفتے کی طرح مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے۔ الاسباط گیٹ پر، جو کہ مسجد اقصیٰ کے داخلی راستوں میں سے ایک ہے، بہت سے اسرائیلی پولیس نے مقدس ہیکل میں داخل ہونے والوں کی شناخت کی جانچ کرنا شروع کر دی۔ فلسطینی ہلال احمر کی جانب سے جاری کردہ بیان کے مطابق اسرائیلی پولیس نے ایک شخص پر حملہ کیا اور افراتفری مچ گئی۔

آنسو گیس کے ساتھ اسرائیلی فورسز کی مداخلت کے نتیجے میں ایک شخص کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ واضح رہے کہ زخمی کو علاج کے لیے اسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر شیئر کی گئی تصاویر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایک شخص کے سر سے ضرب کے نتیجے میں خون رس رہا ہے۔ فلسطینی میڈیا نے اعلان کیا کہ اسرائیلی پولیس نے ان واقعات میں ایک شخص کو حراست میں لے لیا۔ (یو این آئی اردو سروس 25 اگست 2023ء)

ڈنمارک کا قرآن پاک کو نذر آتش کرنے پر پابندی عائد کرنے کا منصوبہ

ڈنمارک قرآن پاک کی بے حرمتی کے متعدّد واقعات کے بعد مسلم ممالک کی طرف سے شدید احتجاج اور غصے کے پیش نظر مقدس صحیفوں کو نذر آتش کرنے پر پابندی عائد کرنے جا رہا ہے۔

غیر ملکی خبر رساں ایجنسی 'اے ایف پی' کے پڑوسی ملک سویڈن میں حالیہ مہینوں مسلسل قرآن پاک کو نذر آتش کرنے کے بعد ڈنمارک نے اس ماہ کے شروع میں سیکورٹی میں اضافہ کیا تھا۔

ڈنمارک کے وزیر انصاف نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ حکومت مذہبی طبقے کے لیے اہم مذہبی اہمیت کی چیزوں کے ساتھ غیر مناسب سلوک کو جرم قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر انصاف نے کہا کہ تجویز کردہ قانون سازی خاص طور پر عوامی مقامات پر قرآن پاک کی بے حرمتی اور مقدس اوراق کو نذر آتش کرنے کے بعد آئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کو نذر آتش کرنا بنیادی طور پر توہین آمیز اور غیر ہمدردانہ عمل ہے جس سے ڈنمارک اور

اس کے مفادات کو نقصان پہنچتا ہے۔ وزیر انصاف نے کہا کہ نئی قانون سازی کو ڈنمارک کے پینل کوڈ کے چیپٹر 12 میں شامل کیا جائے گا، جو قومی سلامتی کا احاطہ کرتا ہے، مزید کہا کہ قومی سلامتی پابندی کا بنیادی محترک ہے۔

تقریباً ایک ہزار مظاہرین نے جولائی میں بغداد کے قلعہ بند گرین زون میں ڈنمارک کے سفارت خانے کی طرف مارچ کرنے کی کوشش کی تھی۔

ڈنمارک کے وزیر قانون نے کہا کہ ہم اپنے بازوؤں کو عبور کر کے ساتھ کھڑے نہیں رہ سکتے جبکہ متعدّد افراد پر تشدد ردعمل کو بھڑکانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اس ردعمل کے نتیجے میں سویڈن اور ڈنمارک نے اگست میں سرحدی کنٹرول کو بڑھا دیا اور ڈنمارک نے 22 اگست کو اس اقدام کو ختم کیا۔ ڈنمارک کی مجوزہ قانون سازی کا اطلاق بائبل، تورات یا مثال کے طور پر مصلوب کی بے حرمتی پر بھی ہو گا جہاں قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو جرمانے یا دو سال تک قید ہو گی۔ وزیر انصاف نے کہا کہ تاہم یہ قانون مذہبی برادریوں کے لیے جارحانہ زبانی یا تحریری تاثرات کو شامل نہیں کرے گا، جس میں کارٹون بھی شامل ہیں۔ انہوں نے زور دیا کہ ڈنمارک اپنے اظہار رائے کی آزادی کے قوانین پر مضبوطی سے پابند ہے۔

واضح رہے کہ یہ پابندی ڈنمارک کی جانب سے توہین مذہب کے اپنے 334 سال پرانے قانون کو ختم کرنے کے چھ سال بعد لگائی گئی ہے جو کہ ستمبر میں اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔

توقع ہے کہ یہ بل پارلیمنٹ سے پاس ہو جائے گا، جہاں بائیں بازو کی حکومت کی اکثریت ہے۔ ڈنمارک کے وزیر خارجہ لارس لوکے راسموسن نے کہا کہ قرآن پاک کو نذر آتش کرنے سے پوری دنیا میں شدید غم و غصہ پایا جارہا ہے۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ ہم نے اس غصے پر قابو پانے کی بہت کوشش کی ہے، اس وقت صورت حال کافی پرسکون ہے، لیکن یہ غیر یقینی اور غیر متوقع بھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئے قانون کے لاگو ہونے سے قبل مختصر ترین وقت میں شاید قرآن پاک کو پہلے سے زیادہ نذر آتش ہوتا دیکھیں۔

خیال رہے کہ 2006 میں پیغمبر اسلام ﷺ کے خاکے شائع کرنے کے بعد مسلم دنیا میں ڈنمارک کے خلاف شدید غصے اور نفرت کو پایا جارہا تھا۔ سویڈن حکومت نے قرآن پاک کی بے حرمتی کی مذمت کرتے ہوئے ملک کی آئینی طور پر آزادی اظہار اور اسمبلی کے قوانین کو برقرار رکھا ہے۔ تاہم سویڈن نے مخصوص حالات میں مقدس صحیفوں کو نذر آتش کرنے کے احتجاج کو روکنے کے قانونی ذرائع تلاش کرنے کا عزم کیا ہے۔

(یو این آئی اردو سروس 25 اگست 2023ء)

پولیس کی قرآن پاک کی بے حرمتی پر احتجاج کرنے والے شخص کو خاموش کرانے کی کوشش

قبل ازیں سویڈن کے دارالحکومت اسٹاک ہوم میں عراقی نژاد پناہ گزین کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج کرنے والے شخص کو سادہ لباس میں ملبوس پولیس نے خاموش کرانے کی کوشش کی۔

ترک خبر رساں ایجنسی 'انادولو" کے مطابق جب شہری قیس تیونس اسٹاک ہوم کی مسجد کے سامنے قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے سلوان مومیکا کے الفاظ کا بلند آواز سے جواب دے رہا تھا تو پولیس نے مداخلت کی جہاں قیس تیونس نے اپنے ردعمل کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ یہ آزادی اظہار ہے۔

شہری قیس تیونس نے کہا کہ ایراقی نژاد سلوان مومیکا نے قرآن پاک کی توہین کی، وہ ہماری توہین کرتا ہے اور جب ہم جواب دیتے ہیں تو پولیس فوری طور پر ہمیں خبردار کرتی ہے کہ ہم آواز نہ اٹھائیں۔

قیس تیونس نے کہا کہ پولیس کے رویے نے انہیں حیران کر دیا اور کہا کہ پولیس اشتعال انگیز شخص کو ہماری مسجد کے سامنے لائی اور اسے ایک میگا فون دیا جہاں ہم نے توہین سنی، لیکن جب ہم نے اس پر ردعمل ظاہر کیا تو پولیس نے ردعمل دیا، میں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں۔ (یو این آئی اردو سروس 25 اگست 2023ء)

فلسطینی خواتین کو برہنہ کرنا اسرائیلی فوج کا بدترین جرم (او آئی سی)

صیہونی افواج کے ہاتھوں فلسطینی خواتین کی ہراسانی کے واقعہ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، تحقیقات کر کے قصور وار فوجیوں کو سزا دی جائے: اقوام متحدہ

اسلامی تعاون تنظیم [او آئی سی] نے اسرائیلی قابض فوج کی

جانب سے فلسطینی خواتین کو ہراساں کرنے کے مجرمانہ واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے ناقابل معافی اقدام قرار دیا ہے۔

خیال رہے کہ اسرائیلی میڈیا میں چھپنے والی رپورٹس میں بتایا گیا ہے کہ جولائی میں اسرائیلی فوج نے غرب اردن کے جنوبی شہر الخلیل میں ایک چھاپہ مار کارروائی کے دوران گھر میں موجود فلسطینی خواتین کو برہنہ ہونے پر مجبور کیا تھا۔

اسرائیلی فوج کی طرف سے فلسطینی خواتین کے ساتھ اس مجرمانہ برتاؤ کی شدید مذمت کرتے ہوئے او آئی سی نے اس واقعے کی شدید مذمت کی ہے۔

اسلامی تعاون تنظیم کی طرف سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اسرائیلی فوج کا فلسطینی خواتین کو ہراساں کرنے کا واقعہ بین الاقوامی قوانین اور عالمی انسانی حقوق کی سنگین پامالی ہے۔

’او آئی سی‘ نے عالمی برادری اور عالمی اداروں سے مطالبہ کیا کہ وہ فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی فوج کے مظالم کا نوٹس لیں اور فلسطینی خواتین کے ساتھ ہونے والے ہراسانی کے واقعے کی تحقیقات کراتے ہوئے مجرموں کے خلاف مقدمہ چلائیں۔

اسرائیل میں انسانی حقوق کی تنظیم B'Tselem کی جانب سے کی گئی تحقیقات سے پتا چلا ہے کہ گذشتہ جولائی میں دو مسلح اسرائیلی فوجیوں نے گشت کے دوران حملہ آور کتوں کے ساتھ الخلیل میں ایک خاندان کی 5 فلسطینی خواتین کو الگ الگ کر کے مکمل طور پر برہنہ ہو کر تلاشی لینے پر مجبور کیا تھا۔ خواتین کے بیانات کے مطابق اسرائیلی فوجیوں نے دھمکی دی کہ اگر وہ حکم نہ مانیں تو ان پر کتے چھوڑ دیں گے، گزشتہ جولائی کی دسویں تاریخ کو آدھی رات کے بعد، ایک مشن پر، جس میں تقریباً 50 فوجیوں نے حصہ لیا۔

ادھر اقوامِ متحدہ نے بھی اسرائیلی فوج کے ہاتھوں فلسطینی خواتین کے ساتھ توہین آمیز سلوک اور خواتین کو ہراساں کیے جانے کے واقعہ پر شدید مذمت کی۔ اقوامِ متحدہ کے ترجمان فرحان حق نے ایک بیان میں کہا کہ ہم تشدد اور ہراسانی کی ہر طرح کی شکلوں کی مذمت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اسرائیلی فوج کے ہاتھوں فلسطینی خواتین کی ہراسانی کے واقعہ کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس واقعہ کی تحقیقات ہونی چاہیے اور قصوروار فوجیوں کو اس کی سزا ملنی چاہیے۔

از: الخلیل میڈیا، مرکز اطلاعات فلسطین

فرانس میں عبایا پر پابندی کا مقصد مسلم اقلیت کو ہراساں کرنا

امریکی حکومت کے ایک مشاورتی پینل نے جمعہ کے روز اتحادی فرانس کی طرف سے سکول کی طالبات کے عبایا پہننے پر پابندی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پورے جسم کو چھپانے والے لمبے اور ڈھیلے ڈھالے لباس پر پابندی کا مقصد مسلم اقلیت کو ”ڈرانا“ ہے۔ امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی امریکی حکومت کو سفارشات پیش کرتا ہے لیکن وہ خود پالیسی مرتب نہیں کرتا۔ کمیشن کے سربراہ، ابراہم کوپر نے عبایا پر پابندی کو ”لائیسائٹ یا لادینیت، یعنی سرکاری سیکولرازم کی فرانسیسی قدر کو فروغ دینے کی گمراہ کن کوشش“ قرار دیا۔

کوپر نے ایک بیان میں کہا، فرانس مذہبی گروہوں، خاص، طور پر مسلمانوں کو نشانہ بنانے اور دھمکانے کے لیے سیکولرازم کی ایک مخصوص تشریح کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اگرچہ کسی بھی حکومت کو اپنی آبادی پر کسی مخصوص مذہب کو مسلط کرنے کے لیے اپنا اختیار استعمال نہیں کرنا چاہیے، لیکن سیکولرازم کو فروغ دینے کے لیے افراد کے مذہبی عقائد کے پرامن عمل پر پابندی لگانا بھی اتنا ہی قابل مذمت ہے۔ فرانس کے وزیر تعلیم گیبریل اٹل نے گزشتہ ماہ اعلان کیا تھا کہ اسکول اب لڑکیوں کو مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے عبایا پہننے کی اجازت نہیں دیں گے۔

2004 میں، فرانس نے اسکول کے بچوں کو ایسے نشانات یا لباس پہننے پر پابندی لگا دی جس سے طالب علم ظاہری طور پر مذہبی وابستگی ظاہر کرتے ہیں اور سر پر اسکارف، پگڑی، بڑی صلیب کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ لیکن عبایا کی صورت حال کچھ مختلف رہی جس کے بارے میں کچھ خواتین نے کہا تھا کہ وہ انہیں مذہبی عقیدے کی بجائے اپنی ثقافتی شناخت کی وجہ سے پہنتی ہیں۔ قدامت پسند فرانسیسی سیاست دانوں نے پابندیوں کو وسیع کرنے کی کوشش کی ہے۔ انتہائی دائیں بازو کی رہنما میرین لی پین نے، جو گزشتہ سال کے صدارتی انتخابات میں صدر ایمانوئل میکرون کے بعد دوسرے نمبر پر آئی تھیں سڑکوں پر نقاب پہننے پر پابندی کے لیے مہم چلائی ہے۔ عبایا پر پابندی کی فرانس میں کچھ مسلم رہنماؤں اور بائیں بازو کے سخت گیر سیاسی رہنما ژاں لوک میلینچون نے مذمت کی ہے، جنہوں نے اسے تفریق کو ہوا دینے سے تعبیر کیا۔ انہوں نے اس ہفتے ایک ٹی وی شو میں کہا، ”فرانس کے مسلمانوں کی عزت کی جانی چاہئے۔“

(VOA اردو سروس 9 ستمبر 2023ء)

خیر و خبر

آج ہمارا ملک چاند کے قطب جنوبی تک پہنچنے والا پہلا ملک بن گیا۔(علامہ عبدالحفیظ عزیزی، سربراہِ اعلیٰ)

چاند پر کامیابی کے جھنڈے گاڑنے والے اپنے دیس کے ماہر ترین سائنس دانوں کو ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں، یقیناانہیں ماہرین کی انتھک کوششوں اور محنتوں سے آج ہمارا ملک قطب جنوبی تک پہنچنے والا اکلوتا ملک بن گیا ہے، مذکورہ خیالات کا اظہار عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ مصباحی عزیزی دام ظلہ العالی سربراہ اعلی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے نامہ نگار سے خصوصی گفتگو کے دوران کیا، انہوں نے کہا کہ عالمی ریکارڈ بنانے کی سمت میں ایک بڑی چھلانگ لگاتے ہوئے ہمارے ملک ہندوستان نے بدھ کو چاند کے اس حصے پر قومی پرچم لہرایا جہاں آج تک کوئی بھی ملک نہیں پہنچ سکا ہے ہندوستانی خلائی تحقیقی تنظیم (اسرو) کے سائنس دانوں نے چاند کے جنوبی قطب پر چندریان 3 اتار کر خلا کی دنیا میں تاریخ رقم کی، موصوف نے کہا کہ پوری دنیا کی نظریں اس مشن پر لگی ہوئی تھیں۔ اس سے کئی فلکیاتی اسرار تہ در تہ کھلیں گے۔ ہم اسرو کے سائنس دانوں کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

رپورٹ: **نورالہدیٰ مصباحی گورکھپوری**

مظفرنگر اسکول سانحہ دو قوموں کے درمیان منافرت پیدا کرنے کی شیطانی کوشش: الحاج محمد سعید نوری

اتر پردیش کے ضلع مظفرنگر میں اسکول ٹیچر کی شرمناک حرکت سے نہ صرف وطن عزیز بلکہ پوری دنیا میں بھارت کی شبیہ خراب ہوئی ہے جس میں خاتون ٹیچر نے 8 سال کے مسلم بچے کو کلاس میں کھڑا کرکے دیگر ہم جماعت بچوں سے تھپڑ لگوایا تھا بچہ روتا رہا سہما رہا پھر بھی متعصبہ ٹیچر کو ترس نہیں آیا، جس کی ویڈیو سوشل میڈیا سمیت نیوز پرنٹ میڈیا پر موضوع بحث ہے۔ اس سلسلے میں آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ممبئی نے رضا اکیڈمی کے اشتراک سے اپنے دفتر میں علماء کرام کی میٹنگ طلب کی اور اس واقعے کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے معلمہ پر سخت، کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

سعید نوری نے سخت مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ سانحہ ملک کی سب سے بڑی ریاست اتر پردیش کے ضلع مظفر نگر میں پیش آیا ہے جس پر ریاست کے وزیر اعلیٰ یوگی ادتیہ ناتھ و یونین ادارے کو خود ہی ایکشن لینا چاہیے اور استادنی پر قانونی کاروائی کرنا چاہیے تاکہ اسکول و کالجز میں اس طرح کا گھناؤنا کھیل بند ہو۔

نوری صاحب نے مزید کہا کہ تعلیم گاہیں ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے معمار پیدا کرتی ہیں یہاں مذہب کے نام پر لعن وطعن کرنے یا پھر ایک کمیونٹی کے بچوں کو غیر ملکی تنظیموں سے جوڑ کر نشانہ بنانے کا مقصد صرف دونوں قوموں کے درمیان منافرت پیدا کرنا ہے جس سے تعلیمی اداروں کو پاک رکھنا ہے ورنہ تعلیم گاہوں کا وقار ختم ہو گا اسی لئے مظفر نگر جیسا سانحہ دوبارہ کسی اور پاٹھ شالہ میں نہ ہو تو وقفہ وقفہ سے اداروں میں شکسک کے کردار کی جانچ پڑتال ہو۔ ملک کی ترقی کیلئے منافرت کا خاتمہ ضروری ہے تب ہی پیار کی دکان کھل سکتی ہے اور چل بھی سکتی ہے۔

میٹنگ میں مولانا خلیل الرحمٰن نوری نے کہا کہ نفرت کی آگ بڑی تیزی کے ساتھ حکومتی اداروں کو اپنی لپیٹ میں لے لی ہے ہر جگہ آر ایس ایس کے لوگ بیٹھے ہیں جن کا مقصد ہی نفرت کی سیاست کا محور ہے اس کا حل صرف ایک ہے کہ مسلم تنظیمیں اور جماعتیں بھی اسکول و کالجز کی تعمیر کے لئے آگے آئیں، مولانا امان اللہ رضا نے اس واقعے کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ خاطی ٹیچر کو دو کمیونٹی کے درمیان نفرت ڈالنے کے جرم میں فوری طور پر گرفتار کیا جائے تاکہ آئندہ کسی بھی تعلیم گاہ میں مذہب کے نام پر کسی بھی بچے کو ٹارچر نہ کیا جائے مولانا محمد عباس رضوی و مولانا محمد عمر نظامی و مولانا ظفر الدین رضوی مولانا معراج احمد خان نے مشترکہ طور پر کہا کہ نیہا پبلک اسکول تعلیم کے معیار پر ہرگز نہیں اترتا اسے ہمیشہ کیلئے بند کر دینا چاہیے کیونکہ ترپتا تیاگی خود ہی اس کی مالکہ ہے جس کے ذہن و دماغ میں مسلمانوں سے نفرت کا لاوا پھوٹ رہا ہے۔ تیاگی نے تعلیم گاہ کو بھی آر ایس ایس

کا دھرم شالہ بنادیا ہے اسے جیل کے سلاخوں کے پیچھے ڈالا جائے۔

میٹنگ میں مولانا معین الدین رضوی، مولانا احمد رضا شریفی، صوفی محمد عمران مصطفوی، عبد الرحمٰن ضیائی، برکات احمد اشرفی، ناظم خان رضوی وغیرہ موجود تھے۔

از: **محمد عارف رضوی**، سکریٹری رضا اکیڈمی

عالم اسلام کی صلاح وفلاح اور ملک میں امن وامان کی دعا کے ساتھ سالانہ عرس اختتام پذیر

جب کسی تحریک کی مخالفت ہوتی ہے تو وہ کامیاب ہوجاتی ہے۔ مولانا سید محمد اشرف کچھوچھوی

نئی دہلی (پریس ریلیز) غوث العالم محبوب یزدانی سید شاہ مخدوم اشرف سمنانی نور بخشی سامانی رضی اللہ عنہ (متولد 708 ہجری / متوفی 808 ہجری) ابن سلطان محمد ابراہیم نور بخشی سامانی قدس سرہ کا 637 واں سالانہ سہ روزہ عرس مقدس روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا جس میں لاکھوں زائرین ملک وبیرون ممالک سے شریک ہوئے۔

رسم پرچم کشائی سے عرس کا آغاز ہوا، جس میں تلاوت کلام پاک نعت و منقبت کے علاوہ اشرفی ترانہ پڑھا گیا، بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر کا اہتمام ہوا، یہ عرس کا اہم ترین پروگرام ہوتا ہے۔ آخر میں قل شریف اور اشرف ملت کی دعا خانقاہ کا معمول ہے۔

28 محرم الحرام 1445ھ لنگر وقلم شریف کا اہتمام ہوا۔ بعد نماز عشاء عرس کا اہم پروگرام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد عمل میں آیا، تلاوت کلام پاک سے بزم کا آغاز ہوا، اس کے بعد نعت و منقبت کا سلسلہ شروع ہوا حضرت سید ناصر اشرف بن سید حماد اشرف اشرفی جیلانی، عثمان غنی اشرفی بنگال، سجاد وارثی کولکاتا، جناب عبدالحنان خادم درگاہ شاہ مینا لکھنوی، حضرت شکیل اختر اشرفی سنبھلی، تقسیم اشرف اشرفی سنبھلی نے نعت و منقبت کا نذرانہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا۔

مولانا مفتی منظر حسن خان اشرفی مصباحی ناظم اعلیٰ جامعہ حجازیہ گھاٹ کوپر ممبئی، مولانا محمد اسلم مینائی کولکاتا مغربی بنگال، مولانا مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی خادم التدریس والافتا ادارہ شرعیہ اتر پردیش رائے بریلی نے، اپنے خطابات سے نوازا۔ ادیب شہیر، نازش قلم حضرت علامہ مفتی مبارک حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ وچیف ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور نے سرکار مخدوم پاک کی حیات و خدمات پر انتہائی پر مغز اور انقلابی خطاب فرمایا، انھوں نے کہا کہ میں کل بھی خانوادۂ اشرفیہ اور سرکار کلاں کا غلام تھا، آج بھی ہوں اور انشاء اللہ آخری سانس تک رہوں گا، انھوں نے کہا کہ سلسلہ اشرفیہ کا فیضان ہمیشہ سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور پر برستا رہا ہے، جامعہ اشرفیہ کی تعمیر وترقی میں فیضان مخدوم پاک اور فیضان اعلیٰ حضرت اشرفی کا خاص حصہ ہے۔ حضرت علامہ کی خدمت میں حضور اشرف ملت نے بورڈ اور الاشرف ٹرسٹ کی جانب سے شائع ہونے والی کتب "جہان اعلیٰ حضرت اشرفی" اور دیگر مطبوعات پیش کیں۔

عرس مخدومی کے اسٹیج سے اشرف ملت حضرت سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی بانی وقومی صدر آل انڈیا علماو مشائخ بورڈ وورلڈ صوفی فورم کے ہاتھوں نے جب "مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی جہان علوم ومعارف" کی اپنے ہاتھوں سے رونمائی کی۔ اس کا سب سے پہلا نسخہ بھیل واڑہ راجستھان کے ایک شخص نے عرس مخدومی کی تاریخ قمری کی مناسبت سے 28000 ہزار میں حاصل کیا راجستھان ہی کے ایک دوسرے مخدوم اشرف کے عاشق نے دوسرا نسخہ 28000 ہزار میں لیا اسی طرح دیکھتے ہی دیکھتے پانچ افراد نے 28000 میں پانچ نسخے حاصل کیے، پانچوں نسخوں پر حضرت اشرف ملت دام ظلہ نے ان کے نام اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے دستخط کے ساتھ ان کے سپرد کی اور دعاوں سے نوازا۔ اس طرح صرف پانچ نسخے 140000 (ایک لاکھ چالیس ہزار) میں فروخت ہوئے جو رقم خانقاہ شیخ اعظم کے شعبہ نشر و اشاعت کی ترقی اور دیگر کتب ورسائل کی اشاعت کے لیے جمع ہوگئی۔

آخر میں شہزادۂ شیخ اعظم نبیرۂ سرکار کلاں، اشرف ملت ابوالنواز حضرت سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی نے اپنے خطاب نایاب سے نوازا، اور سلسلہ اشرفیہ کے اکابرین علمی وروحانی شخصیات خصوصا شیخ المشائخ، محبوب ربانی، علی حسین اعلیٰ حضرت اشرفی قدس سرہ کی عظمت ووجاہت پر گفتگو فرمائی، اور کہا کہ میرے مخدوم کا وعدہ ہے کہ ہر دور میں میرے شجرے میں ایک مجذوب اور ایک سالک ضرور ہوگا، اسی طرح اپنی روحانی اولاد حضرت عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کی اولاد کے خیر وبرکت کی نہ صرف دعا فرمائی ہے بلکہ ان کی حفاظت وصیانت کو اپنے ذمے لیا ہے۔ گفتگو کے آغاز میں حضور اشرف ملت نے قیام خانقاہ کے ابتدائی دور سے لے کر اب تک دست بازو بننے والے علما میں

خصوصیت کے ساتھ علامہ سالک مصباحی اشرفی دہلوی، علامہ حبیب الرحمٰن علوی مداری، مولانا مفتی کمال الدین اشرفی، مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی، مولانا برکت حسین مصباحی، مولانا عرفان عالم اشرفی، مولانا عظیم اشرف اشرفی، مولانا نعمان احمد قاضی دیواس، مفتی محمد قاسم القادری اشرفی، مولانا مفتی منظر حسن خان اشرفی، مولانا سید محمد حسن اشرفی ممبئی، مولانا رمضان اعلی اشرفی پنجاب، اور جامع اشرف کے اساتذہ کا ذکر کیا اور کہا کہ الحمد للہ آج علامہ مبارک حسین مصباحی کی شکل میں ایک اور ساتھی کا اضافہ ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنے مجربات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب تک کسی تحریک کی مخالفت نہیں ہوتی تب تک وہ ترقی نہیں کرتی، اور جب مخالفت ہوتی ہے تو وہ کامیابی کی منزل سے ہمکنار ہو جاتی ہے، اس لیے مخالفت سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ صوفی کانفرنس میں جس قدر مخالفت ہوئی اسی قدر اس کی شہرت ہوئی۔

پروگرام کی نظامت امیر القلم حضرت مولانا صوفی مقبول احمد سالک مصباحی اشرفی دہلوی خلیفہ حضور اشرف ملت نے اپنے مخصوص انداز میں کی۔ مولانا حبیب الرحمٰن علوی مداری سدھارتھ نگری نے خطیب خصوصی حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور کا جامع انداز میں تعارف پیش کیا اور کہا کہ علامہ مبارک حسین کی آمد ہمارے لیے فال نیک ہے، ہم ان کا خانقا اشرفیہ میں پر خلوص استقبال کرتے ہیں۔ شہزادۂ سرکار اشرف ملت حضرت سید نواز اشرف اشرفی جیلانی نے کہا کہ الحمد للہ خانقاہ اشرفیہ شیخ اعظم سرکار کلاں میں مخدومی عرس پاک کا فیضان روز افزوں ہے، اور امسال بلاشبہہ سال گزشتہ کے مقابلے میں دوگنا مہمان ہیں مگر کسی کی خدمت وضیافت میں کوئی کمی نہیں ہوئی، سب کی خدمت میں پر تکلف لنگر اشرفی پیش کیا گیا۔

29 محرم الحرام 1445 ہجری مطابق 18 اگست 2023 بروز جمعرات صبح دس بجے سے مختلف پروگرام ہوئے اور ماشاء اللہ سب بخیر وعافیت پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

آخر میں صلاۃ وسلام پڑھا گیا اور شہزادۂ شیخ اعظم نبیرۂ سرکار کلاں، اشرف ملت ابو النواز حضرت سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی بانی وقومی صدر آل انڈیا علما و مشائخ بورڈ وولڈ صوفی فورم نے رقت انگیز دعا فرمائی دعا کے اخیر میں آپ نے تمام حاضرین سے معذرت بھی کی اور کہا کہ اگر آپ حضرات کی خدمت میں مجھ سے کوئی کمی کوتاہی رہ گئی ہو تو مجھے معاف فرمادیں گے، اس جملے پر حاضرین رونے لگے، اکثر کی سسکیاں بندھ گئیں، اور سب نے بیک زبان کہا کہ نہیں حضور آپ نے ہماری حیثیت سے بڑھ کر ہماری خدمت وضیافت کی۔ حضرت کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا۔

جاری کردہ: حافظ کفایت اللہ قادری
جامعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، دہلی

بزم فروغ نعت کی 33ویں طرحی نشست

بزم فروغ نعت مبارک پور کی 33ویں ماہانہ نعتیہ طرحی نشست 20 اگست 2023ء کو ڈاکٹر محمد خالد اشرفی مرحوم کے مکان پر بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوئی، صدارت شاہد مبارکپوری اور نظامت ماسٹر عبد العزیز مبارکپوری نے کی، جب کہ مہمان خصوصی کی حیثیت سے الحاج اظہار احمد و سید فہیم احمد صاحبان نے شرکت فرمائی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، شعرا نے مصرع طرح "مدح سرکار کی منزل ہے ہنر سے آگے" کے تحت بارگاہ رسالت میں منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کیا، پسندیدہ اشعار نذر قارئین ہیں۔

بدر سے آج بھی آتی ہے صدا شام و سحر
ہے محمد کی دعا فتح و ظفر سے آگے
شاہد مبارکپوری

توڑے بیٹھے ہو گزرگاہِ نبی سے رشتہ
آگے جاؤگے تو جاؤگے کدھر سے آگے
مہتاب پیامی

سارے عالم میں کوئی اور نہیں در ایسا
صرف اللہ کا در ہے ترے در سے آگے
رفیق قریشی

ناز ہرگز نہ کریں اہلِ ہنر سے کہہ دو
مدحِ سرکار کی منزل ہے ہنر سے آگے
سفر اعظمی

ناقۂ دل کو لگا اپنی محبت کی نکیل
یہ نکل پائے نہ ایوب کے گھر سے آگے
فراز ادیبی

کوششیں لاکھ خلاؤں کے مسافر کرلیں
پھر بھی پہنچیں گے نہ آقا کے سفر سے آگے
ساگر ادیبی

یہ الٹ پھیر عجب دیکھا ترے قدموں میں
جو ہوئے زیر وہی پہنچے زبر سے آگے
ارشآد مبارکپوری

بس یہی کہہ کے زمانے نے قلم توڑ دیا
"مدح سرکار کی منزل ہے ہنر سے آگے"
ساقی ادیبی

ان کے علاوہ خبیر مبارک پوری، نور مبارک پوری، مقبول مبارکپوری، دانش مبارکپوری، نورالامین مصطفیٰ آبادی، صغیر عزیزی، امیر اشرف، ثاقب مبارکپوری، حیات ابراہیم پوری، فخر عالم، نور ابراہیم پوری، جاوید مبارکپوری، منظور کٹروی، فائق مبارک پوری اور اسد مبارک پوری نے بھی اپنا کلام پیش کیا، پروگرام کا اختتام صلاۃ وسلام اور مولانا سید فہیم احمد کے دعائیہ کلمات پر ہوا۔

آخر میں کنوینر مہتاب پیامی وارشاد مبارکپوری نے جملہ شعراو سامعین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اگلی نشست 20 ستمبر 2023 کے لیے مصرع طرح "ان کے جیسا کوئی نہ پایا اک اک چہرہ دیکھ لیا" کا اعلان کیا، اس موقع پر حافظ نورالزماں، اجمل مبارکپوری، شمس الدین، محمد حامد، اخلاق احمد و حافظ زین العابدین کے علاوہ کافی تعداد میں سامعین موجود تھے۔

از: **ساقی ادیبی** (میڈیا انچارج بزم فروغ نعت)

اشرفی دربار جالے دربھنگہ بہار میں
عرس خلیفۂ حضور قطب المشائخ

علماء ومشائخ کے ہاتھوں سے مفتی اہلسنت مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی کے سر پر جانشینی وسجادگی کی دستار باندھی گئ اور مولانا وسیم اصغر خان اشرفی صاحب کو نائب سجادہ نشین بنایا گیا

24/23/اگست 2023 بروز بدھ، جمعرات کو اشرفی دربار جالے ضلع دربھنگہ بہار میں خلیفۂ حضور قطب المشائخ استاذالاساتذہ عاشق اہلبیت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری ابوالمنظر محمد ناظر حسین خاں اشرفی جالوی علیہ الرحمہ کا پہلا سالانہ عرس نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ خانقاہی اصول وضوابط کی روشنی میں منایا گیا، 23 اگست بروز بدھ صبح گیارہ بجے رسم پرچم کشائی اور اشرفی ترانہ ہوا اس کے بعد 12 بجے تک قرآن خوانی ہوئی قرآن خوانی کے فوراً بعد سے لے کر 2 بجے دن تک عورتوں کا اجتماع ہوا جس میں عالمہ خطیبہ ناجیہ قمر امجدی نے اصلاح معاشرہ پر خطاب فرمایا علاقائی اور دور دراز کی کثیر تعداد میں خواتین اسلام نے باپردہ شرکت فرمائی 23 اگست کو ہی بعد نماز مغرب حلقۂ ذکر ہوا اس کے بعد زائرین میں لنگر تقسیم کیا گیا اور بعد نماز عشاء ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کی سرپرستی جانشین حضور قطب المشائخ تاج الاسلام آل رسول حضرت علامہ سید محمد نظام الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف اور صدارت فرزند غوث اعظم پیر طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ سید دستگیر اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف بہ جمیل میاں کچھوچھہ شریف نے فرمائی جانشین حضور قطب المشائخ اپنی علالت کی وجہ سے تشریف نہیں لائے مگر آپ نے اپنا اوڈیو پیغام حضرت مولانا محمد عنایت نبی اشرفی کی معرفت اہل محبت کے لیے بھیجا جس میں آپ نے تمام حاضرین کو عرس خلیفۂ حضور قطب المشائخ کی مبارکباد پیش فرمائی اور آپ نے حضرت علامہ مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی فرزند اکبر کو خلیفۂ قطب المشائخ کا جانشین وسجادہ نشین مقرر فرمایا اور فرزند اوسط حضرت حافظ وقاری محمد وسیم اصغر خان اشرفی جالوی کو نائب جانشین بنایا اور فرزند اصغر حضرت مولانا حافظ ابوالخیر خان اشرفی کو معاون مقرر فرمایا اس کے بعد تمام کی موجودگی میں پیر طریقت حضرت الشاہ سید دستگیر اشرف الاشرفی الجیلانی نے مولانا عنایت نبی اشرفی صاحب کے بدست جانشین حضور قطب المشائخ کے بھیجے ہوئے عمامہ سے مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی کے سر پر جانشینی وسجادگی کی دستار باندھی اور اشرفی رومال گلے میں عطا فرمایا اور سرکار تاج الاسلام کی بھیجی ہوئی دو کلاہ مبارکہ میں سے ایک کلاہ جانشین کو اور دوسری کلاہ نائب جانشین کو عطا فرمائی حضرت الشاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی شہزادۂ حضور صوفیِ ملت کچھوچھہ شریف نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خلیفۂ حضور قطب المشائخ بارگاہ سرکار قطب المشائخ کے خسرو تھے خلیفۂ قطب المشائخ عاشق اہلبیت اور کامیاب وبافیض استاذ تھے آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر ہے آپ نے اپنے شاگردوں کو علم کے ساتھ ادب سے بھی آراستہ فرمایا، امیر کشور صحافت نیر برج خطابت حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی نے اپنے مخصوص خطاب میں سرکار غوث العالم تارک السلطنت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کی سیرت مبارکہ پر سیر حاصل گفتگو

فرمائی آپ نے فرمایا کہ سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا فارسی زبان میں ترجمہ قرآن نہایت ہی شاندار ترجمہ ہے سرکار مخدوم پاک نے ترجمۂ قرآن نہایت ہی احتیاط کے ساتھ فرمایا ہے آپ کے فارسی ترجمۂ قرآن کا اردو میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے جسے فرزند حضور غوث اعظم حضور شیخ اعظم مخدوم العلما حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی سید اظہار اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ نے اپنے محبوب مرید اور خلیفہ حضرت مفتی ممتاز اشرفی دام ظلہ العالی سے کرایا ہے جو مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف میں موجود ہے، آپ نے فرمایا کہ اصل فارسی، اس کا اردو ترجمہ اور حاشیے میں اظہار البیان کے نام سے تفسیر بھی ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ صاحب عرس خلیفۂ حضور قطب المشایخ سادات کرام کے سچے عاشق باعمل عالم دین اور شیخ طریقت تھے، مفتیٔ اہلسنت حضرت مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی جانشین خلیفۂ حضور قطب المشایخ نے آئے ہوئے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم کو یقین ہے کہ آپ کی خاطر خواہ ہم انتظام نہ کر سکے آپ لوگوں کو جو تکلیف ہوئی ہو اس کو معاف فرمادیں مزید کہا کہ آج میرے سر پر جانشین حضور قطب المشایخ حضور تاج الاسلام دامت علینا فیضانہ نے علماو مشایخ اور عوام اہل سنت کی موجودگی میں جو ذمہ داری عطا فرمائی ہے آپ حضرات دعا فرمائیں کہ وہ خانقاہی اصول کے مطابق تادم آخر نبھا سکوں۔ مزید کہا کہ آج ہم تمام غلامان حضور قطب المشایخ و تاج الاسلام بہت غمگین ہیں کہ ہمارے درمیان علالت کی وجہ سے جانشین حضور قطب المشایخ اور جانشین حضور صوفیِ ملت اشرف العلما حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالحسن سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی بنفس نفیس جلوہ افروز نہیں ہیں مگر ان کی دعائیں ہم سب محبین کے ساتھ ہیں۔

مفتیٔ اہلسنت نے کہا کہ والد مکرم خلیفۂ حضور قطب المشایخ نے اپنی وصیت میں اپنے دونوں چھوٹے پوتوں کو پہلے حافظ قرآن بنانے کی تاکید فرمائی آپ آخر وقت میں اکثر یہ پڑھتے۔ میں مروں تو میری قبر ہو مسجد کے قریب بعد مرنے کے میں سنتا رہوں ذکر حبیب اسی لئے آپ کے مزار شریف کے قریب عبادت خانہ اور مدرسہ کی تعمیر شروع کی گئی ہے دعا کریں کہ مکمل ہو جائے والد صاحب قبلہ مسلک اہل سنت جسے ہم مسلک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس پر بہت سختی کے ساتھ قائم تھے اور اپنے ماتحتوں کو بھی اس پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی کبھی کسی بد مذہب کو نہ دعوت دی اور نہ کبھی اس کی دعوت کو قبول کیا، علاقے میں ہوں یا باہر خواہ اس کی وجہ سے کوئی بھی ناراض ہو جائے اور آپ کی اس سختی کی آپ کی والدہ محترمہ سے کچھ لوگوں نے شکایت بھی کی مگر آپ نے والدہ سے عرض کیا کہ امی جان کوئی ناراض ہوتا ہے تو ہونے دیجیے مگر کبھی بد عقیدہ کو دعوت نہیں دی جائے گی اس لیے کہ جو اللہ واس کے رسول علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہوں کا باادب نہیں ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے آپ سادات کرام اور پیر خانے سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اور اپنا سب کچھ اپنے شیخ کا صدقہ اور فیضان مانتے آج جو کچھ بھی آپ دیکھ رہے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا ثمرہ ہے حضرت مفتی احسن رضا رضوی باتھوی نے خانوادۂ اشرفیہ اور خاندان اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے مابین جو اٹوٹ رشتۂ محبت ہے اس پر خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آج ہم سب کی سعادت مندی ہے کہ ہمارے سامنے اولاد رسول خانوادۂ اشرفیہ کے شہزادے جلوہ افروز ہیں آپ نے فرمایا کہ خلیفۂ حضور قطب المشایخ نے قوم کے بچوں کے ساتھ اپنے تینوں فرزندوں کو بھی عالم وحافظ بناکر دین وسنیت کی عظیم خدمت کی ہے خطیب ذی وقار حضرت مولانا اظہر القادری چتر ویدی خلیفۂ حضور قطب المشایخ کی سیرت وسوانح پر خطاب فرمایا آپ نے کہا کہ میں نے خلیفۂ قطب المشایخ کو علاقے میں اور علاقے کے باہر بہت قریب سے دیکھا ہے آپ کی مجلسوں میں بیٹھنے کا شرف ملا ہے آپ کی خلوت وجلوت کو دیکھا ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ کی زندگی شریعت وطریقت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی مجلسیں دینی اور بہت پاکیزہ ہوتی تھیں آپ خلاف شرع کاموں سے ناراض ہو جاتے تھے خطیب ہر دلعزیز حضرت مولانا سلطان رضا رضوی نے اپنے اچھوتے انداز میں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سرکار مخدوم سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے آپ علوم ومعرفت کے آفتاب ومہتاب اور گروہ اولیا کے سرداروں میں ہیں آپ کا سرکار مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیری المعروف مخدوم بہار سے روحانی تعلق بہت خاص تھا بزرگوں کی بارگاہ میں دل کی بہت اہمیت ہے اسے صاف رکھنا حصول فیض کے لیے بہت ضروری ہے۔

شہزادۂ وقار ملت خطیب انقلاب ماہر زبان وبیان حضرت

مولانا نعمان اختر فائق الجمالی مہتمم دارالعلوم فیض الباری نوادہ بہار نے اپنے انقلابی خطاب میں فرمایا کہ خلیفۂ قطب المشائخ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں آپ پوری زندگی تعلیم وتربیت سے لگے رہے آپ نے جو علم وادب کا باغ لگایا ہے اس کا ثواب آپ کو ہمیشہ ملتا رہے گا آپ نے کتنے دلوں میں عشق رسول علیہ وآلہ وسلم کا چراغ روشن کیا ہے آپ اصاغر نواز تھے ہمیں یقین ہے کہ آپ کے فرزندان نسبی وروحانی آپ کے مشن کو ضرور پایۂ تکمیل کو پہنچائیں گے۔

مہمان خصوصی خلیفۂ حضور شیخ الاسلام حضرت صوفی اسماعیل چشتی اشرفی ممبئی، اس عظیم الشان کانفرنس کی نظامت حضرت مولانا حافظ وقاری عنایت نبی اشرفی گیا اور مولانا کفیل عنبر خان اشرفی نے فرمائی جناب حافظ کاشف رضا اشرفی سمستی پوری اور جناب حافظ محمد عاطف اشرفی نے بھی پیارا بیان فرمایا، شاعر اسلام زم زم فتحپوری نے پیارے انداز میں منتخب کلام پیش فرمایا جناب قاری عبدالحفیظ اشرفی، جابر اختر سلطانپوری، اقبال صابری سمستی پوری، حافظ سلطان اشرفی کلکتوی نے نعوت ومناقب سے نوازا پیش کیا حضرت مولانا عبد القادر خان رضوی، مولانا علی اعظم خان اشرفی کلکتہ، مولانا عمران خان اشرفی کلکتہ، مولانا شکیل اختر خان رضوی، مولانا محمد ساجد خان اشرفی جامعی، مولانا نظام الدین اشرفی جامعی جونپوری، مولانا اصلاح الدین اشرفی مصباحی، مولانا حافظ محب الرحمٰن اشرفی، حافظ سیف عادل تیغی، حافظ کمال خان اشرفی، حافظ خالد خان اشرفی، معین الدین اشرفی چشتی ممبئی، لعل محمد اشرفی کلکتہ، سید شہنواز اشرفی کلکتوی، حافظ انیس خان اشرفی، نورالحق ممتاز خان رضوی، حافظ انعام الحق اشرفی ان کے علاوہ کثیر تعداد میں علاقائی وبیرونی محبین خلیفۂ حضور قطب المشائخ نے شرکت فرمائی۔

سلام اور فرزند غوث اعظم حضرت شیخ طریقت سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قبلہ کی دعا پر مجلس کا اختتام ہوا اور 24 اگست بروز جمعرات کو بعد نماز فجر غسل مزار شریف اور آٹھ بجے صبح جلوس چادر از اشرفی منزل تا اشرفی دربار اس کے بعد محفل سماع کا انعقاد ہوا اور گیارہ بج کر انتیس منٹ پر شجرہ خوانی اور ملک وملت کے لئے دعا ہوئی اس کے بعد صندل وچادر پوشی اور تقسیم لنگر کے ساتھ امسال کے عرس کی تقریبات مکمل ہوئیں۔

از: **حامد اشرفی**، متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(ص:9 کا بقیہ)-----

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انصار صادق الایمان ہیں، مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، ایک دفعہ نادار مہاجر صحابہ کو مال غنیمت سے کچھ زائد حصہ ملا تو انصار صحابہ کے دلوں میں کوئی خلش نہیں ہوئی، کیوں کہ ان کے دلوں میں ایثار اور خیر خواہی کے جذبات ہیں، ان کے اندر بخالت اور دنیا طلبی نہیں ہے۔ اس طرح قرآن کریم نے صحابہ کرام کے حوالے سے جو حقائق بیان کیے وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ اپنے بندوں کے دلوں کے احوال سے بخوبی واقف ہے۔

2– اللہ کی راہ میں علانیہ اور پوشیدہ طور پر خرچ کرنے یا نذر پوری کرنے کے سلسلے میں فرمایا گیا:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

[سورۂ بقرہ: 271]

اور جو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو یا نذر مانو تو اللہ اسے جانتا ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر تم اپنے صدقات کو ظاہر کرو تو بہت اچھی بات ہے، اور اگر تم چھپا کر فقیروں کو دو تو یہ اور زیادہ بہتر ہے، اللہ تمھارے بعض گناہوں کو معاف فرمائے گا، اور اللہ تمھارے کاموں سے باخبر ہے۔

عام طور پر یہی دیکھا جاتا ہے کہ انسان کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، اور بظاہر نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تو وہ دل ہی دل میں اللہ سے دعا کرتا ہے اور نذر مانتا ہے کہ میری مراد بر آئی تو میں اللہ کی رضا کے لیے یہ کام کروں گا، ایسی نذر کسی کو معلوم نہیں ہوتی، لیکن اللہ کو معلوم ہوتی ہے، فرمایا: فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ۔ اللہ اس بندے کی نذر کو جانتا ہے، لہٰذا بندے پر واجب ہے کہ وہ فوراً اپنی نذر پوری کر دے، اور اپنے رب کا شکر ادا کرے۔

علاوہ ازیں صدقات کے معاملے میں بندے کو اختیار ہے، وہ چاہے تو علانیہ صدقہ دے اور چاہے تو پوشیدہ طور پر دے، بہر صورت اللہ دلوں میں پوشیدہ نیتوں کو جانتا ہے، اور اسی کی بنیاد پر دنیا وآخرت میں اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ (جاری)

—* * * * * *—

R.N.I. No. 29292/76
Regd. No. AZM/N.P.28 2023-25

THE ASHRAFIA MONTHLY

Mubarakpur Azamgarh (U.P.) 276404 (INDIA)

SEP 2023

(Mob. No.) 9450109981 (Mumbai Office) 022-23726122 (Delhi Office) Tel. 011-23268459, Mob.No. 9911198459

www.aljamiatulashrafia.org Email: info@aljamiatulashrafia.org

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کا علمی فیضان ہندوستان گیر ہی نہیں بلکہ اب عالم گیر ہوگیا ہے۔ اشرفیہ نے جس برق رفتاری سے ارتقائی منزلیں طے کی ہیں اشرفیہ کے معاونین اور دیگر اہلِ خیر اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اس وقت دو سو پچاس سے زائد افراد پر مشتمل ایک متحرک اور فعال اسٹاف اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مختلف شعبوں میں تقریباً گیارہ ہزار طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بیرونی طلبہ کی خوراک، رہائش اور اساتذہ و ملازمین کی تنخواہوں پر ایک خطیر رقم سالانہ خرچ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ادارہ بجا طور پر اہلِ خیر حضرات کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ والسلام

عبدالحفیظ عفی عنہ

سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

DONATION

You can make donation by cheque, Draft or by online in the favour of–

(For Education) برائے تعلیمی چندہ	(For Construction) برائے تعمیری چندہ
(1) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Central Bank of India** **A/C 3610796165** IFSC. Code: CBIN 0284532	(1) Aljamiatul Ashrafia **Central Bank of India** **A/c 3610803301** IFSC. Code: CBIN 0284532
(2) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Union Bank of India** **A/C 303001010333366** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301	(2) Aljamiatul Ashrafia **Union Bank of India** **A/c 303002010021744** IFSC. Code: UBIN 0530301 Branch Code: 530301
(3) Darul Uloom Ahle Sunnat Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom **Punjab National Bank** **A/c 05752010021920** IFSC. Code : PUNB0057510	(3) Aljamiatul Ashrafia **Punjab National Bank** **A/c 05752010021910** IFSC. Code : PUNB0057510

(1)- Exempted u/s 80G, (5) (VI), of Income Tax Act. 1961, Vide File No. Aa.Ayukt/Gkp/80G, Redg. S.No. 178/2011-12 Dt. 30/8/2011 w.e.f A.Y 2012-13 (F.Y.2011-12)
(2)- Exempted u/s 12A, Vide Letter No. 177/2011-12

BHIM
BHARAT INTERFACE FOR MONEY

BHIM UPI Payments Accepted at
Darul Uloom Ahle Sunnat
Madrasa Ashrafia Misbahul Uloom
Account Number : 3610796165, IFSC Code: CBIN0284532

SCAN & PAY ANY UPI SUPPORTED APPS

Only for Foreign Countries. FCRA Registration. No.236250051 Nature: Educational Social. For Account Detail, please visit http://aljamiatulashrafia.in/donation.php?lang=EN